TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222103
UNIVERSAL LIBRARY

ماشاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمائش جناب حاجی محمد قمر الدین صاحب تاجر کتب مالک مطبع قیومی کانپور

مذہب عشق

معروف بہ

گل بکاولی

باہتمام راجی رحمۃ ربہ المنان محمد علی حسین خان مالک و مہتمم مطبع

مطبع نامی محمدی لکھنؤ میں مطبوع ہوا

ناظرین کے کارخانہ سے جملہ علوم و فنون کی کتابیں نہایت کفایت سے روانہ ہوتی ہیں۔ المشتہر حاجی محمد قمر الدین تاجر کتب مالک مطبع قیومی کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کر سخن کو میرے وہ گل	کہ جس پر مرغ دل ہو سب کا بلبل

حمد و ثنا کا گلستان ہمیشہ بہار باغبان حقیقی کو سزاوار ہی کہ اُسکے باغ لطف سے اس طرفہ بوستان جہان نے آب و رنگ تازہ و لطائف طراوت بے اندازہ پائی پھولون کی بہارین اور زیبا عروسون کے نقش و نگارین اسی کے نور کی تجلّی سمائی خامہ خشک مغز کا کیا مقدور اور کتنی طاقت کہ اُسکی حمد و ثنا تحریر کر سکے اور جو حق لکھنے کا ہی لکھے **ابیات** ہر اک پتّے نے گل کی بو عیان کی ٭ وہی علت بلبل کی فغان کی ٭ جو منھ ہی بند غنچہ کا چمن مین ٭ اُسی کا نام لیتا ہی دہن مین ٭ اُسی کے حکم شیرازہ بندی ٭ کتاب عارض محبوب مین کی ٭ جو عکس روے لیلی گل مین آیا ٭ تو موی قیس کو سنبل بنایا جو ابر رحمت غفار برسے ٭ گناہونکو ہمارے دم مین دھوئے ٭ طراوت پاؤ اپنی کشت امید ٭ ہری ہو جائے اپنی کشت امید

اگر دل قہر سے آنہ پائے اُس کا	سوائے ظل احمد پھر نہین جا

جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین

ہزارون ہزار درود و سلام اُس والا حسب عالی نسب پر ہو جو باعث بنائے زمین و آسمان اور سبب ایجاد کون و مکان ہوا اُسکے براق کے سم کا نقش مہر و ماہ کی پیشانی پر درست بیٹھا اُسکے مجموعہ امکان سے جہان ہی ایک کتاب اور کتاب ہستی سے ایک باب صفحہ خاک کو جو دلچسپ دیکھا تو بیت الافلاک مین نہ رہا اُس مطلع انور مقطع ظہور نے عناصر کی رباعی اختیار کی **بیت** اس مرحلے کا نہین ہی پایان + کہو اب تو ثنائے شاہ مردان

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی منقبت مین

جب صبح کو آفتاب نے قلم شعاعی سے ورق عالم پر آیت نور لکھکر صفحۂ جہان کو روشن کیا مینے چاہا کہ دریاے سخن مین غوطہ لگاکے لولوے آبدار جوہر سخن کے جوہریون کو منظور ہون نکالون جسطرف غور و تامل سے نگاہ کی ڈھیر کے ڈھیر نظر آئے سوچا کہ انکو کسپر نثار کرون اس تردد و فکر مین تھا کہ یکایک مژدہ یہ کان مین پہونچا کہ اے غریق دریاے فکر یہ جواہر درخشان دوسرے کے لائق نہین حضرت علی کے قدمونپر نثار کر اُسکی مدح مین زبان کھول وہ شہنشاہ لا جسکے چہرے کے عکس سے ماہ کے رُخ پر صفائی آئی اور خورشید کے آئینہ نے جلا سے وافر پائی اگر سا تون آسمان کے میدان مین گھوڑا دوڑاے تو ستارون کے لشکر مین فتور پڑجاے اے شہنشاہ تیری درگاہ مین میری بھی عرض ہے کہ داد گیر قیامت مین مجھکو اپنے غلامونکی صف مین گننا اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ مجکو زیادہ عرض کرنی اپنے مولا کی جناب مین کمال گستاخی ہے

وجہ تصنیف کتاب

ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تھی اسنے اسکا سبب یون لکھا ہے کہ طالب العلمی کے ایام مین اس حقیر کو انشا پردازی کے فن مین رغبت تمام تھی اور مسودے بھی کاغذات پر لکھکر رکھ چھوڑتا تھا ایک روز رفیق شفیق نذر محمد کہ نو برس تک اسکے حُسن پر سرگردان تھا چکور کی مانند اُس شمع جمال پر پروانے کے مانند قربان اور ذرے کی طرح اس خورشید آسمان حُسن پر سرگردان تھا چکور کے مانند خرامان خرامان آیا **ابیات** غزالون سے کیا لیتی چشم اُسکی باج + طلب کرتی تھی شیر نر سے خراج + نگاہونکی تھی عشوہ سازی تمام + کرشمے مین کرتی تھی عالم کا کام + کبھی مستی مین لہرآئی اگر + کیا صفحۂ دلکو زیر و زبر + عجب خط سے رونق تھی رخسار کی + کہ مصحف مین جدول تھی زنگار کی + رگ لعل کا مین جو پاؤن قلم + تو کچھ سرخی لب ہو مجھسے رقم + اور جسطرح ہمارے اُسکے دوستی تھی ویسے ہی محبت سے ہاتھ رکھا اور راہ الفت مین قدم ساتھ رکھا آخرش جام لب کو شراب تکلم سے بھر کر آتش بیانی سے محبت کا بازار گرم کیا یہ شیوۂ محبت بھی اس فرشتہ خصال سے متکلم رہا پھر میرے زانو پر سر رکھکر کہنے لگا کہ مجھے نیند آتی ہے جبتک مین سوؤن تم بیٹھے رہو کوئی کہانی کہو پہلے تو مین نے چاہا کہ مین بھی اُس سے لپٹ کر سو رہون لیکن یہ خیال آیا کہ شاید آشفتہ خاطر ہو اور یہ سوچے کہ میرا کہنا نہ مانا تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے بھری ہوئی تھی اُس سرمایۂ محبت کے آگے کہنے لگا من بعد اُس یار ارجمند کی خواہش اس مستمند کو اسپر لائی کہ اس دلچسپ قصہ کو فارسی کی عبارت کا لباس پہنا کر نظم و نثر کے زیور سے آراستہ کر کے مشکل پسند دیکھنے والون کے لائق کردن

اس اثنا مین غرہ ذی الحجہ کو کہ سن ایکہزار ایکسو چہبیس ہجری تھی اُس نوبادۂ محبت کو صرصر موت نے
جڑ سے اُکھاڑ ڈالا اس واقعہ جانکاہ سے مصیبت زدہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے چاہا کہ اوراق مسودات
کو اس افسانے کے بھی پرزے پرزے کر ڈالون لیکن چند دوستون نے کہ ایک گونہ پاس خاطر اُنکا منظور
تھا آکر سمجھایا بیت آسان بہت ہے لعل بدخشان کا توڑنا ✚ لیکن بہت محال ہے پھر اُسکا جوڑنا ✚ بحکم ضرورت
آدھے کو فارسی کیا اور آدھے کو اسی طرح رہنے دیا اس کتاب کی ترجمہ کا یہ سبب ہے کہ ستمدیدان نہال چند
لاہوری کہ اس نحیف کا مولد شاہجہان آباد اشرف البلاد کلکتہ مین کہ بالفعل ہندوستان دار الامارۃ ہے آب
خورش کھینچ کر لایا اور یہ خاکسار کپتان ڈرٹ صاحب بہادر کی خدمت مین سابق سے بندگی رکھتا تھا
انکی دستگیری سے صاحب خداوند نعمت حاتم دوران دستگیر درماندگان منبع الجود والاحسان سرچشمہ
فیض عنایت و کرامت بحر احسان و شجاعت صاحب گلکرسٹ بہادر دام ظلہ کے دامن دولت
تک دسترس پایا

نظم

وہی ہے باغ فصاحت کا نخل تازہ مین
نہین ہے اسکا جہان مین عدیل اور نظیر
قامت موزون پہ جامہ اخلاق
اس بات پہ ہے تیر فقیر
سے دعا مانگتا ہے یہ ذرات
عدو کو اسکے کرے دہر مین ذلیل و حقیر

اثنا مین اسکے بجا ہے اگر صغیر و کبیر
گل سخن سے اسی کے شگفتہ ہے یہ زہیر
چراغ عقل سے شمع مراد روشن ہے
خدا نے اپنی عنایت سے دی ہے توقیر
لیاقت اتنی کہان خاکسار کو حاصل
رہے جبتک خدائے مہر منیر

ہزار صفحہ کاغذ سدا کرین تحریر
وہی ہے گوہر بحر سخا و کان عطا
وہ رات کو مہ انور ہے دن کو ماہ منیر
ہر ایک خدمت عالی سے فیض پاتا ہے
کہ اسکی بخشش و ہمت کی کیا کرے تقریر
سلامت اسکو رکھے حق تا دم دولت سے

غرضکہ صاحب بہادر کے تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی بسر اوقات
ہونے لگی اور امید زیادہ ہوئی اگر بخت مددگار ہے اور دامن دولت اپنے ہاتھ ہے تو حشمت قلم کے ساتھ ہے پھر ایک روز
خداوند نعمت نے ارشاد کیا کہ تاج الملوک اور بکاولی کا قصہ فارسی مین ہے ہندی ریختی کے محاورے
مین ترجمہ کر کہ تیری سرخروئی اور یادگاری کا موجب اور ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ
اس نحیف نے حسب الارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق فلاطون فطنت والا شکوہ
عالی حشمت ذکی اشتباہ مارکوئس ویلزلی نواب گورنر جنرل دام اقبالہ کے عہد مین ہندی مین
ترجمہ کیا اور نام اسکا مذہب عشق رکھا ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان صحیح نفس سے یہ امید
ہے کہ جہان کہین میدان عبارت مین نشیب و فراز دیکھین وہان اصلاح کے قلم سے ہموار کرین اور اس

1378

ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرمائین

آغاز داستان

کہتے ہین کہ پورب کے شہزادون مین کسی شہر کا ایک بادشاہ زین الملوک نام جمال اسکا ایسا جیسے ماہ منیر عدل و انصاف اور شجاعت و سخاوت مین بینظیر اور اسکے چار بیٹے تھے ہر ایک علم و فضل مین علامۂ زمان اور جوانمردی مین رستم دوران خدا کی قدرت کاملہ سے اور ایک بیٹا آفتاب کی طرح جہان کا روشن کرنے والا اور چودھوین رات کے چاند کی طرح دنیا کے اندھیرے کا دور کرنیوالا پیدا ہوا تھا

قمر اسکی جبین سے داغ کھائے
مصور چین کا چین لو بجائے
کبھی دیکھی تھی اس گلرو کی کاکل
پلک کے پار ہون خنجر جگر سے
عجب انداز سے تل گال پر تھا
یہ کیا کہتا ہون نہین ہے استشفاف

مہ نو پیش ابرو سر جھکائے
بلا انگیز آنکھین جادو آمیز
پریشان آجتک ہے حال سنبل
وہ گوہر اگر دیکھے تو تھرائے
کہ گنج حسن پر بیٹھا تھا کالا
ریاض حسن کا سرو سرافراز

اگر چین جبین اسکی بنائے
مے گلرنگ سے دو جام لبریز
جہان مجروح ہو تیغ نظر سے
قمر کے چہرے کا بھی رنگ اڑجائے
وہ سینہ تختۂ بلور سا صاف
غرض وہ تھا سراپا مایۂ ناز

بادشاہ نے باغ باغ ہو کر جشن کیا اور نجومیون کو بلاکر کہا کہ اسکی لگن دیکھو ہر ایک نے کنڈلی کھینچ کر اسکا نام تاج الملوک رکھدیا اور کچھ انگلیون پر گن گنا کے عرض کی کہ یہ باغ عالم مین گل تازہ ہے اسکے نصیبون مین

دولت دنیوی بے اندازہ ہی جو صاحب ہمت اسطرح کا نہوئی ہوا ہی اور نہ ہوگا یقین ہی کہ ایسا شہزادہ ہو کہ عالم جنات بھی مطیع اور فرمانبردار ہو مگر قباحت بھی اسکے ساتھ ہی جب بادشاہ کی اسپر نظر پڑے تو فورًا بادشاہ کی آنکھوں سے بینائی جاتی رہے بادشاہ نے کچھ شاد کچھ ناشاد ہوکر انکو رخصت کیا اور وزیر سے فرمایا کہ ایک محل میں بحفاظت ہماری گذرگاہ سے اسکی ماں سمیت رکھو چنانچہ موجب ارشاد کے وزیر عمل میں لایا چند سال کے بعد وہ نونہال باغ سلطنت کا کمال نازونعمت سے پرورش پاکر ہوا علم و ہنر سے سرسبز ہوا ایک روز اسکو شکار کی خواہش ہوئی سوار ہوکر جنگل میں گیا اور شکار کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا سچ ہی کہ ہونے والی بات بے ہوئے نہیں رہتی مصرع تقدیر کے لکھے کو امکان نہیں دھونا۔ اتفاقًا بادشاہ بھی اُسی دن شکار کو سوار ہوئے تھے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا اسی طرف کو آنکلے مشہور ہی کہ کانے چوٹ کنوڈے بھینٹ جوہیں شہزادے پر نگاہ پڑی آنکھونکی بصارت جاتی رہی ارکان دولت نے شہزادے کو دیکھا بادشاہ کے نابینا ہونیکا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ لازم یوں تھا کہ بیٹے کو دیکھکر باپ کی آنکھیں اور روشن ہوں سو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ برعکس ظہور میں آیا پس اب یہ بہتر ہی کہ اسکو میرے ممالک محروسہ سے نکالدو اور اُسکی ماں کیواسطے خدمت جاروب کشی کی مقرر کرو یہ فرماکے بادشاہ اُلٹے پاؤں تختگاہ کیطرف پھر آیا اور اسے دیس سے نکالدیا

دوسری داستان چاروں بیٹوں کے جانیکی گل بکاولی کیواسطے

کہتے ہیں کہ جب بڑے بڑے حکیم مسیحا خصلت اور بوعلی طبیعت آنکھوں کے علاج کیلیے بلائے سب نے متفق ہوکر عرض کی کہ گل بکاولی کے سوا کسی اور دوا سے ممکن نہیں کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی صورت سے گل بکاولی پیدا ہو تو حضرت کیا بلکہ اندھا مادرزاد بھی آنکھیں پائے یہ سنکر بادشاہ نے اپنے تمام ملک میں منادی پھروادی کہ جو گل بکاولی پیدا کرے یا اُسکی خبر لائے تو اسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کردوں اسطرح بادشاہ نے ایک مدت تک اسکے انتظار میں رو روکر حضرت یعقوب کی طرح اپنی آنکھوں کو سفید کیا اور اس غم میں مانند حضرت ایوب کے آپکو گھلا دیا ہر چند کہ خون جگر پیا لیکن کسی طرف سے بھی اُسکا سراغ نہ ملا ایک روز چاروں بیٹوں نے بادشاہ کی خدمت میں دست بستہ عرض کی کہ سعادتمند وہی لڑکا ہی کہ جو ماں باپ کی خدمت بجالائے اور اگر سعی و کوشش میں جان دے

تو وہ سعادت دارین پائے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت فرمائیے تو گل بکاولی کی تلاش مین نکلین بادشاہ نے فرمایا کہ آگے ہی مین اپنی آنکھین کھو بیٹھا ہون نور چشم کو رو بیٹھا ہون وہ داغ ابتک جگر سے نہین گیا جو چشم و چراغ ہین انکو برباد کسطرح ہونے دون یہ صدمہ دیدہ و دانستہ دل پر لون شاہزادون نے پھر مکرر عرض کی تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیرون سے فرمایا کہ جو اسباب سفر کا چاہیے مہیا کر دو چنانچہ انھون نے بموجب حکم کے نقد و جنس و طرب و خیمہ و لشکر سے لیکر جتنا درکار تھا موجود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت ہو کر شاہزادون نے اپنا رستہ لیا شاہزادے منزل منزل جاتے تھے اتفاقاً تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر بدر کیا تھا دشت آوارگی کو قدم پریشانی کو اپنے ناپتے انسے دوچار ہوا کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین اسنے بادشاہ کے بیٹے ہونے کا اور سبب انکے سفر کا گل بکاولی کی تلاش مین تاج الملوک سے بیان کیا شہزادہ نے دل مین کہا مصرع

کہ اٹھ بخت کو تو بھی اب آزمائے

مصلحت نیک تو یہ ہے کہ مین بھی بھائیون کے ہمراہ گل بکاولی کی جستجو کرون اور اپنے زر قسمت کو محک امتحان پر کسون اسمین اگر دامن کو گل مراد سے بھرون تو فہو المراد نہین تو اس وسیلے باپ کے ملک سے باہر نکلون یہ دل مین ٹھان کر ایک سوار کے پاس کہ نام اسکا سعید تھا گیا اور باادب سلام کیا اسکی نظر جو شاہزادے پر پڑی تو دیکھا کہ اسکے گالون کی چمک خورشید کی روشنی کے ساتھ برابری کر رہی ہے اور چاند سی پیشانی زلف عنبر رنگ کے پہلو مین ماہ تمام کیطرح جلوہ گر ہے پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا تاج الملوک نے عرض کی کہ مین بیچارہ غریب مسافر ہون بیکس و آشفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمگسار ہے کہ غمخواری کرے نہ یار ہے کہ شرط یاری بجا لائے نہ کوئی مددگار ہے کہ مددگاری کرے سعید نے اس یوسف ثانی کی شیرین زبانی سے محظوظ ہو کر بصد آرزو و خواہش اپنی رفاقت مین رکھا اور ہر روز عنایت زیادہ کرتا کہتے ہین کہ شاہزادے ایک مدت کے بعد شہر فردوس مین تخت نشین وہان شاہ رضوان تھا پہونچے اور شام کے وقت دریا کے کنارے اس ارادے سے کہ چند روز یہان ٹھہرین خیمے ایستادہ کیے جب مسافر آفتاب ملک مغرب کی سیر کو گرم رفتار ہوا اور سیاح ماہتاب رات کے مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر مشرق کی طرف سے باگ اٹھا کر چلا تب چارون شہزادے اپنے اپنے سمند باد رفتار پر سوار ہو کر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادھر ادھر گشت کرنے لگے اسمین ایک محل منقش اور مکلف کہ جسکے جا بجا دروازون پر زردوزی پردے پڑے ہوئے تھے

نظر آیا وہان کے باشندون سے پوچھا کہ یہ مکان عالیشان کسکا ہی اُسنے جواب دیا کہ اسکی مالک دلبر لکھا بیسوا ہی شاہزادون نے کہا اللہ اکبر یہ محل بادشاہی اسنے کہان سے پایا وہ شخص پھر کہنے لگا کہ یہ رنڈی اس زمانے مین یکتا ہی اور ملاحت مین بے ہمتا ہی شہرۂ آفاق اپنے کام مین طاق رعنائی اور زیبائی مین نہایت محبوبی اور دلربائی مین بغایت خوب چشم خورشید مدام اسکے شمع جمال پر پروانے کی طرح شیدا اور چہرۂ ماہتاب دوام اُسکے مکھڑے پر فدا ابیات کسی نے راہ مین اُسکی اگر قدم مارا + تو اپنی عقل کی فہرست پر قلم مارا + اُسی نے تج دیا ناموس و ننگ کو اپنے + کہ جسنے ذرہ بھی خواہش مین اُسکے دم مارا + صاحبان مباشرت کیواسطے ایک نقارہ مع چوب اُسنے اپنے دروازے پر رکھا ہی جو کوئی اُسے جاکر بجائے وہ عیارہ زمانے کی اُسے گھر مین بلائے اور لاکھ روپے لے تب اُس سے ملے شہزادے کہ اپنے مال و دولت پر نہایت مغرور تھے نشۂ بادۂ نخوت سے چور تھے نشان ہمت اُس کے میدان شوق ملاقات مین بلند کر کے دروازے پر گئے اور جاتے ہی بے تحاشا نقارہ بجا دیا سنتے ہی اُس مکارۂ دوران نے دل مین کہا کہ الحمد للہ مدت مدید کے بعد کسی ایسے کمبخت نے میرے گھر کا قصد کیا چاہیے کہ میرے حجرے کو روشن کرے اور ایسے موٹے تازے نے میرے جال مین آنیکا ارادہ کیا اغلب ہے کہ دام مین پھنسے پھڑک پھڑک کر مرے نقل مشہور ہی کہ یہ طائفہ اسی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا آملے سو خدا نے ویسے ہی شخص بھیجدیے جھٹ پٹ بناؤ سنگار کر کے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جا بجا پہنکر بڑی آن بان سے بن ٹھنکر بیٹھی یہ بھی اسمین آ پہونچے چند قدم استقبال کر کے ہر ایک کو سونے کی کرسی پر بٹھایا اتنے مین کچھ رات گئی کہ ساقیان گلعذار شیشہ و شراب و ساغر زرنگار لیے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائے اسی طرح آدھی رات گئی تب اُس عیارہ نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو تختۂ نرد منگوائون باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون نے کہا کہ منگواؤ اسمین سے کیا بہتر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکھ روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگی لکھنے والے نے یون لکھا ہی کہ شاہزادون نے اُس آدھی رات کے عرصہ مین پچاس لاکھ روپے ہارے کہ اس مین خورشید گردون مروی تختے پر نمودار ہوا اسی مین مہرۂ ماہ کا اپنے گھر گیا اُس مکر باز نے بھی بساط بازی لپیٹی شہزادے اپنے مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب ساحرون کی طرح مغرب کی منزل مین پہونچا اور ماہتاب بادشاہون کی صورت سیاہ انجم کی لیے ہوئے تختۂ فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا

شاہزادے اُسی آن بان سے مکان مین آئے اور بدستور سونیکی چوکیون پر اجلاس فرمایا اور لقا
رنڈیان خدمت مین آکر حاضر ہوئین اور طرح طرح کا کھانا سونے چاندی کے خوانون مین چن دیا
بعد تناول طعام تختۂ نرد منگوا کر دس لاکھ روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگے غرض اُس رات کو بہت سا
مال ومتاع نقد وجنس ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ جسقدر رکھتے تھے ہار گئے تب اُس مکارہ نے
بازی سے ہاتھ کھینچکر کہا اے جوانو تمھارا سرمایہ آخر ہوچکا اب بساط بازی کی لپیٹو اپنے گھر کی راہ لو
شاہزادون نے کہا کہ ایکبار ہم زر طالع کو ترازوے امتحان مین تولین اگر ہمارے بخت کا
پلہ جھکے تو اپنی بازی سب نقد وجنس کہ گرہ مین تو نے باندھی ہے کھول لین نہین تو ہم چار دن
تیری فرمانبرداری مین غلام ہوکر رہین کچھ نہ بولین جب یہ قول وقرار ٹھہرا تب اُس چھنال چھد کار نے
طرفۃ العین مین وہ بھی بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد وجنس اُنکا اپنی سرکار مین داخل کیا
اُنکو بھی قیدیون کے سلسلے مین کہ ویسے سیکڑون تھے بھیجدیا اور سپاہ اور رفیق اُنکے گل خزان دیدہ
کے پتّون کیطرح درہم برہم ہوئے تاج الملوک نے دل سے صلاح کی کہ اب کچھ ایسی حکمت کیا چاہیے
جو اُنکی خلاصی کا سبب ہو مجھ سے جو یہ کام نمایان ہو تو دنیا مین نام ہو آخرت مین اجر فراوان ہو
یہ دل مین سوچکے شہر مین ایک امیر کے درِ دولت پر جاکر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان
کسی امیر کو ڈھونڈھتا ہون تمھارے صاحب کے اوصاف اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون اگر
بندے کو اپنی بندگی مین لین اور بندہ نوازی فرمائین بدل وجان خدمت بجالاؤن اُنمین سے
ایک نے جاکر امیر کی خدمت مین شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اُسے حاضر کرو وہ لے گیا
امیر نے اُسکے منھ کو دیکھکر کہا کہ یا الٰہی کیا آفتاب چوتھے آسمان سے انسان کے قالب مین اُتر آیا
یا کوئی غلمان بہشت برین سے شعر پیشانی نازنین پہ اُسکے + چمکے تھا ستارہ بلندی + غرضکہ
امیر نے اسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختۂ نرد کھیلنے کی دلبر لکھا بیسوا سے اور جیتنے تمام مال اور اسباب کی تصویر تاج الملوک اور دلبر بیسوا اور تختۂ نرد کھیلنی

جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اُسنے وجہ مقررہ سے کچھ روپے جمع کیے تو ایک روز اُسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فدوی کے آشناؤن مین اس شہر مین تازہ وارد ہوے ہین اگر حکم ہو تو ہر روز چار گھڑی کے واسطے اُسکے پاس جایا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر پس شاہزادہ ہر روز تختۂ نرد کھیلنے والون کے پاس جا بیٹھنا جب قانون اُسکے دریافت کر لیے اور ہر ایک سے بازی ہاتھ آنے لگی تو یہ تجویز کیا کہ اب اُس عیارہ سے کھیلیے اور اپنے طالع کے قرعہ کو تختۂ امتحان پر پھینک کر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی پھر ایک روز شاہزادہ اُسکے دروازہ پر گیا دیکھا کہ ایک بڑھیا اندر سے باہر آتی ہی کسی سے پوچھا یہ کون ہی اُسنے کہا یہان کی یہی مدار المہام ہی بے مشورہ اسکے وہ کچھ کام نہین کرتی ہی تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہیے دام محبت مین اسکو لایا چاہیے اسکے ہاتھ میرا کام نکلے تو نکلے اسدن تو شاہزادہ چلا آیا پھر ایک روز وہی بڑھیا اُسکو دکھائی دی سلام کیا اور پاؤن پر سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی مگر دیوانہ ہی یا مظلوم کہ اسطرح پھوٹ پھوٹکر روتا ہی شہزادے نے کہا **ابیات** کیا مجھسے پوچھتی ہو مین ہون ملال سے مضطر + دنیا مین کوئی مجھسا ڈھونڈھو تو پاؤ گے + آتش سے غم کی میرا سینہ جلا جلتا ہی + دو دن کی زندگی مجھے عجب بلا ہی + گردش سے آسمان کی کیا کیا ستم ہی مجھپر + سایہ بغیر اپنا ساتھی نہ دوسرا ہی + مین مسافر بے سر و پا اس شہر بیگانہ مین نہ کوئی یار نہ آشنا بجز باری تعالی کی ذات کے نہ اپنا کوئی پشت و پناہ نہ کسی کا

آسرا یورب دیس مین میرا وطن ہی ایک میری دادی تھی وہ بھی قضائے الٰہی سے کئی برس ہوئے
کہ اس عالم فنا سے ملک بقا کو کوچ کر گئی اُسکے تمام آثار تجھ مین پائے اسواسطے بصد آرزو تیری
پابوسی کی اگر میرے حال زار کو التفات کی نظر سے دیکھیے اور اس عاجز کی غریبی اور بیکسی پر رحم
فرمائیے تو مین آپکا ہو کر رہون اور دادی کی جگہ تصور کرون بیت نظر سے اپنے جو کرتے ہین خاک کو
اکسیر + کبھی تو گوشۂ چشم اسطرف کرین للہ + ایسی چکنی چپڑی باتین کین کہ اُس پیرزال کا دل
پھسل گیا بلکہ شعلۂ آواز سے موم کے مانند پگھل گیا بولی اے جوان میرا بھی اس جہان مین اپنا کوئی
نہین رہا آج سے مین تیری دادی تو میرا پوتا پھر تاج الملوک نے کہا دادی صاحب کئی روز سے
مین ایک جگہ نوکر ہون اُسکی فرمانبرداری لازم ہی ہر روز تمھاری قدمبوسی کے واسطے نہ پہونچ سکونگا
مگر کبھی کبھی بڑھیا نے کہا بیٹا کیا مضائقہ ہی اگرچہ شاہزادے نے ہر روز کے آنے کا عذر کیا لیکن
اُس غمخوار کے گھر روز جاتا اور چاپلوسی اور تملق کی باتین بناتا آخرش رفتہ رفتہ اسکا محرم راز
ہوا اسی طرح کچھ روز گذرے ایکدن شہزادہ کچھ روپے اُسکے پاس لیگیا اور کہا دادی صاحب
یہ روپے رکھ چھوڑو اگر کسی کام مین درکار ہون تو خرچ کرو وہ بولی بیٹا مین تیرے روپے لیکر
کیا کرونگی خدا کا دیا میرے گھر سب کچھ ہی کسی چیز کی کمی نہین اگر تجھے کسی کام کے لیے درکار ہو تو
یہ نقد و جنس تیرا ہی بے وسواس اپنے تصرف مین لا شعر کھانے کے لیے زر ہی ای نور بصر +
رکھنے کے لیے تو سنگ و زر یکسان ہی + غرض شہزادے نے جب اُسکو اپنے حال پر مہربان پایا
ایک روز اِدھر اُدھر کا تذکرہ کر کے کہنے لگا کہ ای دادی صاحبہ تمکو کچھ معلوم ہی کہ جو کوئی اس عیارہ
کے ساتھ تختۂ نرد کھیلتا ہی اس سے بازی نہین پاتا اُسنے جواب دیا بیٹا یہ راز بہت نازک ہی
خبردار کسی سے نہ کہیو ایسا نہو کہ یہ بات طشت از بام افتادہ ہو اور اسکی بھنک اس خام پارہ
کے کان مین پڑے جو میرے زوال کا باعث ہو شہزادہ نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہی بڑھیا
بولی کہ اُس نے ایک بلی اور چوہے کو پرورش کر کے یہ سکھایا ہی کہ بلی کے سر پر چراغ رکھے تو
وہ لیے رہے اور چوہا چراغ کے سائے مین بیٹھا رہے جب اُسکے خاطر خواہ پانسہ نہ پڑے تب
بلی چراغ کو ہلا کر نردون پر سایہ کرے اور چوہا پانسے حسب دلخواہ اُلٹ دے جو کوئی اس سے
کھیلنے کو آتا ہے وہ بیچارہ بازی ہارجاتا ہی اور یہ بلی چوہے کی مدد سے بازی جیت لیتی ہی

لیکن کسی کھلاڑی پر یہ بھید آجتک نہین کھلا اور جو کوئی اس ارادے پر آیا اُسنے داغ ندامت کا اپنی پیشانی پر کھایا تاج الملوک یہ بات دریافت کر چکا بازار مین گیا اور ایک نیولے بچہ مول لیکر اپنے آستین مین رکھکر یہ سکھانے لگا کہ جونہین وہ چٹکی کی آواز پائے وونہین بچہ پلنگ کیطرح آستین سے کودکر باہر آئے جب اسطرح سیکھ سکھا کر وہ طاق ہوا تب ایکروز شہزادے نے بڑھیا سے یہ مکر پھیلایا کہ مین اب اس نوکری سے اُداس ہوا ہون اگر تو ہزار روپئے سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑھیا نے کوٹھری مین لیجا کر کہا کہ دیکھ بیٹا یہ سب توڑے حاضر ہین جتنا جی چاہے اُتنا لے لے تب شاہزادہ ہزار روپیہ اُس سے لیکر امیر کی خدمت مین گیا اور عرض کی کہ میرے آشناؤن مین سے ایک شخص کا آج بیاہ ہے اگر سرکار سے ایک خلعت فدوی کو مرحمت ہو تو اُس مجلس مین جا کے ہمچشمون مین عزت پائے امیر نے اپنا ملبوس خاص شہزادے کو عنایت کیا اور فرمایا کہ گھوڑون مین سے بھی جو تیرے پسند ہو لیجا تب تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہو کر اُس بیسوا کے دروازے پر گیا اور گھوڑے سے اُترکر بیباکانہ قدم اندر رکھا اس ہیبت سے اسے دیکھکر اُسکے منھ کا رنگ اُڑگیا گھبرائی اور استقبال کے لیے دوڑی آئی شہزادہ نے کہا تو ایک مدت سے اس شہر مین مسافرکی دمساز رہتی ہے اور عاشق مزاجون کی ہمراز رہتی ہے اور مین کہ اس شہر کے والی کا خواص ہون کبھی مجھ سے رجعت نہین ہوتی بہرحال لا کچھ تحفہ یارون کے بھی نذر کر اُسنے شہزادہ کو باعزاز تمام جڑاؤ کرسی پر بٹھایا اور آپ ہٹکر پیچھے بیٹھی اتنے مین شاطر فلک کج باز نے آفتاب کے سنہرے نرد کو مغرب کے گھر مین چھپایا اور فرقدان کی روپہلی گوٹون کو تخت طلوع پر بٹھایا شہزادے نے کہا مین نے سنا ہے کہ تجکو نرد کھیلنے سے بڑا شوق ہے ایک بازی کھیلیں اُس مکارہ نے پہلے تو انکار کیا آخر شہزادے کے کہنے سے تختہ نرد منگوا کر بدستور قدیم بلی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکھ روپے کی بازی بدکر پانسہ پھینک دیا پہلی بازی تو شہزادے نے جان بوجھکر ہاری اور اُسنے بلی چوہے کی مدد سے جیت لی پھر دوسری بازی رکھکر کھیلنے بیٹھی جو ایک پانسہ اُسکے خاطرخواہ نہ پڑا بلی نے وہین سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو پلٹ دے تاج الملوک نے چٹکی بجائی نیولا پلنگ کی طرح جست کر کے آستین سے باہر نکلا چوہا تو اُسکی صورت دیکھتے ہی کافور ہوگیا اور بلی پر بھی دہشت غالب ہوئی چراغ سر سے پھینک کر بھاگی ہوئی شاہزادے نے

برہم ہوکر کہا ای عیارنی تونے یہ کیا بھگل نکالا ہی باوجودیکہ تیرے گھر مین گوہر شبچراغ تک ہی
ایک شمعدان بھی نہین رکھتی وہ اس گفتگو سے نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوگئی
اُسیوقت جڑاو شمعدان منگواکر رکھا اور دونون پھر اُسی کام مین مشغول ہوے کہنے والے نے
یون کہا ہی کہ شاہزادے نے اُس رات مین سات کرور روپے جیتے اسمین صبح صادق ہوگئی
تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ کے ناشتے کا وقت آپہونچا ہی اگر مین اسوقت حضور اعلی
مین نہ حاضر ہونگا تو موجب قباحت کا ہوگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ روپے شام کے وعدے
پہ اُسکے پاس چھوڑکر امیر کی خدمت مین آکر حاضر ہوا شام کے انتظار مین تمام دن جون تون
کاٹا سورج کے ڈوبتے ہی سج سجاکر ایک ایسے گھوڑے باد رفتار پر کہ جسکی جلدی کے رشک سے
بادصبا بھی ہردم دم سرد بھرتی ہی سوار ہوکر اُس کے گھر پہ پہونچا یہ خبر سنکر اُسنے چند قدم چلکر
استقبال کیا اور شہزادے کو بدستور کرسی پہ لاکے بٹھایا کھانا کھانے کے بعد کرور روپے کی
بازی بدکر کھیلنے لگی کہتے ہین کہ اس کھلاڑن نے آدھی رات کے عرصے مین قریب سو کرور کے
جو اُسکے نقد خزانے مین تھے ہار دیے تب ششدر ہوکر ششدر و پنج کرنے لگی آخر اثاث البیت
کی نوبت پہونچی وہ بھی تاج الملوک کے ہاتھون ہاتھ لگا پھر اُسنے کہا اب تو تیرے پاس کچھ باقی
نہین رہا اتنی رات کس شغل مین کٹے گی اب یہ بہتر ہی کہ جھسے کہ شاہزادے جو تونے قید کیے ہین
اُنپر بھی ایک بازی کھیل اگر تو جیتے لاکھ روپے دون نہین تو اُنکو بھی لے لون اور جو چاہون سو
کرون اس بات پہ راضی ہوئی پلک مارتے ہی شہزادے نے وہ بھی بازی جیت لی تب وہ
بولی کہ اے جوان بخت ایک بار مین اور اپنا نصیب آزماؤن اگرچہ بازی میرے ہاتھ آئی تو جو
سب جنس ہاری ہوئی تجھ سے پھیر لون نہین تو تیری لونڈی ہوکر رہون شہزادے کے طالع کا
ستارہ آسمان ترقی پہ چمک رہا تھا بات کی بات مین وہ بھی بازی جیت لی تب وہ سر قدمون پہ دھری
ہوئی اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ اے جوان خدا کی مدد سے تونے مجھے اپنی لونڈیون مین ملایا
غرضکہ جس شکار کے واسطے روے زمین کے بادشاہون نے تمام عمر صرف کی محنت کی مدد
سے تونے ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا اب یہ بہتر ہی مجکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر دولت و حشمت کے
ساتھ بسر لیجا تاج الملوک نے کہا کہ مجھسے نہوگا مجھے ایک مہم درپیش ہی اگر حق تعالی کے فضل

وکرم سے مین اُسپر فتحیاب ہونگا تو البتہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہی کہ بارہ برس تک
میرے انتظار مین نیکبختی کا لباس پہنکر حقتعالی کی عبادت مین مشغول رہے اور اپنے کسب سے ہاتھ
اُٹھائے اُسنے کہا اے بوستان سرداری کے نونہال ابتک تیری جوانی کا شگوفہ نہین پھولا اور
بہار شباب کے چمن پر صرصر کا جھونکا بھی نہین لگا کیا لازم ہی کہ تو سفر کرکے آتشکدۂ محنت مین
عمداً آپ کو گرا کے اور آتش سرگردانی قصر شادمانی مین قصداً لگائے مجکو بھی اس کیفیت سے
مطلع کر کہ مین بھی تیرے ساتھ جبتک میرے قالب مین جان ہی ادھم سر نہو سعی اور تردد کرون کہ
اب مجکو تیرے بغیر یہ گھر بندیخانہ ہی بیت اے فصیحی گھر بغیر از یار کے زندان ہی + ہر در و دیوار پر لکھدیجیے
اس بات کو + جب اس علامہ نے اس راز سربستہ کے کھولنے مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا
تب شاہزادے نے کہا سن میرا نام تاج الملوک ہی اور زین الملوک شرقستان کے بادشاہ
کا بیٹا ہون قضاے کار میرے باپ کی آنکھین جاتی رہین حکیمون اور طبیبون نے بالاتفاق
گل بکاؤلی کے سوا اور کوئی دوا تجویز نہین کی اُسی روز سے میرے چار بھائی جو چند روز
سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہین مین بھی خفیہ اُنکے ساتھ تھا وہ تو تیرے
مکر و فریب کے دام مین پھنس گئے ہین سیکڑون حیلون سے تجھ تک پہونچا اور غالب ہوا
اب اُسی کی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود ہاتھ آیا تو خیر نہین تو اُسکے پیچھے جان سے کہ
مین نے اپنی جان سے ہاتھ اُٹھایا اُسنے سنکر کہا اے شاہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے
دل مین سمایا اور اندیشۂ فاسد تیرے جی مین آیا ذرہ کو کیا مجال کہ اپنے کو آفتاب کی منزل
تک پہونچائے پرندے کو کیا طاقت کہ آپکو ہمدم صبا بنائے سن بکاؤلی پریون کے بادشاہ
کی بیٹی ہی اُسکے باغ مین وہ گل ہی پر اُسکی چاردیواری کو آفتاب بھی نظر اٹھا نہین سکتا
ہزارون دیو اُسکی نگہبانی کیواسطے چارون طرف مستعد رہتے ہین کسی ذی روح کو طاقت
نہین کہ بے اجازت اُنکے وہانتک پہونچے اور بیشمار پریان پاسبانی کیواسطے ہوا پر مقرر ہین
کہ کوئی پرندہ پر نہ مار سکے اُسکے سوا زمین پر سانپ بچھو بے انتہا پہرہ چوکی دیتے ہین کہ کوئی
شخص کسی راہ سے بھی اُسکے پاس نہ پہونچ سکے اور زمین کے نیچے جو ہونکا بادشاہ ہزارون
جو ہون کے ساتھ رات دن نگہبانی کرتا ہی کہ سرنگ کی راہ سے بھی کسی کی رسائی نہو پھر تو یہ ہم

کہ چیونٹی پاتا ہے کہ رنگلتی ہوئی کسی حیلہ سے اُس تک پہونچے ممکن نہین اے شہزادے تو اس خرابی مین زنہار گرفتار نہو قرآن شریف مین ہی کہ نہ ڈالو تم ہاتھ اپنے ہلاکت کیطرف اور سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی اسکا ترجمہ یہ ہی بیت کوئی مرتا نہین سے ہے بن آئے لیک تو نہ مین اژدہے کے سمجا + شاہزادے نے کہا کہ فی الحقیقت یہی بات ہی مگر حقتعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پہ آگ کو گلزار کردیا تھا اگر مین عاشق ثابت قدم ہون اور میرے عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہمراد کے دامن تک میرا دسترس ہوگا ع کیا کرسکے ہی دشمن جو دوست مہربان ہو + تم میرے چھوٹے سے قد پر نہ جاؤ اگرچہ بنی آدم قوت مین دیو سے کمتر ہین لیکن فہم و فراست مین زیادہ تر ہین چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ بزرگی دی ہی بنی آدم کو آہ تو نے سنا ہی یا نہین

حکایت برہمن اور شیر کی

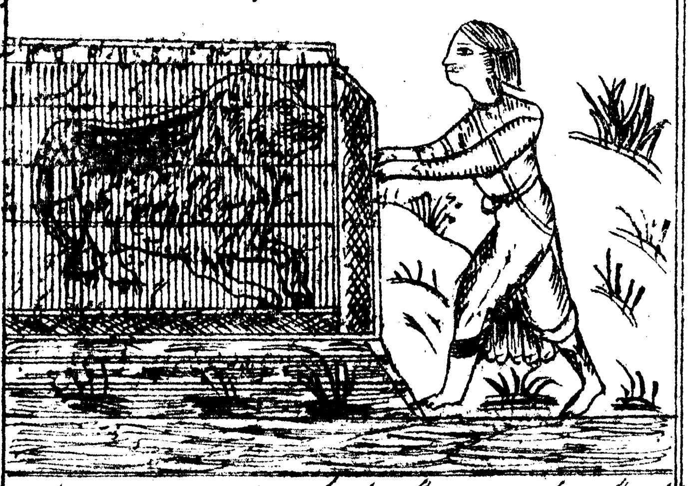

کہ کسی جنگل مین ایک روز برہمن کا گذر ہوا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شیر موٹی سی رسی سے جکڑا ہوا پنجرے مین بندھا ہی وہ شیر برہمن کو دیکھکر نہایت غریبی سے گڑگڑانے لگا کہ اے دیوتا میرے اس حال زار پر رحم کرو اور اس قید سے نجات دو تو اس جان بخشی کا عوض ایک نہ ایکدن

مین بھی تیرے کام آؤن گا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کے بلبلانے پر بھر آیا مگر عقل کے
اندیشے کو یہ نہ سوجھا کہ دشمن ہی اسکی بات کا اعتبار نہ کیا چاہیے بے تامل قفس کا دروازہ کھولکر
اُسکے ہاتھ پانون کھولدیے بند سے خلاصی ہوتے ہی اُس خونخوار نے اُس کوتہ اندیش کو
گردن پکڑ کر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور وہان سے چل نکلا بیت نیکی کرنی بدون سے ایسی ہی +
جیسے نیکون سے کی بدی تو نے + برہمن نے کہا اے شیر مین نے تجھ سے بھلائی کی نیکی کی
امید پر اور تو ارادہ بدی کا رکھتا ہی مصرع مین نیکی سے گذرا بدی بھی نہ کر + شیر بولا کہ ہمارے
مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہی اگر میرے کہنے کا اعتبار نہین تو چل کسی دوسرے سے پوچھوا دون
جو وہ کہے سو صحیح ہی اس بات پر وہ گو بر گنیش راضی ہوا اُس جنگل مین بڑا پرانا درخت تھا
شیر اور برہمن اسکے سبے سے شیر نے اپنی درخواست اُس سے ظاہر کی اُس نے اُسکے جواب
مین کہا شیر سچ کہتا ہی اسوقت مین نیکی کا بدلہ بدی کے سوا اور کچھ نہین اے برہمن سن کہ
مین برسر راہ ایک پانون سے کھڑا ہون اور سب چھوٹے بڑے مسافرون پر سایہ کرتا ہون
لیکن جو مسافر گرمی کا مارا میرے سایہ مین آکر دم لیتا ہی بیٹھکر ہوا کھاتا ہی وہ چلتے وقت سر پر
سایہ کرنے کو میری ڈالی توڑ کر لیجاتا ہی کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی بتا کہ بھلائی کا عوض بُرائی
ہی یا نہین شیر نے کہا کہو اب دیوتا کیا کہتے ہو اُسنے کہا کسی اور سے بھی پوچھ لو شیر نے چند قدم
آگے جاکر راستے سے اس بات کو پوچھا اُسنے کہا شیر سچا ہی سنو مصرجی مسافر مجھے بھولکر ادھر
ادھر بھٹکتا پھرتا ہی جب مین اُسے ملتا ہون وہ بآرام تمام اپنے منزل مقصود کو پہونچتا ہی لیکن
اسکے بدلے وہ میری چھاتی پر پیشاب کرتا جا ضرور بھی پھرتا ہی برہمن بولا تیسرے سے اور بھی
دریافت کر پھر تیری جو رضامندی ہووے بہتر ہی شیر آگے بڑھا سامنے سے ایک گیدڑ ٹیلہ پر
بیٹھا نظر آیا اُسے ارادہ بھاگنے کا کیا شیر للکارا کہ اے گیدڑ تو کچھ اندیشہ نہ کر ہم ایک بات تیرے
پاس پوچھنے آئے ہین تب وہ بولا کہ حضرت کو جو ارشاد کرنا ہی دور سے فرمائیے کہ خود بدولت کے
رعب سے [illegible] عاجز کا طائر ہوش وحواس اُڑا جاتا ہی شیر نے کہا کہ اس برہمن نے مجھ سے نیکی کی
اور مین اس سے ارادہ بدی کا رکھتا [illegible] تو کہہ اس مقدمہ مین تو کیا کہتا ہی گیدڑ نے عرض
کی یہ بات جو آپ ارشاد کرتے ہین اس خاکسار کے خیال مین نہین آتی آدمی کی کیا مجال جو

تو ہی کل جانورون کے شہنشاہ سے کہ جسکے روبرو انسان پشے سے بدتر ہی کچھ نیکی کرسکے مجکو اسی بات کا ہرگز اعتماد نہین آتا جبتک کہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھون شیر نے کہا آؤ ہم دکھاوین پھر شیر برہمن کو لے آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے روانہ ہوا ایک پنجرے کے پاس تینون آکر پہونچے برہمن نے کہا اے گیدڑ شیر اسی پنجرے مین بند تھا مین نے خلاص کیا کہتر اکیا فتوی ہی گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا شیر اس چھوٹے سے پنجرے مین کیونکر تھا اب میرے روبرو پھر اسمین جائے اور جس طرح اسکے ہاتھ پاؤن بندھے تھے اسی صورت سے باندھکے پھر تو کھولے تو مین جانون غرض اندر گیا اور برہمن اسکے ہاتھ پاؤن باندھنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے باندھنے مین کچھ بھی فرق کریگا تو باللہ مین ہرگز اس بات کا جواب نہ دیسکون گا اُسنے گیدڑ کے کہنے سے شیر کو خوب مضبوط باندھا اور پنجرے کا دروازہ بند کرکے کہا دیکھ اے گیدڑ دیکھ اسطرح گرفتار تھا جو مین نے کھولا گیدڑ بولا پتھر پڑین تیری عقل پر اے نادان ایسے دشمن قوی سے نیکی کرنی اپنے پاؤن مین کلھاڑی مارنی ہی تجھے کیا ضرور تھا کہ دشمن کو قید سے چھڑاوے جا اپنی راہ لے دشمن تیرا مغلوب ہوا ای عزیز سچ ہی جو کوئی بے صبری اور فریاد اپنے نفس کی جو مثل شیر جسم کے پنجرے مین بندھے سنے اور اُسکے حال پر رحم کرکے صبر و تحمل کی رسی اُنکے ہاتھ پاؤن سے بے محابا کھول دے تو بہر صورت آپ کو اُسکا لقمہ بنائے مگر خضر رہنما کی دستگیری سے بچے تو بچے اے بیسوا یہ ذکر اس واسطے مین نے کیا ہی جو تو جانے کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر زیادتی نہین رکھتی اب تجھے لازم ہی کہ پورب پچھم کے شاہزادون کو جو تو نے اپنے مکر و فریب سے قید کیا ہی چھوڑ دے حق تعالی تجکو بھی دوزخ سے نجات دیگا لیکن اپنے بھائیون کے واسطے بہت تاکید سے کہا جبتک خدا پھر یہان لائے اُنکی حفاظت قرار واقعی کیجیو یہ کہکر رخصت چاہی تب اُس نے باچشم خونبار یہ چند اشعار پڑھے

اشعار

آتش سوزان مین تو ای شوخ بے پروانہ جا
نقد جان یکسان کو چھوڑ کر تنہا نہ جا

تشنہ لب اے ابر نیسان اس صدف کو چھوڑ کر
جانب ویرانہ ظالم اسقدر دور انہ جا

چل رہی ہی چارسو باد حوادث تیز و تند
قبلۂ احسان سے اے شادی دلہا نہ جا

تو نہین واقف حیلے سے زمانے کے ابھی
یوسف دوران یہ زندان ہی تو اب پھر آشنا جا

جس مین تو جاتا ہی وہ ہی بحر ناپیداکنار — مان میری بات کو ظالم یہین رہ جا نہ جا
حشر مین پروانہ کو ظالم تو کیا دیگا جواب — چھوڑکر انکو کہین اے شمع نورافزا نہ جا

اے عزیز تو نے معلوم کیا کہ مین نے کیا کہا اس بات کا حاصل یہ ہی کہ دل عرش منزل تیرا جو روشن بخش تخت بادشاہی کا اور دیکھنے والا ہر موجود وغیر موجود کا تھا جب اسکی آنکھ اس خلقت ناپاک پر پڑی اسکو زنگ لگا اور دیدۂ روشن تاریک ہوگیا اب اٹھ اور سرمۂ بینائی ڈھونڈھ یعنے گل مراد کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیاے عیارہ کی بازی مین تختۂ فریب کا دھرا ہوا ہی مشغول نہونا مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے بلا لے اور بعد اُس کے مکر کی بلی اور فریب کے چوسر کی مدد سے اچھا پانسہ اپنے حسب مرضی پھینکے اور اچانک سا تیر توکل کا سر رسیہ آخر ہوجاوے تب تجھکو دائم الحبس کر رکھے اگر صبر کے نیوے کی اعانت سے اس مکار کی بازی طلسم کو درہم و برہم کردے تو وہ فاحشہ جو بادشاہون اور گردنکشون کی ہمنشین ہی فرمانبردار لونڈی ہوکر تجکو چاہیے کہ اپنے حسن وجمال پر لبھاوے پھر اگر اُسکے منہ پر الفت سے نگاہ کرے تو یقین ہی کہ گل مراد کے دامن تک تیرا دسترس نہو۔

چوتھی داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاولی کی سرزمین مین دیو کی مدد سے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے ٹھاٹھ قلندرانہ کیا اور چہرے پر خاک ملکر پھر خدا کا نام لیکر چل نکلا بعد کئی روز کے ایک ایسے وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا نتھی تاریکی سے ہرگز دن و رات مین فرق معلوم نہوتا تھا سفیدی و سیاہی مین بھی ذرا امتیاز نہ کیا جاتا تھا وہان جاکر وارد ہوا اور اپنے دل کو ڈھارس دیکے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ پہلے ہی بحر مصیبت کی لہر ہی تجکو تو ابھی سارا دریا پیرنا ہی ہمت کی کمر چست باندھ اور سمندر کے مانند آتشکدہ مین ڈال دیکھ تو خدا کیا کرتا ہی بیت غواص کرے خوف جو گھڑیالون سے + تو ایک بھی موتی نہ لگے ہاتھ اسکے + یہ سوچ کر آخرش اس صحرا مین چل نکلا جو قدم بڑھاتا تھا کانٹا گڑتا تھا ہر گام پر آہ و نالہ

کرتا تھا غرض اُس دشت پُرخار مین جو جاہلون کے دل سے تاریک تر تھا درندون کا مسکن پُرخطر تھا
اگر ایکدم وہان آفتاب آئے تو اپنا نور کھو جائے ہر طرف اژدہے بھوک کے پیاسے منہ کھولے پڑے تھے
گویا خالی گھرون کے دروازے چھالون کے سوا نہ کہین دانہ پھپھولون کے سوا نہ کوئی آبشار مدت
تک شاہزادہ داہنے بائین چارون طرف دوڑتا پھرتا جھاڑیون کی رگڑون سے بدن چھل گیا
ہر ایک عضو سے لہو ٹپکنے لگا یہان تک کہ پھول سے تلوے اُسکے ببول کے کانٹون سے چھد گئے
کہتے ہین کہ شاہزادہ نے ایسی مصیبت اور محنت اُٹھا کر بارے اُس جنگل کو طے کیا اور لاکھون سجدے
شکر الٰہی کے بجا لا کر آگے بڑھا سامنے سے ایک دیو پہاڑ سا بیٹھا نظر آیا اور وہ سمجھا یہ پہاڑ ہے جب
نزدیک پہونچا دفعۃً اُس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا ہمسر فلک ہو گیا اور مارے خوشی کے
گرج کر بولا کہ تصدق جاؤن اپنے رازق کے قربان ہون اُس خالق کے کہ جسنے ایسا لقمۂ لطیف
مجھ دیو کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا یہ کہکر شہزادہ سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایام جوانی مین
تجھے کس نے عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجھپر شاق کیا جو تو شہر حیات کو
چھوڑ کر بپاے خواہش سے ویرانۂ موت مین آیا شہزادہ اُسکی ہیبت سے تھرّایا چہرے کا رنگ
پتنگ سا اُڑ گیا منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین کہا اے دیو تو میرا حال کیا پوچھتا ہے زندگی اس دنیا
فانی کی مجھپر وبال ہو رہی ہے اگر مجھے اپنی جان عزیز ہوتی تو مین ہرگز اس موت کے پنجے مین ڈالتا
اور تجھسے خونخوار کے دام مین گرفتار نہ ہوتا اب مجکو زندگانی کی صعوبت سے چھڑا اور بلا توقف
میرا کام تمام کر ایک ساعت کی زیست مجھے سو برس کی مشقت کے برابر ہے بیت کسی خوشی سے
تو ہے زیست خضر کی تھوڑی + نہین تو نیم نفس بھی بہت ہے جینے کو + دیو کو اُسکی دردانگیز باتون
پر رحم آیا حضرت سلیمان کی قسم کھا کر یہ بات زبان پر لایا کہ اے آدم زاد مین تجھے ہرگز رنجیدہ
خاطر نہ کرونگا اور سر مو تصدیعہ نہ دونگا بلکہ اپنی پناہ مین رکھکر جس مطلب کے واسطے نکلا ہے اُسمین
کوشش اور مدد کرونگا پس ہر روز دیو شہزادہ پر شفقت زیادہ کرتا اور بار بار دلاسا دیا کرتا تاج الملوک
میٹھی میٹھی باتین کرکے اُس سے شیر و شکر کے مانند مل گیا اور تملق اور چاپلوسی سے اُسکو محبت کے
شیشے مین اُتارا القصہ ایک روز دیو نے مہربان ہو کر کہا تیری غذا کیا ہے مین لاؤن تاج الملوک
نے عرض کی آدمیون کی غذا شکر گھی مانڈہ گوشت وغیرہ یہی چیزین ہین یہ سنتے ہی دیو اُٹھ دوڑا

اور ایسے قافلہ پہ پہونچا کہ جسکے لوگ شکر اور گھی اور مائدہ اونٹون پر لادے ہوے کہین لیے جاتے تھے
کہ لدے لدائے اونٹ اٹھا کر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش لے اور اسمین سے کچھ کھا
تاج الملوک نے اونٹون پر سے وہ سب اُتار لیا اور اُنھین جنگل مین چھوڑ دیا پھر ہر روز اپنے کھانیکے
موافق کچی پکی روٹی پکا کر کھانے لگا اسی طرح چند روز گذرے ایکدن شاہزادے نے کئی من مائدا
لیکر اُسمین شکر ملا کر بڑی بڑی تیھر کی چٹانون پہ ڈال کے ہاتھ پانون سے خوب روند کر گوندھا پھر
ادھر اُدھر سے سوکھی لکڑیان جمع کر کے روغنی روٹ سینک سینک کر تیار کیے اور ایک اونٹ
کے کباب بھی خوب نمکین بھونے دیو نے دیکھکر پوچھا کہ آج کیون تو نے تکلیف اُٹھائی اور کسواسطے
فضول خرچی پر کمر باندھی تاج الملوک نے کہا یہ سب تمھارے لیے ہے تا کہ تم بھی ایک نوالہ اسمین سے
کھا کر آدمیون کے کھانیکی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سبکا سب اُٹھا کر منھ مین ڈال لیا
ازبسکہ اسطرح کے کھانے کی اُسنے کبھی لذت نہ چکھی تھی مارے خوشی کے اچھل اُچھل کر کھاتا تھا
اور بار بار شاباش شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا اے آدم زاد تو نے مجھے ایسی چیز
کھلائی کہ میرے باپ دادا نے بھی کبھی نہ کھائی ہوگی بلکہ آجتک کسی دیو نے ایسی کھانے کی لذت
نہ پائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا احسان مین ابدتک نہ بھولونگا اور دل سے تیرا ممنون ہونگا
شاہزادے نے جو اُسکی رغبت دیکھی نئے قسم کی روٹی اور کباب تیار کر کے کھلاتا دیو نہایت محظوظ
اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایکروز وہ خود بخود کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ سے مجھے
ایسا خوش رکھتا ہے اگر میرے بدن پر ہر رونگٹے کی جگہ زبان پیدا ہو تو ہر زبان سے شکر تیرے احسان
کا ادا کرون تو بھی نہ ہوسکے لیکن ابتک تیرا کوئی کام میرے ہاتھ سے نہین نکلا اگر کچھ مطلب ہو
تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مین نے سنا ہے دیوون کا مزاج اکثر جھوٹ کی طرف راغب
ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہین رہتے اگر تم حضرت سلیمانؑ کی قسم کھاؤ تو مین اپنا راز تم سے
ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہون خدا جانے کیا کہے اگر وہ مجھ سے
نہو سکے تو مرنا پڑے آخرش چار ناچار قسم کھائی اور پوچھا کہو کیا مطلب ہے تاج الملوک نے کہا
کہ ایک مدت سے مجکو بکاولی کی سیر کا سودا ہوا ہے اُس سرزمین مین پہونچاوے یہی میری
آرزو ہے یہ بات سنتے ہی اُسنے ایک دم سرد سینہ سے کھینچا اور دو ہتڑ اپنے سر پر مار کر بیہوش

ہوگیا بعد ایکدن رات کے ہوش مین جو آیا ہاے ہاے کرنے لگا اور ماتم زدون کی صورت بناکر بولا اے آدم زاد حق تعالی نے تیری اجل کا سررشتہ میرے ہاتھ مین نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھ مین دی سن بکاولی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہی اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اسکے باپ کے غلام ہین وہ ہر طرف اسکے ملک کی پاسبانی کرتے ہین تو ایک طرف وہان کے خاص چوکیدار جو اس ملک سے نزدیک ہین انھون نے بھی اس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکھا ہوگا کسی ذی حیات کی کیا طاقت بلکہ صرصر بھی ان دیوون کی اجازت کے بغیر جو برسون کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہونچ سکے اور پریان بیشمار رات دن نگہبانی مین مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اس سرحد تک پر نہ مارے اور زمین کے نیچے چوہون کا بادشاہ بے انتہا فوج سے اور سانپ بچھوؤن کا لشکر زمین پر محافظت کیواسطے مقرر ہی تاکہ کوئی سرنگ لگاکر بھی نہ پہونچے بھلا پھر مین تجھے وہان کیونکر پہونچاؤن اور جو نہ پہونچاؤن تو یقین ہی کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤن اب تو ایک کام کر آج پھر اسی طرح سے کھانا پکا دیکھ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو اور میری کوشش کے ہاتھون کیا بن پڑے تاج الملوک نے وہی کیا جب کھانا دیو نے تیار دیکھا چنگھاڑا فوراً شمال کی طرف سے ایک اور دیو پہاڑ سا پہونچا اور دونون دست بوسی کی پھر تاج الملوک پر دوسرے دیو کی نظر پڑی شاہزادے نے فی الحال جھک کر سلام کیا اسکے سلام کرنے سے دیو نے حیران ہوکر صاحب خانہ سے پوچھا کہ اے بھائی یہ مقام تعجب کا ہی اب تک کسی نے نہ سنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونون ایک جگہ ہمنشین رہین اسکے رہنے کا کیا باعث ہی دیو نے کہا اے بھائی اس آدم زاد نے مجکو نہایت ممنون کیا ہے مجھے کسی طرح اس سے بدی کرنا منظور نہین اور تجکو اسواسطے بلایا ہی کہ تو بھی اسکے ہنر سے واقف ہو یہ کہکے صاحبخانہ نے سامان مہمانی کا لاکر مہمان کے آگے رکھا وہ دیو اس لقمۂ شیرین کو منہ مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہوکر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کھا پی کر مہمان نے کہا کہو بھائی تم سے بھی آج تک اس آدمی کا کچھ کام ہوا یا نہین گھر کے مالک نے جواب دیا کہ یہ شخص ایسے کام کے واسطے تکلیف دیتا ہی کہ میرے حد امکان سے باہر اور سعی و تردد کے احاطہ سے خارج ہی اگر تم مہربانی کرو تو شاید یہ کامیاب ہو پھر اسنے پوچھا کہ اے یار ایسی کون بات ہی جو تم اسمین عاجز ہو میزبان نے کہا

کہ اُسکو سیر ملک بکاولی کی خواہش ہی مہمان بولا مصرع جو جان بوجھکے پوچھے تو پھر خطا ہی سوال ۔ صاحب خانہ نے کہا کہ مین نے حضرت سلیمان کی قسم کھائی ہی اگر تو توجہ کرے اسکو شاہد مراد سے ملائے تو فی الحقیقت میری جان بخشی کرے القصہ اس دیو کی بہن حمالہ نام اٹھارہ ہزار دیو جو بکاولی کے ملک خاص کے چوکیدار تھے اُنکی وہ سردار تھی اسکو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اے خواہر عزیز مجکو اندنون مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہی کہ بغیر اسکے کسی صورت سے مخلصی نہین اور ایک مدت سے مین نے ایک آدم زاد کو بجاے فرزند کے پرورش کیا ہی اب میرے جانے کے بعد گھر خالی رہیگا اب ہر صورت جانے کا خوف وخطر ہی اسواسطے اس نوردیدہ کو تمھاری خدمت مین روانہ کیا جاتا ہی کہ اسکے حال پر شفقت کی نظر رکھو کسی طرح کی تصدیعہ نہ اُٹھاوے والسلام اور قاصد کے ہاتھ مین دیا پھر تاج الملوک کی طرف منھ پھیر کر اشارہ کیا کہ اُسکے ساتھ جا پہنچ تو کمند سعی اور تردد اپنے بازو کے زور سے میدان مطلب مین پھینکی ہی اگر تیرا چوگان بخت جست کرے تو شاید اپنے مطلب کو پہونچے یہکر قاصد کے بائین ہاتھ پر بٹھادیا اُس نے داہنے ہاتھ کا سایہ کیا اور رستہ پکڑا بخیریت تمام منزل مقصود مین جا پہونچا اور دور سے حمالہ کو سلام کرکے شاہزادہ کو نامہ سمیت حوالہ کیا وہ دیکھکر نہایت خوشی سے مانند غنچہ کے کھل گئی بیت سماتی تھی نہ اپنے پیرہن مین ٭ خوشی سی روح پھولی تھی بدن مین ۔ الغرض قاصد کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگی کہ اگر مجکو بھائی سرخ گندھک کی کان بھیجتا یا انگوٹھی حضرت سلیمانؑ کی تو مین اتنا خوش نہوتی جیسا کہ اسکے آنے سے ہوئی اسکے بعد خط کا لفافہ کھولکر اُسکا احوال دریافت کرکے جواب لکھا اے برادر مجکو ایکدن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تھا وہان ایک بادشاہ کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میرے ہاتھ لگی اُسکو بیٹی کی طرح مین نے پرورش کیا اور محمودہ نام رکھا اب وہ چودہ برس کی چودھوین رات کے چاندکی سی ہوئی کارسانے اُسکا جوڑا اس تقریب سے بھیجا الحمد للہ کہ یہ بات خاطر خواہ بن پڑی زیادہ شوق ملاقات والسلام ۔ اور خط دیکے نامہ برکو رخصت کیا پھر محمودہ کو تاج الملوک کے ساتھ بیاہ دیا اے عزیز روشنی چشم ظاہر بین کی سات پردون مین ہی اور تجلی باری تعالیٰ کی کہ نور دیدۂ اولیا ہی ستر ہزار پردے مین ہی اگر یہ زیادہ ہی کہ وہ پردے

درمیان سے اُٹھین تو پہلے اس بڑے نگہبان دیو نفس کا حجاب بیچ سے اُٹھا کر اُس کو بس مین کر کہ وہ لعین اپنی کجروی چھوڑ کر محمودہ کے مقام پر پہونچا دے لیکن یہ بات یاد رکھ کہ اگر دیو سے اُلٹا کیجیے تو سیدھا پڑے

پانچوین داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاولی کے باغ مین اور لینا گل کا اور عاشق ہونا بکاولی پر

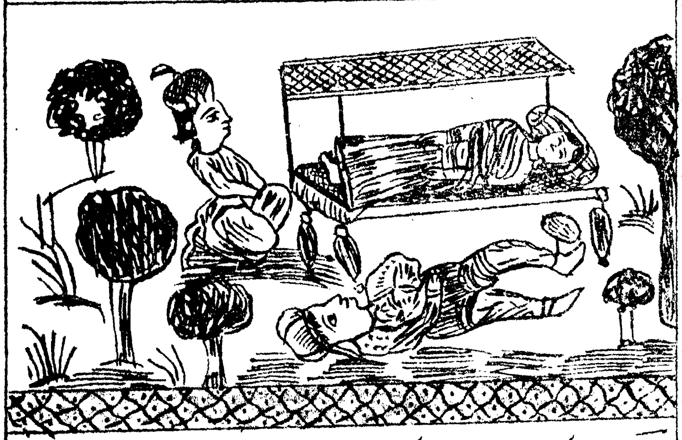

القصہ تاج الملوک چند مدت محمودہ کی صحبت مین رہا لیکن اُس غنچہ دہن کا دل اُسکی باتون سے نکھلا اُسکے پاس شگفتہ ہو کر نہ بیٹھا ایک رات محمودہ نے شاہزادے سے کہا اے مایۂ نشاط شاید آدمیون کی یہی وضع ہے جو رات کو اپنی ہمخوابہ کے گلے لگ کر نہ سوئین الگ پڑے رہین بوس و کنار نہ کرین اور صبح کو جیسے کے تیسے اُٹھ کھڑے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت انسان مین اس سے بھی کچھ زیادہ ہے مگر کسی کھٹے میٹھے کو جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بھی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہے اور مین نے عہد کیا ہے کہ جبتک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجھون کسی سے اختلاط نہ کرون محمودہ بولی وہ کیا ہے بیان کر

کہا مین ملک بکاولی کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون محمودہ نے جواب دیا خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالےٰ کل رشتۂ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کھولونگی اور وہ ملک تجھے دکھاؤنگی غرض وہ رات جون تون گذری جب مہتاب چھپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنے بائین زانو پر بٹھاکر شفقت اور التفات مادرانہ کرنے لگی محمودہ بھی سروقد اُٹھکر آداب بجالائی اور عرض کی کہ اے اماں جان مین کچھ گذارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کہون حمالہ نے سر اور آنکھین چھم کر کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک بکاولی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہین جسطرح تم سے ہوسکے انکو وہان پہونچاؤ حمالہ نے چند در چند حیلے اور عذر کیے آخر ش دیکھا کہ لڑکی کسی طرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا اور حبشیون کے بادشاہ کو بلاکر فرمایا کہ اسی وقت یہان سے بکاولی کے باغ تک سرنگ کھودکر اس شہزادے کو کہ میری حیات کا سرمایہ ہے اپنی گردن پر سوار کرکے اُس باغ تک پہونچادو مگر خبردار سر مو اسے آسیب نہ پہونچے ہرگز اپنی گردن سے نیچے نہ اُترنے دیجیو اُسنے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہونچکر شاہزادے نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اُترکر اُس مین جائے حبشی نے نہ چھوڑا اور ارادہ پھرنے کا کیا تاج الملوک بولا اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانے دے تو بہتر نہین تو آپکو ابھی ہلاک کرتا ہون حبشی ڈرا کہ مبادا یہ اگر اپنی جان پر کھیل گیا تو مین بھی حمالہ کے ہاتھ سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہے کہ سونیکی زمین پر زرخالص کی چاردیواری مین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین زمرد کے چمنون کے آس پاس فیروزے کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھکر خدائی نظر آئے جاری ہین سبحان اللہ کیا سہانا باغ ہے کہ دیکھنے والون کے منھ پر جسکی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آئے اور پھولون کے رنگ کی سُرخی سے گل سرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے وہان کے انگور کا خوشہ زمردین عقد پروین کا شک بڑھائے اور سنبل کا عالم ہر ایک مہرجبین کے گھونگھر والے بالون کو پیچ وتاب مین لائے اگر اُسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیون مین گلاب کی بو آنے لگے جو وہان کے پرندونکی صدا آسمان کے کان مین پڑے تو پھرنے سے باز رہے اور اگر زہرہ سنے تو فی الفور وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب کے دف سمیت زمین پر گر پڑے معشوقون کی فندقون سے دہانے نکلے

عناب رنگین تر اور سرگردانی مین قامت خوبان سے کہین بہتر اُسکے ایوان کی شمع کا اگر مرغ زرین فلک پروانہ ہو تو بجا ہی اور مہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ وار ہو تو روا ہی طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے شجر مین ستارون کے خوشے آویزان گلاب کے جڑاؤ حوضون پر زمردی ڈالیان ہوا سے جھک جھک کر ین اندر لطین لگو ہر شبچراغ کی آئین تیرتی پھرین شاہزادہ یہ رنگ دیکھتا بھالتا قدم بڑھا لے چلا جاتا تھا کہ ایک دالان صرف یاقوت کا اور آگے اُسکے زبرجد کا اور بیچ مین اُنکے ایک حوض مرصع پاکیزہ گلاب سے بھرا ہوا اُسکے اطراف کے ناندون مین جواہر خوش آب کے گٹے دیے ہوئے اور اُسمین ایک پھول نہایت لطیف و نازک خوشبودار کھلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نے اپنے ذہن کی رسائی سے دریافت کیا کہ ہو نہو گل بکاولی یہی ہی فوراً کپڑے اُتار کر حوض مین کودا اور گل مقصود کو لیکر کنارے پر آیا پوشاک پہنی اور اُسکو کمر مین باندھ لیا پھر محل کی سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑھتے ہی ایک قصر ہمائی نظر آیا دروازے اُسکے ہم پہلوے آسمان نئے طور کے تھے اُسکے ہر مکان کی چمک کے آگے دھوپ پھیکی اور چاندنی دھندلی یہ پروانے کے مانند شوق مین بال و پر کھولے ہوئے اُسکے اندر بے دھڑک چلا آیا ہر ایک دالان نہایت خوش اسلوب عقیق اُسکا بہت خوب اُسکی ساخت کے نئے آئین اور خوش قطع ہر ایک شہ نشین نظر پڑی اُسکا چوبی جا بجا سلمے کی بیل ستارون کے بولنے پر سب کے سب چھوٹے ہوئے تھے شہزادہ اُسمین بھی در آیا مگر ہکا بکا سا کھڑا رہ گیا ایک جڑاؤ پلنگ پر ایک پری نازنین دُبلی پتلی مست خواب بے حجاب نظر آئی بال بکھرے ہوے کاجل پھیلا ہوا انگیا مسکی ہوئی کرتی سرکی ہوئی پائجامہ چڑھا ہوا اُچھا ازاربند کا لٹکا ہوا ناز سے مست خواب اور زمین و آسمان نورانی آئینۂ مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اُسکے چشم سیہ مست سے نرگس کو مدام پریشانی لب نازک کے رشک سے لالہ خون مین غلطان اور ابرو کی چاہ سے ہلال زار و ناتوان معلم بہار اُسکے غنچہ دہن سے کوئی حرف نہ سنے تو اطفال شگوفہ کو چھوٹنے کا سبق دے سکے اگر زنگی شب اُسکے زلف مشکین کے سائے مین نہ آئے تو آفتاب تیغ شعاع سے مارا جائے اشعار سرو قد گلعذار عنبر بو + شکر ین ب عزیز دل مہرو + کہین پردے سے گر وہ باہر آئے + چاند سورج کی جوت یکسر جائے + سلک دندان سے گر خبر پاتا + تو ثریا کو پر وہی بھاتا + وصف کرتا ہم لیا

تو اس گل کا - اسکی بلبل کو اس چمن مین تولا + تاج الملوک دیکھتے ہی بیخود ہوکر گر پڑا ایک ساعت کے بعد جو آپ مین آیا تو آپکو سنبھال کر جون تون اُسکے سرہانے تک پہونچا اور ایک دم سرد دل پر درد سے بھر کر یہ اشعار پڑھے اشعار جب اُٹھا کر نقاب ہو تو عیان + کھینچے شرمندگی مہ تابان + تیرے گیسوے مشک فام مین یار + لیلۃ القدر رہتی ہے پنہان + مست ہردم خراب حسن سے ہی + کسکی پروا ہوا اے مہ تابان + ہمپہ کیا کیا گذر گیا لیکن + نہوئی کچھ خبر تجھے جانان + القصہ شاہزادے نے اپنے دل مین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنیکی نشانی کچھ چھوڑ جانا چاہیے اُس پری کی انگوٹھی باہستگی و نرمی اُتار لی اور پھر اپنی پہنا دی پھر آنکھین پھیر کر یہ اشعار پڑھتا ہوا وہان سے چلا اشعار لالہ سان اس باغ سے ہم داغ ہجران لیچلے + خاک سر پر داغ دلپر سینہ بریان لیچلے + باغ دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا بے نصیب + آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لیچلے + آخر حالت خواب مین اس سے وداع ہوا اور سرنگ کی راہ سے چوبے پر سوار ہوکر اپنے مکان مین آپہونچا حمالہ کہ انتظار مین رونی صورت بنائے خون جگر آنکھون مین بھرے بیٹھی تھی شعر یہ دعا تھی کہ خدا خیر سے لائے اُسکو + ہمکو اللہ کہین جلد دکھائے اُسکو + کہ یکایک اُسکے پہونچنے سے اُسکا غنچۂ خاطر کھل گیا دن ہنسی خوشی سے کٹا اتنے مین عروس روز نے شفق کی گھونگھٹ مین منھ چھپایا اور محبوبۂ شام نے طرۂ مشک فام دکھایا تاج الملوک وہانسے رنگ محل مین گیا اور اُس رات محمودہ سے ہمکلام و ہمکنار ہوا بلکہ اسیطرح چند روز عیش و عشرت مین کاٹے

چھٹی داستان تاج الملوک اور محمودہ کے رخصت ہونیکی حمالہ سے اور دلبر کے پاس پہونچنا

کہتے ہین کہ ایک رات تاج الملوک محمودہ سے خلوت مین ادھر اُدھر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا کہ اے مایۂ عیش و شادمانی اگرچہ اس جگہ سب طرح کی خوشی اور سب صورت کا عیش نہین جو اسباب نشاط چاہیے وہ موجود ہے لیکن کبتک ہم وطن و ہمجنسون سے دور رہیے اور

کہانتک دوستون کی جدائی کا غم سہئیے کچھ ایسی تدبیر کیا چاہیئے کہ اس مجلس ناجنس سے رہائی پایئے اور دشمنون کے پنجون سے چھوٹ جایئے شعر ہے عزیزون ہی کی صحبت سے تو جینے کی بہار + ورنہ کیا فائدہ ہے خضر سا تنہا رہنا + محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھ کل رخصت لونگی جب عطار گردون نے مشک تاتار شب سے شیشۂ ماہ بھر کر طاق مغرب مین دھرا اور خوان زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکھ کافور صبح سے بھرا حمالہ نے دو بھاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کر کے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا پھر خلعت پہنا کر اور میوہ کھلا کر داہنے بائین زانو پر بٹھالیا اور سر منھ چومنے لگی اس اتفاق پر بھی دونون کا غنچۂ خاطر نہ کھلا تب بولی اے دختر باتمیز و اے داماد عزیز جو تمنا تمھارے دل مین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے بھی مانگو گے تو اُتار لاؤنگی محمودہ نے اُٹھکر عرض کی کہ تمھاری توجہات اور عنایات سے کوئی آرزو ہمارے دل مین باقی نہین اگرچہ تمھاری آتش جدائی بھی چمن عشرت کو جلائیگی اور تمھاری مجلس سے جانا گویا جان کی رخصت ہی لیکن ہر ساعت ہمجنسون کا شعلۂ فراق میرے سینہ مین بھڑکتا ہی اُس نے دل و جگر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہی اگر حکم ہو چند روز کے واسطے ہمجنسون کی صحبت مین جاؤن اور اُن کے آب وصال سے آگ کو بجھاؤن مصرع کہین رہون مین پرستار ہون مگر تیری + حمالہ نے اس بات کے سنتے ہی ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجھے پرورش کیا تھا کہ اپنی آنکھون کو صبح و شام بلکہ مدام تیرے سبزۂ دیدار سے روشن رکھون کیا کرون حق بجانب تیرے ہی مین خوب جانتی ہون یہ فتنہ سویا ہوا شہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز تیرا بیاہ اسکے ساتھ نہ کرتی مصرع یہ ہی گناہ میرا کچھ نہین خطا تیری + قصہ مختصر حمالہ نے دیکھا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو بلاکر کہا کہ جہان کہین شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام وہان پہونچادے اور اُنکی رسید مجھے لادے تو تیری جان کی خلاصی ہوگی بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر کے اُکھیڑ کر ایک تاج الملوک کو دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جسوقت تجکو کوئی مہم درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکھنا اور مجھکو اٹھارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین وہین پہونچا جاننا اور تاج الملوک کے ہاتھ مین محمودہ کا ہاتھ دیکر یہ شعر پڑھا

سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را +

کہنے والے نے یون کہا ہے کہ اُسیوقت وہ دیو پہاڑ کے مانند بجلی سا تیز دوڑا آیا پوچھنے لگا جہان
فرماؤ پہونچا دون شاہزادہ بولا شہر فردوس دلبر کھا ٹیسوا کے باغ مین یہ سنتے ہی اُن دونونکو
اپنے کاندھے پر بٹھا کر ایک پل مین وہان جا کر اُتارا اور رسید مانگی تاج الملوک نے کہا
ذرا تامل کر مین لکھے دیتا ہون جو ہین آواز شاہزادے کی بیسوا کے کان مین پڑی سنتے ہی
دوڑی آئی اور اُسکے قدمون پر گر پڑی سجدۂ شکر بجالا کر بولی ؎ ہر مو کی جگہ تن پہ اگر
میرے زبان ہو + تو بھی نہ تری بندہ نوازی کا بیان ہو + شاہزادے نے اپنے پہونچنے کا
حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا اور اُسکے بعد بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ
کی مروت محمودہ کے نکاح کی کیفیت گل بکاولی کے ہاتھ آنے کی حقیقت مفصل اُس سے
بیان کی پھر وہ اُٹھکر محمودہ سے ملی اور بہت سی اُسکی دلداری اور مہمان نوازی کی شاہزادے
نے وہان چند روز توقف کیا پھر اپنے ملک کے جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل پہونچنے
سے اُس بلبل منتظر کی آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کرین کشتیون پر بار کرین
اہلکار وہین عمل مین لائے اتنے مین بندیخانہ کے داروغہ نے آکر عرض کی کہ پوربکے شاہزادون
کے حق مین کیا ہونا چاہیے تاج الملوک صاحب خانہ کیطرف متوجہ ہو کر بولا کہ ہر چند مین بھائیون
کی طرف متوجہ ہو کر لاکھ لاکھ انکی سفارش کرون لیکن قبول نہ کیجیو جب تک وہ تیری مُہر کا
داغ اپنے اپنے چوتڑون پر نہ کھائین جو ہین زندان بان اُنکو لایا تاج الملوک نے بہت سی
شفاعت کی کہ اکثر شاہزادے پورب کے تو نے چھوڑ دیے ان بیچارون کو بھی اس گرفتاری
سے نجات دے کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے آگے سرخروئی ہو وہ بولی کہ آپ اسمین
دخل نہ دیجیے مین ہرگز نہ چھوڑون گی مگر ایک صورت سے اپنے چوتڑون پر میری مُہر کا داغ
کھائین شاہزادون نے اسکے سوا کچھ بھی اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا چوتڑون
پر داغ کھا کے وہان سے چھوٹے اور جان سلامت لیگئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک
ایک خلعت اور لاکھ لاکھ روپے خرچ کے واسطے دلوائے اُنھون نے اور کسی شہر مین کچھ جمعیت
بہم پہونچائی پھر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کیطرف
تری کی راہ سے رخصت فرمایا اور ارشاد کیا کہ فلانے شہر مین پہونچکر مقام کیا عنقریب خشکی کی

راہ سے پہونچتا ہون

ساتوین داستان راہ مین تاج الملوک کے ملنے کی بھائیون سے اور چھین لینا گل بکاؤلی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کے بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیون کے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ انکا حقہ دریافت کرے الغرض وہ جہان اُترے ہوے تھے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھکر انکی لنترانیان اور جولانیان جھوٹی جھوٹی سننے لگا آخر رہ نہ سکا سامنے آکر دو بدو کہنے لگا یہ بیہودہ آپس مین کیا کہہ رہے ہو اپنا منھہ دیکھو گل بکاؤلی میرے پاس ہی اور اسیوقت اپنی کمر سے کھولکر اُن دغابازون کے سامنے رکھدیا شاہزادے طیش کھاکر بولے بھلا اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی نہو تو جو ہم چاہین تجھکو سزا دین تاج الملوک نے ذرا سانچ او آنچ کیا

بہت ہی تیر اندھے کو بلا کر پھول اسکی آنکھوں مین ملا فوراً وہ نابینا بینا ہو گیا وہ اس تماشے کو دیکھکر حیران رہ گئے آخر نادم ہو کر پھول زبردستی چھین لیا اور مارے طمانچون کے اُسکا منھ لال کیا پھر گردن مین ہاتھ دیکر وہان سے نکالدیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چند روز کے بعد اپنے ملک کی سرحد مین پہونچے اور ایک پیک کو آگے بھیجا کہ ہمارے آنے کی خبر جلد پہونچا وُوہ اُنکا حکم فی الفور بجالایا زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہو کر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

بتا دلا مجھے آیا یہ قاصد جانان + کہ درد کھونے کو پہونچا ہی صاحب درمان + ہر ایک غنچہ بخاطر کھلا ہی کنعان مین + نسیم لائی مگر بوے یوسف کنعان + حاصل کلام بادشاہ خود کئی منزل استقبال کے واسطے تشریف لے گئے جب دوچار ہوے شہزادون نے قدمبوسی کی اور بادشاہ نے اُنکا ماتھا چوما ایک ایک کو چھاتی سے لگایا الطاف فرمایا پھر شاہزادون نے گل بکاؤلی نذر کیا حضرت سے جو نہین آنکھون پہ ملا وہ ہین تارا سی روشن ہو گئین تب کہا الحمد للہ دیدۂ ظاہر کو اس پھول نے نورانی کیا اور دیدۂ باطن بیٹون کے دیدار سے منور ہوا اُسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی پھروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش و عشرت کا دروازہ برس دن تک کھلا رکھے اور غم و الم کا بند

آٹھوین داستان بکاؤلی کے جاگنے اور گلاب کی حوض مین گل نہ دیکھنے کی اور اُسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

خمخانۂ سخن کا ساقی اُس پُرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بھرتا ہی کہ جب بکاؤلی نے جادو بھری آنکھ کھولی اور خواب راحت سے چونکی انگڑائی لیکر درست کرکے پیشواز ناز سے پہنی کنگھی سے بالون کو سنوارا اور دوپٹہ اوڑھا اور پھر آہستہ آہستہ جھومتی اٹکھیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر ہر قدم پر وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے زمین کو پائین باغ بناتی تھی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تھی جب حوض کے کنارے پر پہونچی دست نگارین سے گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور چہرے کا غبار کہ عنبر کے مانند تھا دھو دھو کر گلاب مین ملانے لگی

اور حوض کو جادو نظر چشم مست نادم سے دیکھنے بھالنے لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہ پر نظر جا پڑی ہر چند غور و تامل سے نگاہ کی کچھ اُسکا نشان نظر نہ آیا تب سونے کی طرح اُس سیم تن کے منھ پر زردی چھائی اور سپچے کے مانند سموم غم سے کمھلائی اتنے مین انگوٹھی پر آنکھ جا پڑی حیرانی زیادہ بڑھی گھبرا کر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگی اور دل مین یون کہنے لگی یا الٰہی یہ خواب دیکھتی ہون یا عالم طلسم پھر بولی اگر خواب ہوتا تو علامتین ظاہر نہوتین پس اسی صورت سے معلوم ہوتا ہی کہ کام انسان کا ہرگز نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹھارہ ہزار دیو کے ہاتھ سے بچکر یہان سلامت پہونچے اور گل مقصود کو بے کھٹکے لیجائے پھر جس وقت اپنی برہنگی کی حالت اُسکو یاد آتی دریاے شرم مین ڈوب جاتی اور یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھتی اشعار

چوری کا سبب تمام بتلا
ہی چور کو کام سے سروکار
آنکھون سے لگاؤن بلکہ چومون
سینے مین سرنگ تو لگا کر
پر آنکھ پڑی ضرور لب پر
جو نقد تھا اُسکو لے گیا ہی

دنیا مین نہین ہی کوئی تجھسا
تکتا ہی وہ سیم و زر کو بیکار
ہر جنس نہان ادھر اُدھر تھی
دل مفت مین لیگیا چرا کر
گو صبر ہوا نہ یہ تو مانا
صندوق فقط یہان پڑا ہی

اسے چور تو اپنا نام بتلا
انسان سے ہو نہ کام تیرا
مین دیکھون جو تیرے دست و بازو
پیرا ور کہین تری نظر تھی
دیکھا نہین گو نگاہ بھر کر
اس شہد کا یہ مزا نہ جانا

الغرض افسوس کرتی ہوئی حوض کے کنارے سے یاقوت کے مکان مین جا بیٹھی اور پریون کو بلا کر اس بے خبری کی ہر ایک کو سزا دینے لگی مگر نہ سمجھی کہ جسوقت تیر تقدیر چھوٹے سپر تدبیر سے کوئی نہ روک سکے مصرع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی + پھر پریون سے جھنجھلا کر کہنے لگی اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو تو میرے چور کو بجنس لا کر حاضر کرو یہ سنکر سات سو پریان چار طرف تلاش کیواسطے ہل ہانکتی کو دون پھانکتی دوڑین لیکن کہین اُس بے نشان کا نشان کسی نے نہ پایا سچ ہی کہ بے نشان کا وہ نشان پائے جو آپ کو بے نشان بنائے بیت جو جیسے گمشدہ کی کوئی جائے + کہی کم آپ کو جب اُسکو پائے + بکاولی کہ دل اُسکا تیر عشق سے چھد گیا تھا دو کی خدمت بلبلاتی تھی کمان کیطرح جھکا تھی آخر بیتابی کے مارے گدشتہ کرشمہ شرم و حیا کو توڑ چور کے تلاش مین کمر ہمت باندھکر بصورت انسکی جہان جاتی اُسکو کوئی نہ دیکھتا اور وہ ہر ایک کو دیکھا کرتی تھی

جا پہنچتی غرض اسی طرح پھرتے پھرتے پورب دیس مین جا نکلی کہتے ہین کہ جب زین الملوک کے شہر مین وارد ہوئی جس کوچہ و بازار مین دیکھتی وہان اسباب عیش کا مہیا پاتی ہر ایک دروازے پر خوشی کی نوبت بجتی یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر حیران ہوکر آخر آپ کو پندرہ سولہ برس کا ایک جوان شکیل دیدار بنا کر کسی سے پوچھا کہ اس شہر مین چھوٹے بڑے کی خوشی کا کیا سبب اور خاص و عام کی شادی کا کیا باعث کہ برخلاف آئین حکمت سے کیا ہی اُسنے کہا کہ یہان کا بادشاہ قضائے الٰہی سے اندھا ہوگیا تھا اُسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اُٹھا کر گل بکاولی لائے کہ بادشاہ کی آنکھین روشن ہوئین جب بادشاہ نے ارشاد کیا کہ برس دن تک اسی طرح اعلیٰ ادنیٰ اپنے دروازون پر نوبت دھرین اور عیش کرین بکاولی نے یہ مژدہ جان بخش سنکر کہا الحمد للہ پاے مطلب نے منزل مقصود پائی محنت ٹھکانے لگی یہ ملک اُسی فتنہ انگیز کا ہی اغلب ہی کہ وہ بھی ہاتھ آئے اور خلش مٹجاے پھر دریا کے کنارے جاکر کپڑے اُتار کر پانی مین اُتری نہا دھو کے راہ کی ماندگی کھوکر کلفت دھوکر اور بعدہ ایک جوان حسین بنکر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کی طرف متوجہ ہوئی بازار مین ناز سے آہستہ آہستہ چلتی تھی جسطرف چشم سرمہ سا اُٹھاتی اُسے نقش پا کیطرح مٹاتی اور جسدم تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکھاتی اہل نظر کو بسمل کی طرح لٹاتی اور جسوقت زلف پر پیچ کو تاب دیتی تماشائیون کے دل کو پیچ و تاب مین لاتی غرض جو اُسکے سامنے آتا اُسکو سکتا ہوجاتا آخر تمام شہر مین اُسکے حسن و جمال کا غل پڑگیا رفتہ رفتہ بادشاہ کے گوش گذار ہوا چنانچہ حضور سے ارشاد ہوا کہ اُس جوان رعنا کو ہمارے پاس لاؤ قصہ کوتاہ حضور اعلیٰ مین اُسے لیگئے حضرت نے پوچھا کہو کہان سے آنا ہوا اور تمھارا نام کیا ہی کسواسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا پچھم ہی اور نام فرخ نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کے تفضلات سے امید ہی کہ حضور کے ملازمون مین سرفراز ہون تا دعاے دولت مین بخاطر جمع مشغول رہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو اور خواصون مین بعزت تمام سرفراز کیا بلا قید کے پروانگی ہوئی تھوڑے دن اُسے گذرے تھے کہ چارون شاہزادے ایک روز بارگاہ سلطانی مین آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگا کر سر اور آنکھین چوم کر پھر کرسی پر بیٹھنے کو ارشاد کیا وہ

تسلیم بجالاکر بیٹھ گئے بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا تم نہین پہچانتے بادشاہ کے بیٹے ہین
تب اُسنے ہر ایک کو قیلفے کے سونے کو امتحان کی کسوٹی پر کسا لیکن کھرا نہ پایا سراپا کھوٹا ہی نظر
آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہی جو انکے ساتھ گل بکاولی لینے گیا تھا اُسنے کہا اور کوئی
نہین جب اسپر ثابت ہوا کہ بادشاہ کا کوئی اور بیٹا نہین نہایت گھبرائی اپنے طالع سے لڑنے
لگی اور یہ اشعار پڑھے **اشعار** اے بخت زبون تونے کیا کیا + یہ عقدہ کام مین کیون مرے ڈالا
نہ کھولے ناخن تدبیر اُسکو + یہ وہ ہی کہتے ہین تقدیر جسکو + اگر دیکھے کوئی خواب پریشان تو ہو
تعبیر دینی اُسکو آسان + مگر میرا معما ہی یہ لاحل + کسی مخلوق سے ہووے یہ کیا حل + کرون کیا خواب
کی اپنے یہ تقریر + نہین تعبیر ہی اسکی یہ تعبیر + وہ کون ساعیار تھا جو اُس باغ سے گل لے گیا
اسکے نیرنگ کے افسون نے میرے شیشۂ دل وناموس کو پھوڑا اور غارتگر عشق سے میرے
سینے کو توڑا مین نے اُسکی کسقدر جستجو کی کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی بارے اُس گل کا نشان ملا
ذرا میرا غنچۂ دل نکلا ہیہات نہین کچھ شبہہ مبتلک مین نے جانا + یہی ہی چور کا میرے ٹھکانا +
لیکن فلک دغاباز نے میرا کھیل بگاڑا آبادی کی صورت دکھلا اُجاڑا اے کہان جاؤن کرون نہین
کس سے فریاد + نہین بس کرتی ہون مین داد بیداد + القصہ بکاولی نے اپنے دل مین ٹھہرایا
بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ ان نادانون کے قیافے سے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کیونکہ
اس امر دشوار کی تحصیل انسے ہوئی ہو بہر حال چند ے اور بھی صبر کیا چاہیے دیکھون کہ پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہی سبحان اللہ کیا اُلٹی بات ہی کہ معشوق طالب عاشق کا ہوا اور عاشق
اُسکا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو سیدھی ہے کیونکہ جبتک معشوق کو خواہش
عاشق کی نہو اُسکی چاہت اکارت ہی اور کوشش بیفائدہ آتش طلب کی جو عاشق کے
گریبان سے مشتعل ہی فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہی ؎ عشق اول در دل معشوق
پیدا میشود + تا نسوزد شمع کی پروانہ شیدا میشود + بات ہلکی قلم کہتا ہی شخص بس کر بہت کوشش
کی اور بہا تطاول سعی کی دعوی کرتے ہین قلم نے کیا کیا ہنسے لکھا بازو اپنے تردد کا دم مارتا ہی کہ مجھ سے قلم سے آیا
ہوا جو کچھ کیا سو مین نے کیا غرض اسی طرح اسباب تحریر کے بڑھے اور ایک کو ایک پر فوقیت
ہوگئی دفعۃً ایک ایسا سبب پایا گیا کہ وہ محتاج کسی کا نہ تھا پس اے عزیز اگر تو بتا و سکے

فی الحقیقت لکھنے مین کسکی سعی اونظاہر ہی مین تو مین عاشق و معشوق کا جواب دون

نوین داستان حمالہ کے پہونچنے کی تاج الملوک کے پاس دیوون سمیت اور بکاولی کی سی حویلی اور باغ تیار کرانے مین

جب تاج الملوک سے اُن ناعاقبت اندیشون نے گل بکاولی چھین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ وتاب کھاکر رہگیا مثل ہی کہ قہر درویش بر جان درویش پھر کچ فہمون کے پیچھے پیچھے بعد چند روز کے اپنے باپ کی سرحد مین ایک جنگل جو درندون کا مسکن تھا اُسمین جا پہونچا اور چقماق سے آگ جھاڑکر حمالہ کے دیے ہوے بال کو اُسپر رکھدیا جو تھائی بھی نہ جلا ہوگا کہ اٹھارہ ہزار دیون سمیت آپہونچی اور تاج الملوک کو فقیرون کے بھیس مین دیکھکر آگ ہوگئی کہ ای شاہزادے میری بیٹی کو کیا کیا اور تونے اپنا حال کیا بنایا تاج الملوک بولا کہ آپکی توجہ سے سب طرح خیریت ہی لیکن کام نہایت بیڈھب ہی اسکی تدبیر مجھسے نہین ہو سکتی اسواسطے آپکو تصدیعہ دیا جاتا ہی حمالہ نے کہا ای عیار باتین نہ بنا وہ کونسا کام ہی جلدی کہہ تاج الملوک نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اس

جنگل مین ایک قصر اور باغ کہ ہوبہو بکاولی کے قصر اور باغ سا بناؤن تم جسطرح چاہو جلد بناؤ وہ بولی اے بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہی مگر مین نے تو اُسکے باغ اور عمارت کو دیکھا نہین بھلا بن دیکھے مکان کا نقشہ کسطرح بناؤن اور بنواؤن تاج الملوک بولا جسطرح مین کہون اُسی طرح بنواؤ دو حمالہ نے کئی سو دیو لعل بدخشانی کے واسطے اور سیکڑون عقیق یمانی کیواسطے اور ہزارون دیو سونے روپے جواہر بیش قیمت کے واسطے ہر چہار طرف بھیجے دیوون نے تین روز کے عرصہ مین جواہرات وغیرہ کے جابجا تودے لگا دیے پھر شاہزادہ جسطرح بنوانے لگا اُسی طرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دیو نے مٹی کھود کر پھینکدی اور وہان زر خالص بھر دیا اور اُسی طریقہ پر جڑاؤ قطع طلائی پر عمارتون کی بنا ڈالی غرض تھوڑے دنون مین ویسا ہی قصر اور اُسی طرح کا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین درختون سمیت اور زبرجد اور یاقوت کے دالان عالیشان آمنے سامنے بیچ مین اُنکے حوض مرصع اسی قطع کا گلاب سے معمور بنایا پھر ایک مکان مین فرش اسی رنگ کا بچھایا حاصل یہ ہی کہ جتنا جواہر سونا روپا دیو لائے تھے اُسمین آدہا مکانات کے بنانے مین صرف ہوا چوتھائی کارخانجات کی تیاری کو حکم دیا باقی خزانے مین داخل کیا سب عمارت جب بن چکی اور تاج الملوک کے پسند پڑی حمالہ نے اُس سے کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین نے تیرے واسطے کسقدر رنج اُٹھایا دکھ سہا اسکے سوا دیوون کو آدمیون سے کمال مخالفت ہی برعکس مین نے تجھسے محبت کی اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے ملک مین کہ آجتک کوئی نہین گیا تجھے پہونچایا پھر بسبب اس حرکت کے جو تجھسے وہان ہوئی اُسکے ہاتھ سے مین نے کیا کیا صعوبت اور زحمت اُٹھائی سو یہ محمودہ کی خاطر ہی ایسا نہو کہ اُسکا دامن ہوائے روزگار سے غبار آلودہ ہو یہ کہکر رخصت ہوئی اسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور روح افزا تقامت کے لیے ٹھہرایا تھا اُسی طرف شاہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے گیا اور اُنکو جڑاؤ عماری مین سوار کیا پیچھے پیچھے خواصون کے موافق تھے جسپر کارچوبی اور سلطانی بانات کی پردی پڑے ہوئے آگے آگے غلام خوش پوشاک سونے روپے کی عصا ہاتھ مین لیے گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے ہوئے غرض اس تجمل سے اُس قصر عالی مین دونو کو داخل کیا اور عیش و عشرت سے اوقات بسر کرنے لگا

دستبردین داستان خبر پہونچنے مین عمارت بنانے تاج الملوک کے زین الملوک کو

سمار غیرین سخن کارخانہ داستان بنانے کا حال اسطرح کہتا ہو کہ تاج الملوک کے غلامون
مین ساعد نام اس بیابان مین سیر کرتا پھرتا تھا ناگاہ اسکی نگاہ کئی لکڑہارون پر پڑی لکڑیونکا
بوجھ لیجاتے تھے جا پڑی اُسنے پوچھا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لیے جاتے ہو اُنھون
نے جواب دیا کہ ہم شہر شرقستان کے لکڑہارے ہین یہی ہمارا کسب ہو اس سے ہمارے لڑکے
بالے جیتے ہین دانہ پانی کھاتے ہین اسنے کہا آج تم یہ گٹھے میرے آقا کے باورچیخانہ مین لیچلو دولتخانہ
اُسکا نزدیک ہو اُسے ... مین ایک شہر آباد کیا ہو واجبی قیمت ملیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے
کہ پھر اور کہین لکڑیان بیچنے نجاؤگے اُنھون نے کہا کہ ہماری تمام عمر اسی کام مین اور اسی بیابان مین
لکڑیان لیجاتے گذری لیکن آبادی کا یہان نشان نہ ... ساعد نے کہا ذرا تم آگے بڑھا دیکھو
اگر میرے کہنے کا اثر ظاہر ہو تو بہتر نہین تو تمھارے پھر آنے کا کوئی مانع نہوگا لکڑہارے انعام کے
لالچ سے ساعد کے آگے ہو لیے پھر تھوڑی دور جاکر سب یکبارگی پکار اُٹھے کہ نعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم ارے میان تم ہمکو کیون جھونکنے کو لیے جاتے ہو چولھے مین جائے انعام اور بھاڑ مین پڑے
اکرام بس ہمین معاف کرد ہمنے بھر پایا ساعد نے کہا یہ شعلۂ آتشین نہین حویلی کے جواہرات کی چمک ہے

تم ہرگز اندیشہ نکرو اور میرے ساتھ چلے آؤ وہ اُسکے کہنے سے کچھ اور بھی بڑھے آگے ساری زمین سونیکی نظر آئی سب نے اُسکی بات سچی جانی قدم اُٹھائے بیدھڑک چلے آخر وہ حضور میں انکو لیگیا تاج الملوک نے ایک ایک تھان بیش قیمت ہر ایک کو دیکر رخصت کیا اور فرمایا اگر تم یہاں آیا کرو تو اس سے دونا ہر روز پایا کرو دالڑہاروں نے جب پہلے دن ایسا انعام پایا کہ آیندہ امید بڑھی تو اپنا وطن چھوڑکر ہر ایک وہان جا رہا یہ خبر اُنکے ہمسایون مین پھیلی اور جا بجا منتشر ہوئی غرضکہ جو کوئی اُس شہر کے دیکھنے کو جاتا ہرگز وہان سے پھر کر نہ آتا وہین رہتا اور کوتوال شرقستان کا روز رعیت کے بھاگنے کی خبر وزیر کے حضور مین کہتا چنانچہ اسنے ایکدن خبر دی کہ آجکی رات ہزار گھر اہل حرفہ کے خالی ہوے اور بھاگ گئے وزیر نے کہا کچھ یہ بھی تو جانتا ہی کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہو کہ کسی نے درندون کے جنگل مین دس کوس تک سونیکی زمین بناکر اُسپر اسطرح کا شہر آباد کیا ہو اور ایک قصر اور باغ بھی جواہر کا ایسا بنایا ہو کہ روئے زمین پر ایسا دوسرا نہین جو دیکھتا ہو وہ یہ مطلع پڑھتا ہو **شعر** اگر فردوس بر روے زمین ست * ہمین ست وہمین ست وہمین ست اور اُسکے دربار سے سخاوت کی لہر دور تک بہتی ہو کہ نام حاتم طائی کا آب جوے زمانہ سے بہا دے اور بانی اُسکی بحر عدالت کا بعید نہین کہ نقش دل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹا دے وزیر نے اس بات کو باور نہ کیا کہا جو کام یا بات کہ طاقت بشری سے باہر ہو انسان کی کیا مجال کہ کرسکے کوتوال نے مکرر عرض کی کہ متواتر خبر پہونچی ہی جھوٹ کیونکر ہوگی جو قادر کریم کہ عورت کو مرد بنا سکتا ہی اور مرد کو عورت وہ اگر دولت دیدے کہ بمنزلہ ایک عورت شکیلہ کے ہی کسی مرد کو مطیع کردے تعجب کیا ہی **شعر** نہ پوچھ چرخ ہوا ہی یہ کینہ ور کیونکر * بہانہ بے سببی ہی ہر دیتے کو * کیا آپ نے ایک شاہزادی کا قصہ نہیں سنا ایک دیو سے عورت لیکر اپنی شادی کی تھی نہین سنا وزیر نے کہا کیونکر ہی **حکایت** کہ کوتوال نے [illegible] کی اگلے وقت مین ایک بادشاہ تھا اُسکی محلسرا مین عورتین رنڈیان صاحب جمال بیمثال تھین پر کسی سے اولاد نہین ہوتی تھی قدرت کاملہ خدا کی سے ایک حسین اور نوجوان کو اُسمین سے حمل رہا نو مہینے کے بعد اُسکے لڑکی پیدا ہوئی اسی طرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا سب چوتھی بار حمل رہا بادشاہ نے قسم کھائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنے تو اُسکو مع تمیت جان سے مارڈالونگا تقدیر کی نیرنگی سے اُسپر بھی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت

پری طلعت اُسکی مان نے جان کے خوف سے لڑکا مشہور کیا اور نجومیون کو بھی تاکید کی کہ بادشاہ
کو سمجھا دو کہ دس برس اس لڑکے کا منھ دیکھنا آپکو اچھا نہین چنانچہ نجومیون نے بادشاہ کی خدمت
مین اسی طرح عرض کی کہ حضرت نے بھی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہوشیار ہوئی اسکی
دیدار کی مناہی کے تھوڑے دن رہے جب اُسنے بیٹا کہوانے کی وجہ اُسکو سمجھا دی اور کہا کہ اے
بیٹی تو بادشاہ کی حضور مین مردانی صورت سے آیا جایا کر کہ میری اور تیری زندگی ہے اور جان بچے چنانچہ لڑکی ایام
معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت مین کبھی کبھی آتی جاتی مجرا کرکے جلدی سے چلی جاتی اور دیر تک
نہ رہتی آخر اُس دختر پری سیما کی نسبت دوسرے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب شادی کے دن نزدیک
آپہونچے بادشاہ نے اُسکو لباس شاہانہ پہنا اور سونے کے ہودے مین بٹھا کر تجمل بادشاہی سے
دُلہن کے ملک کو روانہ ہوا لڑکی کبھی اُس حالت پر ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی ایک رات
ویرانے مین اتفاق رہنے کا ہوا لڑکی کو مارے شرم کے آخر کار زندگی وبال ہو گئی چپکے اُٹھکر اوس
بیابان مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کھا جاوے جاتے جاتے ایک درخت تلے
کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تھا پہونچی اور وہ اسکے حسن پر دیوانہ ہو گیا اور آدمی کی صورت بن کر
لڑکی کے آگے آکر اُسکا حال پوچھنے لگا اور ساری حقیقت بیان کی یہ سنکر دیو کا دل بھر آیا اور بولا
اگر تو امانت مین خیانت نہ کرے اور اُسپر قول دے تو اپنے آلت کو کسی حکمت سے تیری لگا دون
اور تیری علامت اپنا اختیار کر دون لڑکی دیو کے کہنے کو عمل مین لائی اُسنے وعدہ پورا کیا اور
وہانسے خرم و خندان وہ اپنے ڈیرے پر آئی کئی روز کے بعد برات اپنے منزل مقصود کو پہونچی اور
شادی سے فراغت کرکے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شہزادہ نقلی چند مدت مین رہا جب اُسکا
لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اُس جنگل مین اُسی درخت کے
نیچے گیا کیا دیکھتا ہے کہ دیو بڑھاپے کے بھیس مین روئی شکل بنائے بیٹھا ہے شہزادے نے کہا اے
دیو مین نے تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد بھر پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھے دے دیو نے
کہا اب مین اس کام سے گذر گیا تقدیر مین یہی لکھا تھا تب اُسنے پوچھا کہ وجہ اسکی کیا ہے مفصل
بیان کرو وہ بولا کہ مین اُسی صورت سے تیرا منتظر یہان بیٹھا تھا ناگاہ ایک دیو پہاڑ سا آیا اُسکے
دیکھنے سے مجھپر شہوت غالب ہوئی اور مارے مستی کے رہ نہ سکا اُسنے دوڑ کر مجھے چھاتی سے لگا لیا

آخر شربت وصل پلایا مین اگر علامت مردی کی لگالون تو جھنے کے وقت جی سے ہاتھ اٹھادون اسکے سوا یہ عقدہ مجھپر کھلا کہ مردون سے رنڈیان شہوت مین زیادہ ہین جا اپنی راہ لے مین نے اپنی چیز تجھ ہی کو بخشی وزیر نے کہا خدا کی قدرت معبود برحق ہی مجھے اسمین کچھ شک نہین لیکن محال چیزون کا آدمی سی موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین مانتا شاید تو نے چڑے اور فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے عرض کیا فرمائیے **حکایت** وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا ایک جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانا کھاتا تھا ایک فقیر جبہ پوش کو دور سے آتے دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو کہ پنجۂ بلا مین گرفتار کرے نر بولا اس خدا دوست سے کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسی کی ایذا کے روادار نہین ہوتے انھین باتون مین تھی کہ فقیر آپہونچا اور بغل سے ایک سونٹا نکالکر ایسا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا اس مظلوم نے بادشاہ سے فریاد کی کہ فلانے درویش نے بے تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ نے فرمایا اسکو حاضر کرو چنانچہ حضور مین اسے لے آئے تب حضرت نے غضب سے فرمایا کہ تو نے اسکو کیون مارا ہی اسنے عرض کی کہ اگر مین نے اسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سنکر چڑا بولا کہ مین بیچارہ چھوٹا سا جانور ہون پر اسقدر مجکو شعور ہی کہ اپنے دوست سے شیر و شکر کی طرح ملجاتا ہون اور دشمن سے کڑی کمان کے تیر کیطرح بھاگتا ہون تیری پیوندی گدڑی دیکھا مین نے جانا تھا کہ تو خدا کی راہ پر ہی کسی کے حق مین بدی نہ کریگا لیکن اب مجھپر کھلا کہ تیرا رہنما شیطان ہی اور گدڑی مین فقط مکر و دغا بھرا ہی اب اسکو اتار رکھ اور کوئی میری طرح سے فریب نہ کھائے اور تیرے دام مکر مین نہ آجائے چڑے کی باتین حضرت کو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کر کے نکال دیا بعد چند روز کے وہی چڑا کہین چگتا کسی درویش نے کسی طرح اسکو پنجرے مین بند کیا چڑا سمجھا کہ اب تو جان پر آبنی سوچ کر یون کہنے لگا کہ اے مرد خدا پیچنے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کھانے سے بھی میرے معلوم رکھنا علی ہذا القیاس بیفائدہ ہی پس چند سخن کہ ہر ایک در بے بہا ہی اگر مجکو چھوڑ دے تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا پنجرے سے نکالکر پاؤن پکڑکر ہاتھ پر بٹھایا اور کہا لو کہو چڑا بولا کہ ایک عاقل کہتا ہی کہ خدا چاہے تو ہشتر اونٹ کی قطار سوئی کے ناکے سے نکلجائے یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سے دور نہین پر یہ آدمی کی سعی سے ہرگز اعتبار نہ چاہیے دوسرے

یہ کہ جو کام اپنے اختیار مین نہ رہے اُسکے واسطے غمگین نہوا چاہیے اسے درویش چھوڑ دے تو اسیطرح
کیون آزاد نے اُسے آزاد کیا چڑا اُڑکر ایک درخت کی ڈالی پر جا بیٹھا اور بولا فقیر تو بڑا احمق ہی کیا
تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار اپنے ہاتھ سے کھویا میرے پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہی اگر تو مجھے
مارکر کھاتا تو وہ بھی تیرے ہاتھ آتا درویش یہ سنکر ہاتھ ملنے لگا اور یون کہنے لگا کہ اے پرندہ مین اس
نفع سے درگذرا لیکن تو اور باتین کہہ چڑا بولا کہ تیرا دل مانند چکنے گھڑے کے ہی میری باتین اسپر
اثر نہ کرین گی ناحق کہکر ضایع کرون مثل مشہور ہی کہ اندھے کے آگے روؤ اپنی آنکھین کھوؤ اے
نادان ابھی تو مین نے تجھ سے کہا تھا کہ جو چیز اپنے قبضہ سے نکلجائے اُسکے واسطے نہ پچھتائے اسی دم
تو بھول گیا اور یہ سمجھا کہ مین نے لعل کیونکر نگلا ہوگا یہ کہکر چڑا تو اُڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہوکر رستہ لیا
اس سے اپنی غرض یہ ہی کہ خدا کی سب قدرت اور طاقت ہی انسان کو چاہیے کہ بے تحقیقات بادشاہون
کی جناب مین کچھ عرض معروض نہ کرے اسواسطے تجکو لازم ہی کہ پہلے تو جاکر اپنی آنکھون سے دیکھ آ
پھر عرض کر آخر کو توال نے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طے
ہوئی ہراول اُٹھا اس جنگل مین ایسی آگ لگ رہی ہی کہ اُسکے شعلے آسمان تک پہونچتے ہین
اتنے مین سواری کچھ اور آگے بڑھی سونیکی زمین نظر آئی اور جڑاو عمارت جب ظاہر ہوئی کہ جسپر
آتش کا گمان کیا جاتا تھا وہ یہی ہی شعلے نہ تھے وہ اُسکی چمک تھی اتنے مین کوتوال کے آنے کی
جو خبر سنی فرمایا کہ حوضون کو بھر دو فوارے چھوڑ دو اور اُسے یاقوت کے دالان مین بٹھاؤ
حسب الحکم کوتوال کو حویلی مین لیگئے وہ جسطرف آنکھ اُٹھاکر دیکھتا تھا جگمگاہٹ سے جواہرات
کی چکاچوند ہوجاتی تھی بعد ایک ساعت کے تاج الملوک نے بھی تخت شوکت کو زیب و زینت بخشی
کوتوال اُٹھکر آداب بجالایا اور دعا و ثنا کے بعد عرض کرنے لگا کہ حضرت کی مکان بنانے اور ملک
بسانے کی اس جنگل مین خبر شرقستان کے بادشاہ کی جناب مین ہوئی تب اس خانہ زاد کو تحقیقات
حال کے لیے بھیجا ہی گستاخی معاف اگر آپ کے دل مین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو
تو ادھر سے بھی کچھ درنگ نہین ورنہ طوق بندگی کا گلے مین ڈالکر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوجیے
کیونکہ دو تلوارین ایک میان مین نہین سما سکتین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سنکر بولا
مین نے تو اسی جیدانات کے وطن مین ایک عبادت خانہ بنایا ہی حق تعالی کی بندگی مین مشغول

رہتا ہون خواہش بادشاہی کی مطلقًا نہین بلکہ دعویٰ دولتخواہی ہو کوتوال نے جو کلمہ خوشامد سنے خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو دیکھا سنا تھا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر تو ایک لحہ بحر تعجب فکر مین ڈوبا رہا پھر بادشاہ کے حضور مین جا کر جو کیفیت سنی تھی عرض کی بعضون نے تو سچ جانا اور بعضون نے جھوٹ سمجھکر نہ مانا بکاولی کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تھی یہ بات سنکر دل مین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدۂ بستہ کی کشایش اور شب نا امیدی کی بعد صبح آسایش ہونیکی شکل نظر آئی ؎ طپش دل نے خبر یار کے آنیکی دی + خوش ہوا ہی چشم کہ یہ زمرہ افواہ نہین بادشاہ بھی اس ماجرے کو وزیر سے سنکر ایک ساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اسکے بعد فرمایا اگر یہی صورت ہی تو ایک نہ ایک دن زوال سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ عقلمندون نے کہا ہی کہ جس دشمن سے لڑائی مین نہ بر آسکے اُس سے دار و مدار کر کے ملجائے ؎ بیت خوشی سے بر آمد ہو جو کام کی + تو کیجیے نہ تندی و گردن کشی + اب تدبیر یہ ہی کہ قبلہ عالم اُس سے اخلاق بڑھاوین اور رشتہ محبت کا اُسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسی کو اس بات کے لائق نہین دیکھتا ہون تو ہی وہان جا اور طبیعت اُس سے بہم پہونچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گھٹے اور اخلاق بڑھے وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اسکے آنیکی خبر پہونچی ارشاد کیا کہ فرش فروش کی تیاری نئے سرے سے کرین حوضون کا گلاب بدلوائین فوارے چھوڑ دائین اور اسکو لعل بدخشانی کے دالان مین بٹھائین جب وہ آیا اہلکار اُسی طرح عمل مین لائے آپ بھی وہان رونق افروز ہوا اور ایک جڑاو کرسی پر بیٹھا وزیر نے اُٹھکر مجرا کیا دعائین دین پھر التماس کیا آگے اس سے ایک بادشاہی بندہ حضور مین حاضر ہوا تھا اور اُسنے آپکا پیام محبت انجام حضور معلی مین پہونچایا اور اوصاف پسندیدہ سے بھی بہت کچھ بیان کیے بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کر دیا بلکہ قبلہ عالم کو حضرت کی ملاقات کا مشتاق کیا اس سے کیا بہتر ہی کہ دو چشمے فیض و عطا کے و سخا کے باوجود باہم ملین تاج الملوک نے کہا جو پیام میری طرف سے لازم تھا حضرت جہان پناہ کی طرف سے آیا سر و چشم مجھے قبول ہی میری بھی آرزو یہی ہی پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ بعد ایک ہفتے کے حضرت عالم پناہ یہان رونق بخش ہونگے پھر خاصہ یاد فرمایا بکاولی رنگ

ہر رنگ کا طعام لذیذ خوشگوار جواہر نگار باسنون مین نکلوا کر چاندی سونے کے خوانون مین لگا کر نعمت خانہ مین لایا اور دسترخوان زربفت کا بچھوا کر کھانا چن دیا شہزادے نے وزیر کے ساتھ نوشجان فرمایا اسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیون کو بھی کھانا تقسیم کرو لیکن ظروف طلائی و نقرئی پھیر نلیجیو جب لوگون کو کھانے سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہوکر پشرقستان کو روانہ ہوا اشتاب حضور والا مین پہونچا تمام ماجرا مفصل ظاہر کیا

گیارھوین داستان جانے مین زین الملوک کے لشکر اور ارکان دولت کیساتھ ضیافت کھانیکو تاج الملوک کے مکان مین

کہتے ہین انھین دنون مین تاج الملوک نے ایک بات حمالہ کو سے کا بال آگ پر رکھا وہ اسی دم ہزار دیوون سمیت وہان آپہونچی تاج الملوک اور محمودہ نے اٹھکر سلام کیا اُسنے دونون کی بلائین لین چھاتی سے لگایا ماتھا چوما خیر و عافیت پوچھی تاج الملوک نے کہا آپ کی سلامتی مین سبطرح کا

آرام میسر ہی کچھ غم نہین اور کسی چیز کی کمی نہین لیکن ضیافت بادشاہ شرقستان کی مقرر ہوئی ہی
وہ یہان تشریف لائین گے میری خواہش یہہ ہی کہ اس سرزمین مین انکے شہر تک فرش بانات
اور مخمل سرخ اور سبز کا بچھوا دو اور کوس کوس بھر پہ خیمے قاقم اور سنجاب کی طنابین کلابتونی
پردے دیبا اور اطلس کے چوبین گنگا جمنی میخین طلائی اور نقرئی پہ ایستادہ کروا دو مگر اس
افراط سے ہون کہ بادشاہ کے ہر ایک امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ مخلی بالطبع رہے جمال
نے دیوون کو حکم دیا اُنھون نے تمام رات مین ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی
راہ لی صبح کے وقت شرقستان کے بادشاہ نے بموجب اقرار اپنے وزیرون کو حکم دیا کہ بھاری زرق
برق پوشاکین اور کئی ہزار سوارون کا پر الباس گوناگون اور ہتھیار و قلمون سے آراستہ
ہو کر داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجا سجایا بائین طرف اور ایک غول سوارون کا مسلح ادھر بھی
بنا ہوا آگے اور ہاتھیون کا حلقہ سنہری روپہلی ہودے اور عماریون سے سجے ہر ایک جوان نشان
بادلے کا چمکتا ہوا ہاتھ مین لیے جیسے ہوا اُٹھا غرض سواری کا درست ہوا القصہ اس ہیئت سے
سواری کا سامان تیار ہوا جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوے اور بکاولی مردانہ لباس
نہایت پر تکلف اور جواہر پہنکر کمر آرزو محکم باندھکر خواصی مین آ بیٹھی چارون شہزادے بھی
خلعت شاہانہ زیب بدن کرکے زرق برق اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوے پھر سواری
تاج الملوک کے ملک کو روانہ ہوئی زین الملوک شہر سے کوس بھر آگے گیا ہوگا کہ ناگاہ زری کے
خیمون کی چمک کہ مانند شعاع آفتاب کی نظر آئی بولا اغلب ہی کہ یہ وہی مکان ہی کہ جسپر
نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھ جھپکی جاتی ہی وزیر نے کہا این گل دیگر شگفت حضرت رات کی رات
مین کچھ کا کچھ رنگ بدل گیا یہان فقط جنگل تھا جہان جھنکاڑ کے سوا غلام نے کچھ نہین دیکھا دم
مارنے کی جگہ نہین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اُسکی صنعت کی تہ صاحبان
خرد کو دریافت نہین ہو سکتی اُنکی عقل وادی حیرت مین بھٹکتی ہی ملک نگارین بہشت در بہشت ہی
اس عجائب روزگار نے یہ تماشا دکھایا ہی اسے بھی ملاحظہ فرمایئے بادشاہ اور وزیر انھین
باتون مین تھے کہ اُسکے ملازمون مین سے ایک شخص نے آکر عرض کی کہ ہمارے آقا کا حکم یون
ہی کہ عالم پناہ کی سواری جس جگہ سے آگے بڑھے وہان کا اسباب و غیرہ غریب و غربا و فقرا کو لٹا دین

اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس خیمے کو پسند کرین اُسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جس جگہ تشریف لائے اسباب ضیافت کا جو روے زمین کے بادشاہون کو میسر نہ تھا وہ مہیا ہوا غرض جسقدر سواری آگے بڑھتی جاتی تھی اُسیقدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تھی اور عجائبات بیشتر حظ اٹھاتی تھی تاج الملوک آپ بھی ایک منزل استقبال کے لیے آیا اور سارے لوازم ادا کے بجا لایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال خوشی اور خرمی سے اپنے قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو زمرد کے مکان مین اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور مکانون کو آراستہ کیا جا بجا سنہرے فرش بچھ گئے گلاب کے حوضون سے فوارے چھوٹنے لگے بادشاہ اسکے عجائبات سے متعجب ہو رہے تھے عمارت اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرماکر بیخودی مین آگئے بکاولی بھی شہزادے کا جمال باکمال دیکھکر دیوانی ہوگئی ہوش جاتے رہے سچ ہے ٭ جسدم کمان ابرو کوئی تیر کرشمہ چھوڑدے + سارے دلون کو چھوڑ دے عاشق کے دل کو توڑدے + ایک لمحہ کے بعد سیتی ہر طرف آنکھون کو ملاکر دیکھنے لگی جس مکان پر نظر پڑی اُسکا نقشہ اور جواہر اپنے مکانون کا سا دیکھا متحیر ہوکر جی مین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہے کہ میری عمارت کو معلق یہان اُٹھا لایا ہے اور اس جنگل کو عالم طلسم بنایا ایک پری جو اُسکے ساتھ خدمتگاری مین آدمیون کے بھیس مین تھی اُسے اشارہ کیا کہ بنظر غور دیکھ اور بخوبی دریافت کر کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے متامل ہوکر عرض کی کہ آپ کے مکان جہان تھے وہین ہین کچھ اندیشہ نہ کیجیے یہ نئی عمارت ہے اُس شخص نے کام کیا ہو کہ ایسی نقل بنوائی ہو کہ اصل و نقل مین فرق کرنا ہر ایک کا کام نہین آفرین اسکی چترائی اور دانائی کو یہ سنکر بکاولی بہت خوش ہوئی کہ چور مین نے پکڑا اور مال اپنا پایا چاہتی تھی کہ اسی وقت افشاے راز کرے اور پردہ درمیان سے اُٹھا دے لیکن حیا مانع ہوئی چپ ہو رہی قہراً و قسراً صبر و توکل کے گاڑے رہی القصہ دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا سونے روپے کے باسنون مین چن دیا اُسکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکھے کہ زبان قلم کی بند ہوئی جاتی تھی اور اس خوان کا فوری کا غذ مین نہین سماتی حضرت اہل خدمت کے سلیقے اور اہلکارون کے طریقے دیکھکر بہت محظوظ ہوے خاصہ فرزندون اور مصاحبون سمیت خوشی خوشی نوشجان فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر ہوے صحبت راگ و رنگ کی دیر تک رہی اشعار مطربون کی ہوئی بلند صدا + ماہ پیکر سے لگے

دکھانے اور گل و نغمہ سننے سے سرسبز ہوئی اور دن رات کام ہوا مشغول ہوئے القصہ اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک
اختلاط کرنے لگے اور باتون مین مشغول ہوئے شہزادے نے پوچھا آپ کے فرزند کہین حضرت نے
چارون بیٹون کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اب انکے سوا اور کوئی نہین اور ایک اور بھی
تھا اُسکے دیدار حسن کی بدولت یہ بلاے ناگہانی مجھپر نازل ہوئی تھی فضل الٰہی سے مین نے نجات
پائی اور وہ اسی حالت مین خدا جانے کہان نکل گیا تاج الملوک نے سنکر کہا کہ کس سبب اُسنے
اس درگاہ عالی کو چھوڑا اور در دولت سے منہ موڑا کوئی اس مجلس مین اُسے پہچانتا ہے یا نہین
یہ سنکر زین الملوک نے اُسکی پیدایش اور اپنی نابینائی کا ماجرا اُس سے آخر تک بیان کیا پھر
ایک امیر کیطرف جو اسکا اتالیق تھا اشارت کی کہ اسکے سوا کوئی اُسکی صورت سے واقف نہین
شاہزادہ اُسکی طرف مخاطب ہوا کہ دیکھو تو کوئی اس مجلس مین اُسکی شکل کے مشابہ ہے یا نہین
اُس جہاندیدہ نے شاہزادہ کا نقشہ اور گفتگو کا رویہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ غلام مین کم
کسی کو اُس شاہزادے کی صورت اور شکل کے مطابق نہین دیکھتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر
اُسکی علامتین پائی جاتی ہین اور بول چال کی وضع بہت ملتی ہے سنتے ہی اس کلام کو تاج الملوک
اُٹھکر باپ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ مین وہی ناخلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست
ایام اور طالع ناکام کے باعث سرگردان اور اس درگاہ سے محروم رہا شکر ہے کہ دیدار مبارک
جسطرح سے جی چاہتا تھا اُسی طرح دیکھا اور قدمبوسی کی جس وضع سے آرزو تھی پائی زین الملوک
نے یہ گفتگو سنکر بارے خوشی کے شاہزادے کو چھاتی سے لگایا سر اور آنکھین چومین اور شکر الٰہی بجا لایا
پھر بیٹے سے کہنے لگا کہ یہ حشمت و اقبال کہ ایزد تعالیٰ نے تمکو بخشا ہے ہمکو پہلے ہی اسکا مال تمہارے
روز تولد کے زائچے سے معلوم ہوا تھا الحمد للہ کہ چہرہ مقصود کو آئینہ ظہور مین حسب دلخواہ دیکھا
بارے آنکھون مین روشنی و فرحت ہوئی یہ کہو آجتک کہان تھے سرو آزاد ہو یا کسی شمشاد قد سے
پیوند کیا ہے شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو باریاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین
حضرت نے فرمایا اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جاکر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا
وہ دونون پری پیکر اُس مکان کے قریب آکر ٹھٹھک گئین تب زین الملوک نے کہا یہان کیون نہین
آتین جب اُنکے دیدار فرحت آثار سے مین نرگس چشم کو منور کرون اور سینہ کو وسعت بخشون

تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپکی یہ لونڈیان حیا سے نہین آتی ہین کہ چارون شہزادے انکے بندۂ آزاد ہین چنانچہ انکی مُہر سے اُنکے چوتڑون پر داغ موجود ہین مزاج چاہے تو حضرت بھی ملاحظہ فرمائین اس راز کے کھلنے سے چارون کے منھ کا رنگ اُڑ گیا شرمندہ ہو کر وہان سے اُٹھ گئے تب وہ آنکر قدمبوس ہوئین پھر زین الملوک نے تمام سرگذشت ایام جدائی کی اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شہزادہ نے بھی شدائد سفر اور محنت کا بیان کیا احوال بھائیون کے داغ کھانیکا دلبر کے ہاتھ سے اور مروت حمالہ کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض اور بکاولی کے دیکھنے کی کیفیت خواب کی حالت مین اور گل مذکور کا چھین لینا بھائیون کا اور رہنا تا باغ اور حویلی کا بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ تمنے تو میری آنکھین گل بکاولی سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کے آگے کھولدیا اب مجکو بھی لازم ہے کہ اُس درد انتظار کی ماری تمھاری مان کو یہ مژدہ جان بخش سناؤن اور اُس مبتلاے رنج فراق اور تشنۂ دیدار کو تمھارے آنے کی خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوے اور قلعۂ مبارک مین تشریف لا کر تاج الملوک کی مان کے پاس گئے اور ایام گذشتہ کی بدسلوکیون کا بہت عذر کیا آگے سے زیادہ سرفراز کیا اور بیٹے کے آنے کا مژدہ دیا

اے عزیز تیری عزت بادشاہ کے دربار مین تیری خدمت کے موافق ہونی چاہیے کہ اس شاہزادے کے مانند کار شایستہ کرے تو تیری محبت شاہ کے دل مین موثر ہو اور پیغام ملاقات کا تجھے نہ بھیجے بلکہ بیابانہ آپ ہی تیرے پاس چلا آئے اور بے اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سے لگائے اگرچہ پہلے دیدار کے لائق نہو لیکن آخرکار اُسی مقام مین آپ کو پہونچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکے پھر ایسا کام نہ کیجیو کہ شاہزادون کے مانند داغ لعنت اُٹھائے اور ہر کس و ناکس کے روبرو رسوا ہو۔

بارھوین داستان بکاولی کے رخصت ہونیکی زین الملوک سے اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دارالسلطنت مین داخل ہو بکاولی اُس سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کے نام لکھا پھر اُسکو تاج الملوک کی انگوٹھی

ت سمن رو پری کو کہ خفیہ اسکے گھر مین گئی تھی حوالہ کیا اور کہا کہ جلد جا جسوقت شہزادے کو کار و بار دنیا سے فارغ پائیو ان دونون کو اسکے ہاتھ مین دیجیو وہ اڑنا گن لیکر اسی وقت اڑی ایکدم مین تاج الملوک کے محل مین آپہونچی اور کسی طرف گھات مین لگ رہی تاج الملوک بکاؤلی کے دھیان مین اکیلے مکان مین آ بیٹھا یہ اسکے روبرو جاکر آداب بجا لائی وہ امانت حوالہ کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی اور خط کھولکر پڑھا مضمون یہ تھا

نامۂ بکاؤلی

سخن ابتدا کر بنام خدا | کہ ہے وہ مبرا ز چون و چرا
ستارون سے روشن کیا آسمان | کیے جن و انسان فلک پہ عیان
جمال اور کرشمے پری کو دیے | بنایا دل آدمی عشق سے
پری پیدا پھر آدمی کو کیا | کیا تیر الفت کا اسکو ہدف
ذرا اپنے پردے کو [illegible] دل | ہوا قیس خود بن کے محو جمال
عیان حسن کیسے شیرین کیا | وہی بنکے فرہاد شیدا ہوا
ہے مہر اسکے جلوے کی ادنی ضیا | اسی پہ ہے بیتاب ذرہ سدا
چراغ محبت کو روشن کیا | شعور اسپہ پروانہ بنکے جلا
ہے بعد اسکے میرا پیام و سلام | تجھے اے شہ خوبرو نیکنام
تری چشم و ابرو نے اے شوخ و شنگ | لگائے مرے دلپہ لاکھون خدنگ
اور اس زلف پر پیچ نے اے گلعذار | کیا مثل قمری مجھے طوق دار
کیا ہے دل و جانکو خون عشق نے | جلایا درون و برون عشق نے
مگر یہ سخن ہے غلط مشتہر | کہ اک دل کو ہے دوسرے کی خبر
مین جلتی ہون تجکو خبر کچھ نہین | مرے سوز دل مین اثر کچھ نہین
ترے ہجر مین غمکدہ ہے یہ گھر | اگر تو نہو خلد بھی ہے سقر
ذرا شربت وصل منہ مین چوا | لبون پہ مرا دم ہے اے دلربا

کیا دل ترے غم نے ایسا فگار ہوے ایک تار یکے ٹکڑے ہزار
مین ناسفتہ گوہر ہون ای خوش لقب ہے الماس کی مجکو تجھ سے طلب
تو دریا ہوا اور مین ہون تشنہ جگر بجھا پیاس کو میری جلد آنکر
تیرے غم مین جی سے گذر جاؤنگی اگر تو نہ پہونچا تو مر جاؤن گی
مرے مین جو اٹھون گی روز جزا تو ہونگے ترے لعل لب خون بہا
جواب اسکا پھر دیگا کیا تو مجھے جو پوچھون گی کاہیکو مارا مجھے
قبول آگے بس اے زبان قلم دکھانے کو دل کے نہین یہ بھی کم

غرض تاج الملوک نے مضمون نامہ کا کہ ہر نقطہ بھرا ہوا اے شوق سے اور حرف پر ذوق تھا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینہ مین دبی ہوئی تھی بھڑکی تاج الملوک سیماب کے مانند بیتاب ہو کر تڑپنے لگا آخرش دل کی بیقراری کو تھانبا چارنا چار صبر کیا پھر قلم فراق رقم کو ہاتھ مین لیکر ایک تختہ کاغذ کا اٹھاکے نامہ کا جواب یون لکھا

نامہ تاج الملوک

اے عاشقون کی جلانیوالی ہے طرز جفا تری نرالی تو سیمتنون کی صف شکن ہے
تو عشق کی رہ مین راہزن ہے ابرو تری آنکھ پر وہ خمدار ہے دست کے پاس جنت دار
جادو ہی تری نگاہ پنہان یا برق براے خرمن جان غنچہ ترے دہن سی ہی تنگ
آگے ترے لعل لب کی بے رنگ روشن ہی تجھی سے چشم امید مین ذرہ صفت ہون تو ہی خورشید

اے نازنین زہرہ جبین و اے رشک فزاے بتان تیرے اشتیاق نامے کے مضامین آتشبار نے میرے استخوان کو برنگ شمع جلادیا اور دل مہجور کو داغون سے معمور کیا شور و فغان سے عشر برپا ہوا آہ کا دھوان چارطرف گھٹ گیا اے شمع شب افروز جو داغ تیرے عشق کی سوزش سے میرے سینہ مین پڑے ہین ہرگز نہ مٹین گے بلکہ جبتک نامے کے جگر مین کلفت ہی یہ بھی چمکا کرینگے زیادہ یہ کہ تیرا تصور میری آنکھون سے کسی وقت جاتا۔ جو یاد تیری کسی دم میرا دل بہلاتی ہے کوئی گھڑی نہین کہ جسمین مجکو تیری جستجو نہین اور تیرے ملنے کی آرزو نہین مین تیرا نام سنکر

دیوانہ ہوکے آنکھون سے راہ چلا جان کا خطرہ نہ کیا دیوؤن سے کس کس طرح سازش کی اور
اُنکی گردن مین کمند محبت ڈالی جب کہین تیرے جمال جہان آرا کو دیکھا اور نمک زخم پر چھڑکا
فی الجملہ میرے سینۂ سوزان کی وہ آگ ہی جسکی ایک چنگاری تیرے دل مین جا پڑی یا برق
اشتیاق کی ایک تڑپ ہی جو تیرے خرمن کی طرف دوڑ گئی بیت ہی فیض عشق کی نوش
جو تیرے سینہ مین + شرار ایک ہے لیکن دو آبگینہ مین + کیا کہون مجھسے کیا ہوسکتا ہی جذبہ تیرا
ہی کام ہی بیت تا نہو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے + بس زیادہ
اس راز سے قلم کو آشنا نہ کیا چاہیے کہہ گئے ہین مصرع قلم کب آشنا ہی راز مشتاقون سے او مرم +
والسلام پھر خط کو لفافہ کرکے ایک چشم سرمہ سائی نمناک کو بجاے مہر اُسپر رکھا اُسکے بعد سیمبر پری
کے ہاتھ مین دیا اور زبانی پیام باشتیاق تمام بہت سے دیے آخر وہ رخصت ہوئی اور بکاولی
کے پاس آ پہونچی جواب نامہ کا حوالہ کیا اور زبانی بھی کچھ حال کہہ سنایا۔

تیرھوین داستان تاج الملوک کے جانے کی بکاولی کے پاس اور قید ہونے مین بکاولی کے

القصہ جب بکاولی نے تاج الملوک کا اشتیاق اپنے سے دونا پایا اور صبر و قرار طرفین کا
بغیر وصال کے محال نظر آیا سمن رو سے کہا کہ حمالہ کو جلد حاضر کر وہ سنتے ہی دوڑی ایک پلک
مین جا پہونچی حمالہ اُسکو مضطرب دیکھکر پوچھنے لگی اے بہینا خیر ہی ایسی گھبرائی ہوئی کیون آئی
ہو وہ بولی خیریت ہی شاہزادی نے تمکو یاد کیا ہی دیر نہ کرو جلدی چلو گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور
غیر وقت کے بلانے سے بید کیطرح کانپتی ہوئی آئی کیا دیکھتی ہی کہ بکاولی نرگس چشم یاد سے
بیمار ہی اور مژہ فوارے کے مانند اشکبار ماتم زدون کی صورت اُس عشرتکدہ مین بنا سے
بیٹھی ہی آداب بجا لا کر سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی کہ اے یاسمن وا سے گلشن انبساط
تیرا غنچۂ دل کیون ایسا تنگ رہا ہی جو تو نے اپنا یہ رنگ بنایا کاہیکو شبنم کی طرح روتی ہی کس لیے
پھول سے مکھڑے کو گرم گرم آنسوؤن سے دھوتی ہو تیری یہ بلا میرے جی کو لگے تو ہمیشہ خوش رہے

خدا کے واسطے کچھ بات کر بول اپنے دل کی بھید مجھ پر کھول یہ سنکر بکاولی نے کہا ڈھیٹھ دلالہ اتنی باتین جو ن
بناتی ہی جان بوجھکر بھولی ہوئی جاتی ہی یہ تیری ہی آگ لگائی اور بلا لائی ہوئی ہی اُن تیے بازیون
ہاتھ اُٹھا اور اپنی لگائی کو بجھا یہ کرتوت تیرے داماد کی ہی یا کسی اور کی اور اسکو تو نے یہان تک
پہونچایا یا کوئی اور لایا غرض میرے پردۂ ناموس مین رخنہ اُسکے ہاتھ سے پڑا اور ننگے کھلے اُسنے
مجھے دیکھا اگر اپنا بھلا چاہتی ہی تو چلی جا اور اُسے مجھ تک لا حمالہ یہ بات سنکر ہنس پڑی اور کہنے
لگی کہ تمنے اتنی ہی بات کے واسطے رو رو کر منھ سجایا ہی اور اپنا یہ حال بنایا ہی تم اُٹھو ہاتھ منھ
دھوؤ ہنسو بولو اُسکا کتنا کام ہی مین ابھی کان پکڑکے لاتی ہون اور ایک آن مین تم سے
ملاتی ہون آخر وہ لنکا شہرستان کی طرف دوڑی گئی بات کی بات مین تاج الملوک کے پاس
آپہونچی اور مسکرا کر کہنے لگی اُٹھ رے پروانے اُٹھ چل تجھے تیری شمع نے یاد کیا ہی یہ سنتے ہی شہزادہ
بے اختیار اُسکے پاؤن پر گر پڑا حمالہ نے اُسکا سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر کاندھے پر بٹھا کر بکاولی
کے ملک کا راستہ لیا اِس اثنا مین جمیلہ خاتون کے کان مین بھنک پڑی کہ تمھاری بیٹی بروگن
ہو گئی ہی اور شاید وہ کسی آدم زاد پر دیوانی ہوئی ہے اس بات کے تحقیق کرنے کو
بکاولی کے پاس آئی اور آثار عشق کے اُسمین دیکھکر بہت خفا ہوئی اور اپنا منھ پیٹ کر بولی ارے کواری
تھتکاری تو ناپید ہو یہ کسکے پیچھے بروگ لیا ہی اور کس کے لیے یہ جوگ سادھا ہی پریونکا ننگ
ناموس تو نے کھویا اور کل کا نام ڈبویا اُسنے یہ باتین سنکر کانون پر ہاتھ رکھا اور دہات مکر کی قسمین
سخت سخت کھانے لگی مان کے پاؤن پر گر پڑی اور کہنے لگی مین نے تو عشق کا آج تک نام بھی نہین لیا
اور آدمی کو خواب مین بھی نہین دیکھا کسی نے طوفان جوڑا اور تہمت کی اُسکا نام سچ بتاؤ نہین تو
اپنا خون کرونگی اور جان دونگی یہ حالت اُسکی دیکھکر مان ہی تو تھی پگھل گئی مگر ظاہر مین رکھائی سے
بولی چل چپ رہ اتنے چھنال گھنگھوٹے نہ کر ٹسوے نہ بہا اتنے مین حمالہ اُس مشتاق کو لیکر پہونچی
سمن بو پری تو محرم راز تھی اُسنے اشارے سے آگاہ کر دیا کہ وہ مسافر بھی آپہونچا شہزادی نے بھی اشارے
کہ کسی اکیلے مکان محفوظ مین چھپا رکھو غرض پہر رات گئے تک تو بکاولی ناچار مان کے پاس بیٹھی رہی
جب وہ پلنگ پر جا کر سو رہی بکاولی نے دیکھا کہ خوب غافل ہوئی وہان سے اُٹھی اور دبے پاؤن
چلی دل خوف سے دھڑکتا اور جی مین شوق بھڑکتا تھا قصہ مختصر اسی صورت سے شہزادے کے پاس

پاس پہونچی اُسکی نگاہ جوہین اُس سراپا ناز پر پڑی ہوش جاتے رہے غش ہوکر گر پڑا تو یہ گھبراکر دوڑی سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا منھ سے منھ اور گال سے گال رگڑنے لگی اُس غنچہ دہن کی بو کہ گلاب سے بہتر تھی سونگھتے ہی شہزادے کے دماغ مین قوت آگئی ہوش مین آیا آنکھین کھولدین اپنے سر کو اُس زہرہ جبین کے زانو پر دیکھا کوکب بخت کو اوج پر پایا خوش وخرم اُٹھ بیٹھا تو پیار کی آنکھین طرفین سے پڑنے لگین یہانتک کہ ٹکٹکی بندھ گئی آخر دور شراب شوق کا چلنے لگا نشہ اشتیاق دونوں کو چڑھا پردہ حجاب بیچ سے اُٹھ گیا حیا الگ ہوئی بیباکی کا بازار گرم ہوا شرم وحیا نے کنارہ کیا جام وصل دونون نے پیا اور آتش فراق کو دونون نے ٹھنڈا کیا **مثنوی** ہزار افسوس پھر یہ چرخ پُرزور + کریگا مشتری کو ماہ سے دور + جہان دو شخص بیٹھے ملکے یکجا + وہین سنگ جدائی انسے پھینکا + جو دے اک دل مین نور آشنائی + تو بخشے اسکو سوداغ جدائی + غلط ہی یہ گمان اسمین وفا ہی + کمان مین بس یہ اک تیر جفا ہی + اتفاقاً جمیلا خاتون آدھی رات کیوقت چونک پڑی چاندنی کی بہار سے باغ مین گئی اُسی وقت زنانخانے مین سے ہاتھا اُٹھ کھڑی ہوئی

تصویر تاج الملوک کے جانے کی بکاولی کے پاس اور قید ہونیمین بکاولی کے

اور سیر کرنے لگی ناگاہ اُس جگہ جہان دونون خوابیدہ سخت سوتے تھے جا نکلی اس حالت کو دیکھ آتش غضب کا شعلہ بھڑکا غصہ روکا نہ گیا تاج الملوک کو مانند سنگ فلاخن صحرائی طلسم مین پھینکا اور بکاؤلی کے گل رخسار کو طمانچون سے گل ارغوان بنادیا اُسکے بعد گلستان ارم مین کہ اُسکے باپ کا تختگاہ تھا اپنے ساتھ لے گئی اور جو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا فیروز شاہ سے کہا اُسنے کتنی پریان خوش بیان چرب زبان اُس شمع رو کی مصاحبت مین مقرر کین کہ اُسکو نصیحت کیا کرین اور انسان کا نقش الفت اُسکے لوح دل سے دھویا کرین چنانچہ وہ اس کام مین دن رات مشغول رہین لیکن بکاؤلی کی دبی ہوئی آگ عشق کی اُنکی باتون سے سلگ اُٹھی تھی شعلہ اشتیاق دونا بھڑک جاتا تھا دن کسی سے ساتھ بیٹھکر کاٹتی تھی اور رات بھر یار کے خیال مین جاگتی تھی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھتی تھی غزل

کوئی نہ میری طرح سے ہو مبتلائے فراق ‏— تمام عمر نہ سر سے ٹلی بلائے فراق
فقیر عاشق و بیدل فقیر سرگردان — خطاب دیتا ہے کیا مجکو پادشاہ فراق
ہمیشہ سینۂ سوزان سے شعلے اُٹھتے ہین — دل و جگر کو جلاتے ہین داغہائے فراق
فراق کو تری فرقت کا مبتلا یہ کرون — کہ خون خون جگر روئین ہر ہائے فراق
کہان فراق کہان ہین وہ رنج اور تعب — فلک کے ہاتھ سے لٹ جائے پائے فراق
مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہین کس سے — فراق کر بھی کوئی ہے جو دے سزائے فراق
اگر فراق ملے مجکو جان سے ماردون — سرشک دیدہ سے بھردو مین خونبہائے فراق
بقول حافظ شیراز اب مرے دل سے — برنگ مرغ سحر آتی ہے صدائے فراق

جب پریون نے اُسکے مزاج مین دن بدن سودے کو بڑھتے پایا جانا کہ عشق نے اُسکے دل مین گھر بنایا ناچار ہو کر فیروز شاہ سے عرض کی کہ ہمنے اپنا بہتیرا مغز پھرایا مگر کچھ فائدہ نہ پایا وہ کسی طرح نہین سمجھتی پتھر کو جونک نہین لگتی خبر شرط تھی سو کی آگے جو ارشاد ہو فیروز شاہ نے اس ماجرے کو سنکر جانا کہ بیٹی ہاتھ سے جا چکی نصیحت مطلق نہین سنتی بکاؤلی کو طلسمات مین قید کیا اور سیمتن کے پاؤن مین سونے کی زنجیر کو پھیر دیا۔

چودھوین داستان تاج الملوک دریاے محیط مین پڑنے کی اور سلامت پہونچنے کی وہان سے بیابان مین اور تبدیل ہوجانے مین صورت اصلی کے

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شاہزادے کو ہوا پر پھینکا وہ ایک دریاے عظیم مین جا پڑا اور اُسکے تلاطم سے تہ وبالا ہونے لگا کبھی موتی کے مانند نیچے جاتا تھا اور کبھی حباب دریا کیطرح تیر آتا تھا چند روز کے بعد کنارے پر پہونچا سچ ہی کہ عاشقون کی جان عزیز تک اجل کا ہاتھ یکبیک نہین پہونچتا اور موت کا پنجہ اُنکے مرغ روح کی گردن نہین مروڑ سکتا کوئی رمق جان باقی تھی تب ہی سے خشکی مین آیا آفتاب کی گرمی سے ہاتھ پانون کھُلے حرکت کے قابل ہوے اور بدن مین زور پیدا ہوا اُٹھکر ذرا آگے بڑھا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا اُسمین جا کر دار دہوا اقسام اقسام کے میوے دار درخت اُسمین تھے اِدھر اُدھر پھرنے لگا اتنے مین ایک باغ نظر آیا کہ اُسکے درختون کے پھل آدمیون کے گلے کے مانند تھے اُن سے دوچار ہوا وہ پھل کھلا کر ہنس پڑے پھر سب کے سب زمین پر گر پڑے ایک ساعت کے بعد اور پھل اُن شاخون مین پیدا ہوے شاہزادہ یہ تماشا خدا کی قدرت کا دیکھکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہان سے آگے بڑھا ایک باغ انار کا ملا اُسمین ہر ایک انار گھڑے کے برابر تھا تاج الملوک نے ایک انار جو توڑا اُسمین سے چھوٹے چھوٹے چرند خوشرنگ نکل آئے سب کے سب چڑیون کیطرح اُڑ گئے شاہزادہ صنعت خالق کی دیکھکر اور بھی دنگ ہوا علیٰ ہذالقیاس ایسے ہی ایسے عجائب اور غرائب چند روز تک دیکھا کیا غرض جس سرزمین پر جا پہونچا ایک نیا ہی تماشا نظر آتا کسی طرح وہان سے رہائی نہ پاتا تھا ایک دن نہایت تنگ ہو کر ہر طرف سے لکڑیان جمع کین پشتارہ باندھا پھر خدا کا نام لیکر دریا مین ڈال دیا اور اُسپر جا بیٹھا کئی روز کے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا اُتر کر آگے چلا ایک بیابان ہولناک مین جا کر دار دہوا شام ہے وقت چند ...

ڈر سے درخت پر جا بیٹھا پہر رات ہو گئی ایک سناٹے کی آواز دکھن کی طرف سے کان مین
پہونچی ہر چند شاہزادے نے داہنے بائین دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا
نظر آیا اور اُسی درخت کے نیچے جسپر شاہزادہ تھا آیا اُسکی صورت دیکھنے سے حواس اُڑ گئے
درخت کی ڈالی سے لپٹکر دم بخود ہو گیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے
منھ سے نکالا اور اُسنے ایک من آفتاب سا چمکتا ہوا اُگل کر درخت کے نیچے رکھدیا اُسکی
روشنی سے چار کوس کے عرصہ تک جتنے جنگل اور پہاڑ تھے روشن ہو گئے اور وحوش و
طیور اُسکے آگے آکر ناچنے لگے آخرش بیہوش ہو کر گر پڑے وہ اُنکو دم کی کشش سے کھینچ
کھینچکر نگلنے لگا یہان تک کہ اُسکا پیٹ بھر گیا سانپ اُسکے بدن من کو نگل گیا اور وہ سانپ
پھر جسطرف سے آیا تھا اُسی طرف کو چلا گیا شاہزادے کے جی مین یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر
کیجیے کہ جو یہ من ہاتھ لگے عقل دوڑانے لگا آخر سوچتے سوچتے صبح ہو گئی پھر دریا کیطرف
گیا اور وہان سے ایک بڑا لوندا کیچڑ کا اُٹھا لایا اور شام کے وقت درخت پر چڑھکر اُسی
طرح بیٹھ رہا اژدہا بھی اپنے وقت معین پر آ پہونچا اور بدستور سانپ کو منھ سے نکالا
اور اُسی من کی شاہزادہ گھات مین بیٹھا تھا اس حکمت سے اُس گل حکمت کا لوندا من پر
ڈالا کہ گل حکمت کر دیا تمام اندھیرا ہو گیا ہاتھ سوجھنے سے رہگیا اژدہا اور سانپ سر ٹپک
پٹک کر مر گئے شہزادہ نور کے تڑکے درخت سے اُترا اور وہ مہرا نورانی کیچڑ سے نکال کر
اپنی کمر مین باندھا اور آبادی کی توقع پر آگے چلا تمام دن دشت پیمائی اور صحرا نوردی مین
مین کاٹتا تھا جب رات ہوتی تھی کسی درخت پر چڑھکر بیٹھا رہتا تھا غرض دن رات اسیطرح
بسر کرتا تھا اتفاقاً ایک رات کو جس درخت پر بیٹھا تھا اُسپر ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانہ
تھا وہ اپنے بچون کو اکثر کہانیان سنایا کرتی تھی اور ہر ایک فن کی گھاتین بتایا کرتی تھی اسلیے
کہ کان پڑی بات ایک نہ ایکدن کام آرہتی ہے اس رات کو بچون نے مینا سے کہا اے امان
جان کوئی بات اس بیابان کی کہو مینا بولی کہ اس جنگل مین گنج بیشمار جا بجا گڑا ہے اور اُسکے
سوا یہان سے دکھن کی طرف ایک حوض کے کنارے ایک شہزادہ [illegible] ہے کہ [illegible]

کہتے ہین اگر کوئی اُسکے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو وہ کسی کو نظر نہ آوے اور وہ سب کو دیکھے لیکن اُس تک کوئی پہونچ نہین سکتا کیونکہ اُسکا ایک بڑا سانپ نگہبان ہی اُسپر تلوار اور تیر کچھہ کارگر نہین ہوتا بچون نے مینا سے پوچھا کہ پھر کسطرح کوئی وہان پہونچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گھبرا نجاوے اور ہمت باندھے ہوئے اُس حوض کے کنارے آپکو پہونچاوے وہ سانپ لپک کر جب اُسپر آوے وہ حوض مین کود پڑے فورًا اُسکی صورت کوّے کی ہوجاویگی کچھ اندیشہ نکرے اور اُڑکر اُس درخت کے پچھم طرف ڈالی پر جا بیٹھے اُسمین کتنے سبز اور کتنے لال پھل توڑکر کھاوے تو پھر اپنی اصلی صورت پر آجاوے اور سبز پھل کی یہ تاثیر ہی کہ اسکو سر پر رکھے تو کوئی حربہ بدن پر اثر نکرے اگر کمر مین باندھے تو ہوا پر اُڑتا پھرے اور پتون کا خواص یہ ہی کہ زخم پر اُنھین رکھے تو فورًا بھر آوے اگر اُسکی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو چھواوے تو اُسی وقت کھلجاوے تاج الملوک عجیب و غریب باتین سنکر حد سے زیادہ اُس درخت کا مشتاق ہوا صبح ہوتے ہی اُس نیے پر چلا بہر صورت آپکو اُس حوض تک پہونچایا سانپ بھی اُسکو دیکھتے ہی لپکا مگر شاہزادہ مطلق نہ جھجکا حوض مین کود پڑا پھر کوّا بنکر اُس درخت کی اُسی میوہ دار ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لال پھل کھا کر اپنی اصلی صورت پر آگیا

پندرھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے ایک حوض پر اور اُس مین غوطہ مارکے تبدیل ہونا اُسکی شکل کا

بعد اسکے کچھ سبز پھل توڑ کر کمر مین باندھے اور ایک لکڑی بھی لاٹھی کے مانند لے لی پھر تھوڑی سی چھال کہ جسمین ٹوپی بنے اور کچھ پتے لیکر وہان سے اُڑا چند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا اثنا آبادی کے دکھائی دیے وہان ایک نوک دار لکڑی لیکر اپنی ران کو چیرا اور کاسہ کامنی اُسمین رکھکر پھر پتے زخم پر رکھدیے تو فوراً اچھا ہو گیا پھر وہان آبادی کی راہ لی نقل ہے کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض پر جسکے چار طرف رنگ برنگ کے پھول پھولے ہوئے تھے جا پہونچا اور سہانی جگہ اور ٹھنڈی چھاؤن دیکھکر شاہزادہ ایک آن سو گیا جب آنکھ کھلی اور پانی کی صفائی ملاحظہ فرمائی ٹوپی اور عصا ایک درخت کے نیچے رکھکر اُسمین اُترا اور غوطہ مارا ہو مین پانی سے باہر نکلا اُس حوض اور مکان کو نہ پایا بلکہ ایک شہر کے متصل جا پہونچا اسکے سوا کیا دیکھتا ہے کہ علامت مردی کی جاتی رہی اور صورت عورت کی طرح ہو گئی گل سے رخسارے کہ خط سبز سے سبزہ زار تھے یاسمن کے مانند مصفا ہو گئے اور صندل سے اعضا کچون کے مانند ہوئے تاج الملوک اس آفت ناگہانی سے نہایت گھبرایا صبر کے سوا اور کچھ تدبیر نہ سوجھی ناچار شکیبائی اختیار کی اور ایک جگہ شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا اُسمین ایک جوان وہان پہ آیا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت نوجوان پاکیزہ رو نہایت حسین بیٹھی ہے اگر حور کہیے بجا ہے اور پری کہیے تو روا ہے غرض اُس جوان کا دل اُسپر آ گیا بولا اے نازنین تجھپر کیا ایسی آفت پڑی ہے جو اس ویرانے مین آکر بیٹھی ہے اسنے کہا میرا باپ تاجر تھا جہان تجارت کے واسطے جاتا تھا مجکو اپنے ساتھ لیجاتا تھا اس جنگل مین مع قافلہ آکر اُترا رات کو ڈاکہ پڑا بہت مال لے گیا وہ رفیقون سمیت مارا گیا ساتھ چھٹ گیا قافلے کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے فقط مین اس ویرانہ مین بیکس رہ گئی اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹھکانا نہ بیٹھنے کا نہ طاقت چلنے کی ہے جوان نے کہا اے نازنین اگر مجھے قبول کرے تو مین اپنے گھر لیچلون اور صاحب خانہ بنا کر رکھون اسکی بھی آتش شہوت جوان کو دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تھی اس بات پر راضی ہو کر اُسکے ساتھ ہو گیا جو رہنے کے سوا اور کچھ بن نہ آیا اُس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہر طرح اپنے دن کاٹتا اس اثنا مین اُس سے حمل نمودار ہوا نو مہینے کے بعد ایک لڑکا جنا چالیسوین روز ایک حوض مین کہ اُسکے گھر کے نزدیک تھا جاکر غوطہ لگایا

جو ہین سر اُٹھایا تو دیکھا نہ وہ سرزمین ہی اور نہ وہ صورت خدا کی قدرت سے آپ کو ایک حبشی
جوان کی شکل دیکھا الحمد للہ اگرچہ جمال اصلی تو نہین ملا لیکن عورت سے پیر مرد تو ہوا غرض
اسی خیال مین تھا کہ ناگاہ ایک عورت حبش کی سی وضع اوپر کا ہونٹھ اُسکی ناک کی پھنگ سے
لگا ہوا اور نیچے کا ٹھوڑی کے نیچے پڑا ہوا شانون تک چوچیان زانو تک سر کھولے ہوے
زبان سے ہونٹھ چاٹتی ہوئی سامنے سے نمودار ہوئی اور اُسکی کمر پکڑ کر پکاری اے بے حمیت
تین دن سے لڑکے بھوکے پیاسے مرتے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پھرتی ہون
کہان چھپ رہا تھا بھلا جو ہوا سو ہوا اب دو تین دن کی لکڑیان تو لا کہ اُسکو بیچکر اُڑکے بالون
کے لئے کھانے کو لاؤن تاج الملوک نے آسمان کی طرف دیکھکر کہا خدایا کب تک مجکو اس عذاب
مین گرفتار رکھیگا ابھی دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر دم نہین لیا کہ بلا کے شکنجے مین پھنسا قصہ کوتاہ
وہ ناپاک کشان کشان اپنے گھر لے گئی چار طرف سے لڑکون نے آکر گھیر لیا کہ بابا ہمارے واسطے
کیا لائے شہزادہ چپکا ایک ایک کا منھ دیکھنے لگا کہ اتنے مین اُس چڑیل نے ایک کلھاڑی
تاج الملوک کے ہاتھ مین دی کہ جاکر لکڑیان کاٹ لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت سمجھا جنگل
مین گیا لیکن اس طلسمات عجیب کی حالت سے حیران تھا دل مین سوچا کہ دوبار حوض مین غوطہ مارنے
سے صورت تبدیل ہوچکی ہی تیسری دفعہ بھی امتحان کیجیے اور دیکھیے کہ اب کیسی شکل بنتی ہی
پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا تو آپ کو بصورت اصلی پہلے حوض کے کنارے پر پایا
لاٹھی اور ٹوپی کو بے تفاوت رکھے ہوے دیکھا سجدۂ شکر درگاہ الٰہی مین بجا لایا اور دل مین یہ
ٹھہرائی کہ اب کسی حوض غسل نہ کیجیے بلکہ ہاتھ بھی نہ ڈالیے پھر لاٹھی ہاتھ مین لیکر اور ٹوپی سر پر
رکھکر روانہ ہوا اے یارانِ دہر حق تعالیٰ نے بنی آدم کے سر پر کرامت کی ٹوپی پہنا کر اور عظمت
کا عصا ہاتھ مین دیکر طلسم گاہ دنیا مین کہ مزرعۂ آخرت ہی عاقبت کی تکمیل کے لیے بھیجا ہی بس اب
انسان کو چاہیے کہ گل او خار اور آب و شراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پھول کو نہ سونگھے
ہر ایک نہر سے گھڑا نہ بھرے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور شراب بصورت آب ادھر
اُدھر ہی اے عزیز اگر گوہر دنیا کے لینے کو چشمۂ جہان مین غوطہ ماریگا مقرر اُسکا کلاہ اور عصا کھوویگا
یہ حکم اس بات پر ہی کہ طالب دنیا مؤنث ہین اور طالب مولیٰ مرد ہین تیرا ایک معانی جو مانند مرد

گا اِل ہی بصورت زنان ناقص العقل ہوجائیگا پس اُسوقت شکیبائی کے سوا کچھ چارہ نہین چاہیے کہ دم بخود ہوکر پھر دریا ے ذکر آلہی مین غوطہ مارے اسکے بعد پھر جو سر اٹھاویگا وہی عصا ہاتھ مین اور وہی ٹوپی سر پر رکھے گا ۔

سولھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین بکاولی کی چچازاد بہن روح افزا سے

نقاش سخن اس حکایت کی تصویر صفحہ بیان پر یون کھینچتا ہی کہ جب تاج الملوک نے یہ صدمے اُٹھائے پھر زمین پر پائون رکھنا چھوڑ دیا سبز موے کی قوت سے ہوا پر جاتا تھا ایک روز ایسے پہاڑ پر گذر ہوا کہ کوہ قاف بھی اُسکے آگے ایک پشہ سا نظر آئے اُسپر ایک پتھر کی حویلی جو دیکھی شہزادہ تفتیش حال کے لیے اُسمین گیا ہر چند پھرا لیکن ذیحیات کا اثر وہان نہ دیکھا ہر ایک مکان کو ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک آواز دردناک اُسکے کان مین آئی وہان جاکر دیکھا ایک عورت خوب حسین کہ جسکی صفائی پر نظر پھیلتی جاتی تھی بلکہ اُسکے دیکھنے سے ہاتھ پائون مین سنسناہٹ چلی آتی تھی پلنگ پر لیٹی ہچکیان لے لے رو رہی تھی شہزادے نے سر سے ٹوپی اُتار کر اُس سے پوچھا کہ اے راحت جان اس جوانی کے عالم مین تیری جدائی عاشق بیدل کے دل پر ایک ستم ہوا اور تیرے تریاق وصل سے دوری اُسکے حق مین سم تھی تو نے اُس سے کنارہ کیون کیا اور داغ فراق کا اُس بیچارے مشتاق کے دلپر کسواسطے رکھا اُس نازنین کو کلام رندانہ سنکر بہت حیا آئی اور اُس چھیڑ چھاڑ کی باتون نہایت شرمائی پھر دوپٹے کا آنچل منھ پر لیکر بولی ارے تو کون ہی مگر متلاشی عزرائیل کا ہی جلدی یہان سے بھاگ نہین تو ابھی مارا جائیگا تاج الملوک بولا اگر میرا سر کہ فی الحقیقت میرے نزدیک ایک بار ہی تجھے رغبت ہو حاضر ہی اور جو کسی دشمن سے ڈراتی ہی ہرگز نہین ڈرتا شعر

نہین ڈرتا مین مرنے سے ڈراتی ہی تو کیا مجکو ۔ کہ جی پر کھیلنا ہی سہل زر لاابالی کا ۔ بہرحال تو مجھے اپنے حال سے مطلع کر اُس زہرہ جبین نے سر اُٹھاکر کہا کہ مین پری ہون اور میرا نام روح افزا ہی منظفر شاہ تخت نشین جزیرہ فردوس کا میرا باپ ہی ایک روز مین اپنے چچا کی بیٹی کی عیادت کے لیے کہ اُسکا نام بکاولی ہی گلستان ارم مین گئی تھی پھرتے ہوے ایک دیو سیاہ روسے

راہ مین مجھے پکڑا اور یہان سے آیا اب مجھ سے نزدیکی کیا چاہتا ہی اور مین دور بھاگتی ہون اسواسطے
کہ مجکو نئی نئی طرح سے ستاتا ہی اور ہر روز ایک آفت تازہ میرے سر پر لاتا ہی یہ سنکر
تاج الملوک نے پوچھا کہ تیرے چچا کی بیٹی کو کیا مرض ہی اُسنے کہا کہ وہ کسی آدمزاد سے
عشق رکھتی ہی مگر بعد مدت کے بہزار خرابی وہ ملا تھا ایسا جوگ پڑا کہ پھر وہ جدا ہو گیا
اب اُسکے فراق مین وہ رشک لیلیٰ مجنون کے مانند دیوانی ہو رہی ہی اور اپنی جان شیرین
کو اُس فرہاد وقت کے غم مین کھو رہی ہی کچھ اسکا تدارک نہین ہو سکتا اس لیے میرے
چچا نے اُسکو قید کیا ہی اور ناچاری سے اُسکی اذیت کا صدمہ اسپنے اوپر لیا ہی اس ماجرے کو
سنکر شہزادہ کی حالت تغیر ہو گئی آنکھین بھر آئین لب پر آہین دل و دماغ مین خلل ہو گیا چہرہ کا
رنگ اُڑ گیا روح افزا نے یہ حالت دیکھکر کہا باوجود ان گرمیون نے موجب آہ سرد کا کیا ہی شہزادہ
بولا کہ مین بھی گرفتار بلاے دوری ہون جسکی مہجوری سے تیرے چچا کی بیٹی کی وہ حالت ہوئی ہی اور
اُسکا دل جدائی مین گھبراتا ہی ادھر میرا آوارگی مین جی جاتا ہی غرض شہزادہ نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے
روبرو کہا وہ سنکر نہایت متعجب ہوئی اور دونو کی محبت پر ہزار آفرین کی بعد کہنے لگی اگر مین اس دیو کے ہاتھ سے نجات
پاتی تو تیرے جگر کے زخم پر مرہم لگاتی شاہزادہ نے کہا اب تجکو کون روک سکتا ہی
اس قیدخانہ سے ابھی نکل جس طرف تیرا جی چاہے شوق سے چل اگر اس دیو کا
تیرے جی مین ڈر ہی تو دیکھ لیجیے کہ ایک ہی حملہ مین اُسکا کیا حال کرتا ہون لیکن اندیشہ
یہ ہی کہ میرے پاس کوئی حربہ نہین روح افزا نے دیو کا سلح خانہ اُسکو بتا دیا اُسنے پھر
وہان جاکر ایک تیغہ آبدار اُٹھا لیا اُسکے پاس سراج القطب کا عصا پاؤن مین چھوا یا
بیڑیان اُس نازنین کی پاے نازک سے کٹ کر گر پڑین اُسکے بعد دونون نے جزیرہ فردوس
کی راہ لی چندان دونون گئے تھے ناگاہ ایک آواز مہیب پیچھے سے آئی روح افزا نے
کہا اے شاہزادہ ہوشیار ہو کہ وہ خونخوار آپہونچا فوراً تاج الملوک نے کلاہ بغل سے نکالکر
روح افزا کے سر پر رکھدی اور آپ دیو کی طرف متوجہ ہوا دیو بھی سامنے آیا شہزادہ
نے للکار کر کہا کہ او دیو لعین خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین تو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے
کر دونگا دیو سنکر بجلی کی طرح تڑپا اور دانت نکالکر بولا عجب تماشے کی بات ہی کہ چیونٹی

ہاتھی سے مقابلہ کیا چاہتی ہی اور چڑیا سیمرغ سے لڑنا چاہتی ہی مجھے ننگ آتا ہی کہ مکھی کے خون سے کیا ہاتھ بھرون اور جس ہاتھ کے طمانچے کا زور کوہ قاف کے منہ کو پھیر دے ایک مشت خاک پر کیا مارون خیر میری معشوقہ کو مجھے دے اور اپنی راہ لے کہ میرا دل اُسکے شمع جمال پر پروانے کی طرح جلتا ہی اور اُسکے سوز عشق سے دمبدم پگھلتا ہی شہزادے نے کہا کہ اے مردود گندہ دہن لائق نہین کہ تو روح افزا کو اپنی معشوقہ کہے خدا کا خوف کرتا ہون نہین تو ابھی تیری زبان کاٹ لون دیو نے یہ زبان درازی اور لاف زنی شاہزادے کی دیکھکر دیگ کے مانند آتش غضب سے جوش مین آکر سو من کا پتھر اُٹھاکر شاہزادے کی طرف پھینکا وہ اس مہرے کے زور سے اُچھلکر ہوا پر چلا تار ہا اور سراج القرطب کا عصا دیو کی گردن پر مارا کہ تمام بدن اُسکا کانپ گیا اُسکے بعد غصہ سے کہا کہ دور ہوا ی عین ابکی بار تو مین نے زخم لگایا ہی اگر ایک ہاتھ اور مارتا تو دو ہی کر دیتا جب دیو نے حریف کو نہایت شہ زور پایا ایسا شور مچایا کہ چارون طرف سے ہزارون دیو گاؤ سر اور فیلتن آپہونچے شہزادہ کو گھیر لیا تاج الملوک نے بھی اُسی میدان مین جیسی چاہیے ویسی جوانمردی کی داد دی اور دیوؤن کی لڑائی بات کی بات مین مار لی اشعار

یہ تلوار کی اُس جری نے عیان
نہیں صلح کی ہاتھ آئی حساب
وہ انسان دیوون سے ایسا لڑا
زمین ہوگئی تھی کف رعشہ دار
غرض جو بچے بھاگے پھرتی کے ساتھ

زمین ہلگئی کانپ اُٹھا آسمان
کیے قتل اُسنے تو لاکھون پلید
کہ مریخ کہنے لگا مرحبا
بہا تھا یہ اُنکے تنون سے لہو
رہا کھیت بس شاہزادے کے ہاتھ

لڑائی سے نے ہر سمت گاڑے تھے پا
یہ تیغ اُسکی کہتی تھی ہل من مزید
تڑپتے تھے وہ خاک پر بے شمار
کہ تھی کوہ پر خون کی آب جو

لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیان کرتے کرتے تھک گیا تھا غش کھاکر گر پڑا روح افزا دوڑی آئی اور سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھلیا گل برگ کے مانند منھ اُسکے سینہ پر پھیرا اور اپنی بو ی دہن سے کہ رشک غنچہ و گل تھی ہوش مین لائی اور ٹوپی سر سے اُتار کر شہزادے کے آگے رکھدی اور اُسکی جوانمردی پر ہزار ہزار آفرین کی پھر اُٹھکر جزیرۂ فردوس کی راہ لی جب دونون نزدیک شہر کے پہونچے روح افزا نے تاج الملوک کو ایک باغ مین کہ اُسکا نام بھی روح افزا تھا بٹھاکر

آپ ماں کی ملاقات کے لیے گئی اُنھوں نے اُسکے آنے سے زندگی دوبارہ پائی اُسکا ماتھا اور آنکھیں چومیں پھر سرگذشت پوچھی روح افزا نے اذیت دیو ستمگار کی اور مروت اور جوانمردی شاہزادے شجاعت شعار کی بیان کی لیکن یہ نہ کہا کہ بکاؤلی کا عاشق وہی ہے مظفر شاہ سنتے ہی اُٹھکر باغ میں گیا اور شاہزادے کا شکر و احسان بمرتبہ بجا لایا مدارات بہت سی کی ایک مسند پاکیزہ اور نئی بچھوا دی پھر کتنی پریاں اور پریزاد اُسکی خدمت کے لیے مقرر کرکے اپنے دولتخانہ میں آیا

سترھوین داستان خط لکھنا مظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے پہونچنے کا اور آنا بکاؤلی کا ماں کے ساتھ اُسکی ملاقات کے لیے

راوی شیرین زبان یوں بیان کرتا ہے کہ مظفر شاہ نے ایک خط روح افزا کے پہونچنے کا فیروز شاہ کو لکھ بھیجا اسکو پڑھکر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کے دیکھنے کو جاتی ہیں اور اُسکو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں بکاؤلی نے جو ماں کے جانے کی خبر سنی کہلا بھیجا کہ میں بھی بہن کی ملاقات کو تمھارے ساتھ چلونگی جمیلہ خاتون نے اس بات کو غنیمت جانا اور اسواسطے کہ شاید وہاں کے جانے سے اسکا غنچہ دل کھلے اور مکانات مختلفہ کی سیر سے زنگ کدورت آئینہ دل سے جائے پاؤں کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتھ لیکر جزیرہ فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون معہ بکاؤلی آتی ہے روح افزا کو استقبال کے لیے بھیجا جب اُس سے دوچار ہوئی روح افزا نے جھک کر سلام کیا اور قدموں پر گر پڑی اُسنے سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا آنکھیں چومیں بلائیں لیں پھر دونوں بہنیں دیر تک آپسمیں گلے ملیں مبارک سلامت کی صدا طرفین سے بلند ہوئی پھر روح افزا نے مسکرا کر بکاؤلی کے کان میں کہا کہ تمھیں بھی اپنے چاہتے حکیم کا آنا مبارک ہو اب اُسکو شوق سے نبض دکھاؤ اور شربت وصل پیو یہ سنکے ماں کے خوف سے اُسوقت تو خاموش ہو رہی پوچھ نہ سکی پر دل میں کچھ شاد کچھ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونوں کو اپنے گھر بائیں شایستہ لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بھی جمیلہ خاتون سے ملی نہایت شفقت مہربانی سے پیش آئی پھر ادھر اُدھر کا مذکور نکلا اور در دروازہ گفتگو کا کھلا آخرش روح افزا کی رہائی کا ذکر بھی درمیان میں آیا اُسکو اور ہی ڈھب سے ادا کیا غرض جمیلہ خاتون نے ایک رات رہ کر

دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا نے اُسوقت عرض کی کہ مین چاہتی ہون کہ چند روز بکاولی
میرے پاس رہے شاید یہان کے رہنے سے اسکے آئینہ طبع کا زنگ چھٹے تو عقل اُس مین
نمایان ہو اور تاریکی وغیرہ پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ایک ہفتہ کی اجازت
دی اور گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاولی کو اکیلا لیکر بیٹھی باتین عشق آمیز کرنے لگی ٹٹول بہت سا
دیا آخر تاج الملوک کے سوز و گداز سے بھی لگایا بکاولی ہچکچی کے سبب سے شرمندہ ہوگئی اور مارے
حیا کے پانی ہوگئی پھر غصہ سے منہ پھیر کر بولی واہ واہ بوا مجھے یہ ہنسی خوش نہین آتی اور
ایسی چھیڑ چھاڑ نہین بھاتی یہ تم بیٹھی ہوئی بیٹھے پردے مین سناتی ہو مین نے جانا کہ تم اُس نگوڑے کا
دل ہی دل مین غم کھاتی ہو یہ کہاوت تم پر ٹھیک گئی مثل ہاتھون مہندی پانؤن مہندی اپنے بیٹھے ہین
اور وہان ویندی بس زیادہ بیہودہ مت بکو قسم ہے حضرت سلیمان کی مین ابھی اپنے گھر چلی جاؤنگی پھر
کبھی تمہارے گھر نہ آؤنگی بھلا شمع فانوس کو پروانے سے کیا نسبت اور غنچہ سربستہ سے بلبل کو
کیا مناسبت کہان پری کہان انسان روح افزا نے جب یہ دیکھا کہ کسی طرح ہاتھ نہین آتی اور
کسی صورت سے دھوکا نہین کھاتی سمجھانے لگی اے بہن یہ تو مین نہین کہتی کہ تو کسی کو چاہتی ہے
یا خدا نخواستہ کسی کے درد سے کراہتی ہے بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہے کوئی
پروانہ جو آپ سے آ کر جلے تو تجکو اُسکے جلنے سے کیا ہرج وہ نیلوفر دریاے عشق مین ڈوبے
سو ڈوب گیا ہوا غرض اسی وضع کے اور ذکر نکالکر اُسکے غصہ کو ٹالکر بہلاوے مین ڈالکر
ہاتھون ہاتھ لیکر اُس مکان کی روش پر جس مین تاج الملوک رہتا تھا آ کر پھرنے لگی
اتنے مین آواز دردناک اُس مریض کی بکاولی کے کان مین پہونچی بے چین ہوئی آخر رہ نہ سکی
روح افزا سے پوچھا یہ کس کی صدا ہے اُسنے کہا ایک شکار تو گرفتار نالان ہے آ تجھے
اُسکا تماشا دکھاؤن اور اچھی طرح اُسکی آواز سناؤن غرض بکاولی کو دھوکا دے کر
شہزادے کے آگے لا کر کھڑا کر دیا تاج الملوک سے دوچار ہوتے ہی اختیار کی باگ اُسکے
ہاتھ سے چھوٹ گئی اور جنس صبر و قرار کی لٹ گئی وہ بھی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نہ کر سکا دوڑ کر
چشمہ خوبی سے بے اختیار لپٹ گیا بکاولی نے بھی دامن حیا کو چھوڑا اپنے ہاتھ اُسکی گردن مین
ڈالکر سینے سے سینہ ملا دونون جلے ہوے آتش فراق کے دل کھولکر روئے اور غم جدائی کے

دفتر اپنے اپنے کھوے روح افزا یہ حالت دیکھکر ٹھٹھا مار کر ہنسنے لگی اور کہنے لگی بھینا تو تو ایک دنیا کی لذت سے واقف نہین بیگانے مرد کا منھ آجتک نہین دیکھا پھر اس نامحرم مرد کے واسطے کیون زار زار روتی ہی اور اسکے غم سے اپنا منھ نہا جیوڑا اگر ایسے کھوتی ہو تو میرے چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنگ کا ٹیکا لگایا یہ بات سنکر بکاولی نے کہا ای روح افزا اگر تو نے مجھ سینہ فگار کے زخم پر مرہم لگایا ہی تو ناخن طعن سے نہ چھیل اور شربت دیا پایا ہی تو زہر ملامت مت کھلا اب تجھپر میرا راز بالکل ظاہر ہوگیا اور پردہ کھل گیا میرے حق مین جو چاہے سو کر مختار ہی القصہ وہ عندلیب شیدا اور وہ گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسی اور بولی اپنے اپنے اشتیاق کے ہر ایک نے دفتر کھوے کئی دن بوس و کنار کی لذت خوب اچھی طرح ہوئی اور جام وصال سے اپنی اپنی پیاس جی بھر کے بجھائی آخر ایام وصل کے آخر ہوے بکاولی کی روانگی کا دن آپہونچا تاج الملوک پھر بستر بیقراری پر اور ماہی بے آب کے مانند تڑپنے لگا یہ حالت دیکھکر اسنے چاہا کہ حیلے کے پردے کو اٹھاکے ویسا ہی حال بنائے روح افزا بولی زنہار ای بہن یہ حرکت نہ کرنا ناحق رسوائی ہوگی اور جگ ہنسائی چندروزا اور صبر کر انشاء اللہ تعالی تھوڑے دنون مین تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصال رات دن پلاتی ہون زمانہ فراق کا اب تھوڑا رہا ہی اب روز وصال کا نزدیک آپہونچا ہی خاطر جمع رکھ مان باپ کی فرمانبرداری کر اور جناب الہی مین گریہ و زاری کر پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی اور میری سعی اور کوشش کیا کرتی ہی بکاولی سنکر چار و ناچار گلستان ارم مین گئی اور مان باپ کی خدمت مین مشغول ہوئی

اٹھارہوین داستان روح افزا کے ظاہر کرنے مین اپنی ماں سے تاج الملوک اور بکاولی کے عشق کی کیفیت اور جانا جمیلہ خاتون کے پاس ان دونون کے بیاہ کی درخواست کے لیے

کہتے ہین کہ جب بکاولی روح افزا سے رخصت ہوکر اپنے گھر گئی روح افزا نے شاہزادے

اور بکاولی کے عشق کی تاثیر و کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر مین سر ڈالے رہی پھر سوچکر بولی اگرچہ ناتا رشتہ آدمی کا پری سے ہونا نہایت محال ہے لیکن اُسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چھڑایا ہے مجکو لازم ہے کہ مین زندان غم والم سے چھڑاؤن اور مطلب کو پہونچاؤن یہ کہکر اُسی وقت ایک مصور شبیہ کش چالاک و چست کو بلا کر شہزادے کی تصویر کھچوا کر گلستان ارم مین لیگئی اور فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے ملی بارے چند روز وہین رہی ایکدن کا مذکور ہے کہ جمیلہ خاتون سے باتین کرتے کرتے مطلب کی بات پر آئی اور اس وضع سے کہنے لگی اے بہن اگر کوئی غنچہ رنگین آب وہوا کے فیض سے کسی شاخ مین لگے اور اُسکے پاس بلبل نہ بیٹھے تو اُسکا ہونا نہونا دونون برابر ہے اور اگر ابدار موتی کسی کے ہاتھ نہ لگے اور وہ سلک رشتہ سے الگ رکھے تو عقل سے باہر ہے کبتک تو بکاولی کو کنواری بار رکھیگی بہتر یہ ہے کہ اُسے کسی ہمچشمین کو کسی ماہرو کے پہلو مین بٹھا اور اُس غنچہ خوبی کو مونس بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا اے حسن آرا تونے سنا ہوگا کہ اُسنے آدمزاد سے دل لگایا ہے اور اُسی کا سودا اُسکے سر مین سمایا ہے اپنے ہمجنس کو نہین چاہتی اور غیر جنس کے واسطے رات دن کڑہتی ہے پر اس امر مین لاچار ہون بزرگون کا چلن کیونکر چھوڑون اور اس علاقہ کی خواہش سے قدیم سلسلے کو کسطرح توڑون اپنے کفو کے ہوتے غیر کفو مین کسنے کیا ہے جو مین کرون پری سے کبھی آدمی کا بیاہ ہوا ہے جو مین چاہون حسن آرا نے کہا سچ کہتی ہے لطیف کو ہمصحبت کثیف کرنا البتہ دانائی سے بعید ہے لیکن تو حضرت انسان کے کمالون سے اگر واقف ہوتی تو ایسے خیال فاسد دل مین ہرگز نہ لاتی سن یہ نادان بشر خلاصہ خلقت یزدان ہے اور اُسکی صنعت بے پایان شرف اور فضل ہے اُسکے رتبون اور درجون کی انتہا نہین وہ ایک نہنگ ہے دریا کا پینے والا اور ایک قطرہ ہے حقیقت مین دریا ہے جامع کمالات علم لدنی و الہی کا یعنی مادیات اور مجردات کا مجمع ہے مراتب بندگی اور بادشاہی کا یہیت انسان کی ذات برزخ جامع ہے بیگمان ✽ ظل خدا و صورت خلق اُسمین ہے عیان ✽ جان کہ صوفیہ ایک عالم ارواح کے نوعون مین باری تعالی کی ایک ایک اسم اور صفت کا مظہر خاص جانتے ہین اور اس عالم صورت گرکو حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہے اُس عالم کا سایہ پس ہر ایک ذرہ کائنات سے روشن ایک تجلی ابدی اور سیراب ایک قطرہ سرمدی سے ہے بیت

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✽ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ✽

اس عالم مین انسان کہ سارے افراد کو مع فساد اُسکے لازمی ہین خدا کے سارے اسمون اور صفتون کا مصدر ہے اور اُسکی تجلیات

خاص کا مقام کلام فضیلت انسان مین دریاے بے پایان ہی اسقدر پر اکتفا کیا ہی جمیلہ خاتون و عامل ہمارا وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم زہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا رکہے اور مخدوم خادم سے قصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کرکے فضیلتونکا بیان کیا کہ اسکا شعلۂ غضب بجھ گیا کہنے لگی اچھا اُس بدکردار اور بد اطوار کا ذکر نہ کیجیو اپنی بیٹی ہرگز اُسے نہ دونگی اور ایسے خاین کو اپنی دامادی مین کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کے ہاتھ مین دی اور کہا کہ یہ تصویر شرقستان کے شاہزادے کی ہی دیکھو ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحۂ عالم پر آج تک نہین کھینچا اور اُس پردازکا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہین بنایا اس یاسمن گلشن محبوبی کو اُس گل خوبی کے ساتھ ملایا اور اس زہرۂ فلک حسن اُس ماہ برج سعادت کے پہلو مین بٹھا لیا الغرض وہ چار و ناچار راضی ہوئی کہنے لگی بہینا اسکو کہان ڈھونڈھونگی کس تدبیر سے لاؤنگی حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع سے شادی کی تیاری کرو اسکو فلانی تاریخ دولہا بنا کر برات سمیت لیے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے ہی جزیرۂ فردوس مین آ پہنچی اور ذکر من و عن شاہزادے کے آگے کیا پھر وصل کا بھروسہ دیا۔

اُنیسوین داستان تاج الملوک اور بکاولی کے بیاہ کی

باغبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی مواصلت یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون نے جو گفتگو کہ حسن آرا مین اور اُسمین ہوئی تھی فیروزشاہ سے جاکر اظہار کی اور تصویر شاہزادے کی دی اُسنے سمن رو کے ہاتھ مین بکاولی کے پاس بھیجدی کہ یہ تصویر شرستان کے شاہزادے کی ہی بالفعل اس زمانہ مین ایسا جوان حسین کہین نہین ہی تو کہ آزاد کے سودے مین دیوانی ہو رہی ہی اور جان لطیف ایک خاکی کثیف کے پیچھے کھو رہی ہی تیری مرضی ہو تو اُسکے ساتھ بیاہ کردون میری دانست مین تو نوع انسان مین ایسا شخص کمتر ہوگا بلکہ پریون مین بھی صرف ہی وہ خوشی سے بہے ہوئے شاہزادی کے پاس آئی اور بادشاہ کی زبانی جو حقیقت سنی تھی کہکر سنادی اُس محو جلوۂ ناز نے اُسکو نگاہ غور سے دیکھا تو اپنے دل کی صورت کے مطابق پایا بلکہ خط و خال مین سر مو فرق نہ دیکھا جی مین سمجھی کہ یہ کار پردازی اور نیرنگ سازی بہن نورافزا کی ہی واقع مین وہ جیسی اپنے قول کی سچی ہی مسکراکر سمن رو سے کہا دیکھ تجھے میرے سر کی قسم یہ اُسی شخص کی تصویر ہی جسکے خزان غم سے گل نارسیدہ کملایا ہی اور غنچۂ نو دمیدہ مرجھایا ہی وہ ملاحظہ کرکے مارے خوشی کے اُچھل پڑی اور بولی ہان شاہزادی بیشک یہ تصویر شاہزادے کی ہی تو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمھارا مطلب تھا سو خدا نے پورا کیا یہ کہکر بادشاہ کے حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کہ مان باپ کے تابع ہین اُنکی سعادتمندی اور نیک بختی اسی مین ہی کہ کوئی بات بھی اپنے والدین کی مرضی کے خلاف نہ کرین اور ہر حال مین اُنکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھین اگر دیو اُنکو پسند ہو تو بیٹی اُسے غلیان سمجھے اور جو وہ ایک دیو سیاہ اُسکے واسطے تجویز کرین تو اُسکو ماہ کنعان جانے فیروزشاہ اُسکی گفتگو سے نہایت شاد ہوا اور شادی کی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرۂ ارم کی دکانون کو نقش و نگار سے آرائش دی اندر سے باہر تک نئے فرش بچھ گئے ناچ رنگ ہونے لگا چارطرف شادی کی دھوم مچی ہر جگہ رقعہ بھجوائے پریون کے غول ہر طرف سے آئے مجلس نشاط آراستہ ہوئی شراب چلنے لگی تورے جلنے لگے ضیافتین کھانے لگے فیروزشاہ ہر ایک کے رتبہ کے موافق اُسکی خاطرداری اور مہمانداری آپ کرتا تھا اہل کار جو اس کام پر معین تھے اُنپر غافل نہ رہتا تھا آغاز کار انجام بخوبی ہوا اور جزیرہ فردوس ... منظر شاہ ...

تیاری کی اور لوگون کی مہمانداری شروع کی پھر بروز معینہ وزیرون امیرون کو حکم دیا کہ لباس زرین پہنین اور سواران لشکر کو کہدین کہ معہ فوج آراستہ ہون اور محل مین بھی حسن آرانے اپنے مصاحبون اور خواصون کو بآئین شایستہ آراستہ کیا اور آپ نیا لباس اور زیور پہنا اُسکے بعد سبھ گھڑی اور نیک ساعت دیکھکر شاہزادے کو ایک جڑاؤ چوکی پر بٹھاکر شاہانہ جوڑا پہنایا شملہ سر پہ رکھکے نیچے گوشوارہ آگے موتیون کی بدھی پہنائی جڑاؤ نورتن بازو پہ باندھے پھر ایک پری پیکر گھوڑے کے گنگا جمنی ساز لگاکر موتیون کا سہرہ باندھا اور اُسپر سوار کردیا اُسکے بعد مظفر شاہ بادشاہ فوج سمیت شہزادے کو بیچ مین لیے امیر اور سردار داہنے اور بائین اور آگے نوبت نشان کے ہاتھی تخت روان شتر سوار تلنگون کی کمپنیان پیادون کی پلٹنین باجے بجتے ہوے خاص بردار برچھی بردارون کے غول سوارون کے پرے آتشبازی چھٹتی ہوئی اور آرایش لٹتی ہوئی اور پیچھے پیچھے زنانی سواریان اسطرح بیاہ بنے چڑھا اور جزیرہ ارم کو روانہ ہوا اور یہان بکاولی کو آراستہ کیا

اشعار

پرستارون نے یہ اسکو بنایا
جہان مین حور جنت کو دکھایا
عجب صورت سے کی بالون مین کنگھی
کہ مکھڑا دیکھکر ہر ایک کا جی
لپٹ آئی جو یون زلفون کی یکبار
ہوئی کافور بوے مشک تاتار
کھجوری گوندھی وہ پاکیزہ چوٹی
کہ سب اہل نظر کی جان لوٹی
جب اسکی موتیون کی مانگ بھر دی
فلک نے کہکشان قربان کردی
چنی جب اسکی پیشانی پہ افشان
قمر پہ ہوگئے تارے نمایان
جو ٹیکا اسکے ماتھے پہ لگایا
قمر نے اپنے دل پہ داغ کھایا
بہ رنگ مہر تابان تھا جو چہرا
ہوا تار شعاعی منھ پہ سہرا
حسام ابروے پرخم بلا تھی
یہ کہیئے اسکے قبضہ مین قضا تھی
وہ آنکھین بند کرنا بھی روا تھی
چھت مژگان مین پوشیدہ ہوا تھی
جب اسکے کان مین پہنایا جھمکا
پریشان گو ہوا عقد ثریا
پہنکر نتھ خوشی سے رنگ دمکا
وہ مکھڑا چاند سا گھونگھٹ مین چمکا
مسی آلودہ دندان پیارے پیارے
چمکتے تھے شب یلدا مین تارے
مسی ملکر جب اسنے پان کھایا
یہ مطلع پڑھ کے ناسخ کا سنایا
مسی مالیدہ لب رنگ پان ہے
تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے
بنایا خال کاجل سے ذقن پر
عجب جوبن تھا اس رشک چمن پر
چڑھی نہ پر دلہن کے ایسی فیرین
کہ پھیکی پڑ گئی نظرون سے حیرت
گلے مین پہنا جب موتی کا مالا
نبات النعش کو حیرت مین ڈالا

اگر ہاتھون مین ہیرے کے کڑے تھے
مناسب جس جگہ تھا اُسنے پہنا
اُسے پہنائی ایسی لال انگیا
کہ اُسپر ملک دل بنگلا بنا تھا
پچھین اُبھری ہوئی برچھی کی نوکین
دل صد چاک کو کھوتا تھا پھرتی
نظر جسکی پڑی اُسپر وہ بولا
کہ جسکی مدح مین عاجز ہی خامہ
جو تھا ذی روح وہ تھا محوِ دیدار

زرِ خالص کے زیبِ پا کڑے تھے
کفِ رنگین مین جو دزدِ حنا تھی
دلون کو صید کرتی جس کی چڑیا
وہ ڈورے آنکھ کے ڈوریسے افزون
جو رستم سامنے آئے تو نوکین
نہ چھپتی تھی لطافت سیمتن کی
شفق مین دیکھنا کیا چاند نکلا
لباس و زیور و حُسن و ادا کا
جسے دیکھا بنا تھا نقشِ دیوار

بہت اسکے سوا بھی اور گہنا
چُرانے کو دلِ عاشق بلا تھی
عجب انداز کا بنگلہ بنا تھا
کٹوری اُسکی جامِ چشم میگون
وہ اُسکا پیٹ گورا لال کرتی
نمایان صاف تھی رنگت بدن کی
معرق ایسا پہنا پائجامہ
بیان سبکا کرون یکبہی یارا

القصہ جب برات قریب پہونچی تب فیروزشاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کے لیے بھیجے وہ نہایت تعظیم و تکریم سے لے آئے اور جس جگہ مجلس نشاط و محفل انبساط برپا تھی وہان ہر ایک کو بڑی تعظیم و تواضع سے بٹھایا آتشبازی چھوٹنے لگی اور سارایش لٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتھ ایسے ساوک سے جمیلہ خاتون پیش آئی سارے طریقے سمدھنون کے بجا لائی غرض پچھلے پہر تک ناچ رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد اُس گوہر یکتا کا اُس لعل بے بہا کے ساتھ عقد باندھا مبارک سلامت کا ہر طرف سے غل پڑگیا پھر شربت پلانے لگے گوٹون اور پھولون کے ہار پہنائے الائچیان رکابیان عطر کی شیشیان دینے لگے دولہا کو گھر مین بلایا اور دولہن کو لاکر دولہا کے پاس شاہانہ مسند پر بٹھایا نبات چنوا کر ٹوٹنے لگا کر آرسی مصحف دکھا دولہا کو باہر رخصت کیا دُلہن کو ملنے کے لیے گھر مین اُٹھا لے گئے جہیز نکلنے لگا اُدھر فیروزشاہ نے ایک مکان عظیم الشان کہ تختگاہ کے قریب تھا بیٹی داماد کے رات بھر رہنے کو نہایت تکلف سے سجوایا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کے چلنے کی تیاری ہوئی پھر دولہا کو گھر مین بلوایا ڈیوڑھی مین جھپان لگا یا دولہا نے دلہن کو گود مین اُٹھا لا جھپان مین سوار کیا پھر آپ اُسی پری پیکر گھوڑے پر سوار ہوا ہر ایک چھوٹا بڑا جلو مین چلنے کو تیار ہوا اُسی طرح آگے آگے تخت روان شتر سوار پیادے بیشمار نقارچیون کی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے اور حشم دولہن کی

سواری پر چاندی سونے کے پھول لٹاتے ہوئے اُسی مکان پر پہونچے ہر ایک براتی اپنے اپنے گھر سدھارا کہاروں نے دولہن کا جھپان اُتارا دولھا نے دُلہن کو گود مین لیجاکر مسند پر بٹھایا کھیر چٹائی خدا خدا کر کے دن گذرا رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت ہوئی پردے چھوٹے دولھا دُلہن مسہری پر گئے مزے لوٹے

اشعار

عاشق و معشوق ہم ہون جہان

شوق بہت جوش مین آئے وہان
صبر کرے پھول سے بلبل کہان
چین نہ آئے اُسے بے گفتگو
لے کے بغل مین لیے بوسے کئی
سیب زنخدان کی طرف جھک گئے
ابھری ہوئی چھاتیان وہ سخت سخت
چھوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھ

شمع کو پروانہ جو دیکھے کہین
نے ہی لے آغوش مین مانند جلو
دیکھا جو شہزادے نے اُس دم یہان
شوق نے کچھ صبر کی رخصت دی
عارض گلرنگ کی خواہش جو کی
گیند کے مانند جو پائین کرخت
گو ہوا الماس ہوئے پھر بہم

رہ نہ سکے گریئے اسیر وہین
طوطی جو آئینہ کو دیکھے کبھو
اُس گل بے خار کو جب باغبان
لے چکا جب پستۂ لب کا مزا
اُسکی بھی لی خوب طرح چاشنی
رہ نہ سکا ڈالدیا اُنپہ ہاتھ
لینے لگے دونون مزے دمبدم

جب خوب چھک گئے ماندے ہو ہر ایک نے اپنا ساعد سیمین دوسرے کا تکیہ بنایا منہ سے مُنھ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا صبح ہوئی مرغ نے بانگ دی شہزادے نے اُٹھکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اُس عشرتکدہ مین آئی بکاولی کو دیکھا رات کی جاگی ملی دلی سوتی ملی بال چھوٹے ہوئے ہین ہار ٹوٹے پڑے ہین ہونٹون پر لاکھا نام کو نہین آنکھون کا کاجل سارا پھیل گیا گالون پر دانتون اور چھاتیون پر ہاتھون کے نشان پڑے ہوئے ہین یہ عالم دیکھکر رہ نہ سکی جلد جگایا اور مسکرا کر کہا اے بہن اُس روز تو مجھے کہتی تھی کہ تو نے دیو مکار کے مدرسہ کنار مین شرح لونڈی پڑھی ہے آج جو تیرے اطوار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو تو یار کے مکتب آغوش مین اپنے مطلب کی کتابون کو بخوبی مطالعہ کر کے بڑی علامہ ہوئی ہے دیر تک تو نے مصدر ملابست کو مختلف صیغون کے ساتھ گردانا اور عشرت کے مزید فعلون کو الف وصل سے ربط دیا شان فاعل اور علامت مفعول کما ینبغی دریافت کی اور تجرید سے اپنے پانوٴن باہر رکھے بلکہ خلوت مین قبضۂ موجبۂ مباشرت کو عیش مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کی ضرورت

نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل فصل کا بھی طریقہ لے لیا اور اپنے مثلث کے نقطہ پر خط عمود کو قائم کیا بکاولی یہ سنکر مسکرائی اور کہنے لگی جو تمھارے منھ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجکو صاف ان کنایہ آمیز باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا بھی ارادہ ہی بہت بہتر مین راضی ہون شوق سے اپنی وصلی اُس مشاق کے آگے رکھو پھر اُسکے قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کس طرح سے جوڑ توڑ لگاتا ہی اور کیا کیا گل بوٹا بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسطرح ہنستیان بولتیان رہین آخر روح افزا اپنے ماں باپ سمیت رخصت ہوکر اپنے گھر گئی اور تاج الملوک نے فیروزشاہ کے محل مین جاکے اپنی بود و باش اختیار کی

بیسوین داستان رخصت ہونے مین تاج الملوک اور بکاولی کی فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایک روز تاج الملوک نے بکاولی سے مشورہ کرکے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے رخصت مانگی انھون نے کہا بہت بہتر ہزار غلام قمر طلعت اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان جہیز کے سوا کچھ نقد و جنس و لوازمہ سفر کا دیا اگر اُسکی تفصیل لکھون تو یقین ہی ایک کتاب تیار ہوجاوے اسلیے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت سے بکاولی کو لیکر اپنے ملک مین پہونچا دلبر اور محمودہ کی جان مین جان آئی کشت امید سوکھی ہوئی پھر ہری ہوئی اُسکا آنا اُنکے حق مین ایسا جیسا بیمار کے واسطے مسیحا کا آنا لیکن جو اس حُسن و جمال اور مال و منال سے دیکھا حیران ہوگئین ہوش جاتے رہے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے پری نے جو یہ رنگ دیکھا ہر ایک کو گلے لگایا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسی کا اندیشہ نہ کرو مین عیش کی مطلق خلل انداز نہ ہون گی بلکہ اپنی خوشی پر تمھاری نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کی طرح آپس مین سب ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسیکو نہوئی شاہزادہ بھی اُن غنچہ دہنون کے ساتھ شگفتگی سے بسر اوقات کرنے لگا اور عیش و عشرت مین رہنے لگا۔

اکیسوین داستان بکاولی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا اور گانا اسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اسمین

اہل ہند کی کتابون مین یون لکھتے ہین کہ امر نگر نام ایک شہر بستا ہی وہان کے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور راجہ وہان کا راج کرتا ہی دن رات پریون کے ساتھ عیش وعشرت مین رہتا ہی اُسکا کام یہی ہی اور غذا اُسکی ناچ و راگ عالم جنات بھی اُسکے تابع ہین ساری پریان اُسکی مجلس مین جاتی ہین اور رات بھر ناچتی گاتی ہین ایک رات کا ذکر ہی کہ راجہ اندر نے فرمایا بکاولی فیروز شاہ کی بیٹی مدت سے ہماری مجلس مین نہین آئی اسکا کیا سبب ہی اور یہان کے آنے کا مانع کون ہی پریون مین سے ایک نے عرض کی کہ وہ ایک انسان کے دام عشق مین گرفتار ہوئی ہی بلبل بیقرار کے مانند نالۂ و فریاد کیا کرتی ہی اور مدام اُسکے عشق مین سرشار رہا کرتی ہی اور اپنے بیگانے سے اُسکو نفرت ہی فقط اُسی سے محبت ہی شراب وصل اُسکے ساتھ پیتی ہی اور اُسکے دم سے جیتی ہی راجہ یہ ماجرا سنکر غصہ مین آیا اور شعلۂ غضب اور بھی بھڑکا پریون کی طرف اشارہ کیا کہ اُسکو اسی وقت حاضر کرو وہ تخت روان لیکر تاج الملوک کے باغ مین آئین اور بکاولی کو جگا کر راجہ کے اعتراض اور غضبناک ہونے کا حال بیان

ہاتھ باندھکر کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اُسے دیکھا اور بہت ساجھڑکا آخر فرمایا کہ اسکو آگ مین ڈالدین کہ انسان کے بدن کی بو باس اسمین نہ رہے اور یہان کی صحبت کے قابل ہو پریون نے فوراً اُس نسترن باغ لطافت کو اور یاسمن چمن نزاکت کو ہاتھون ہاتھ وہان سے باہر لاکر آتشکدہ مین ڈالدیا وہ جلکر راکھ ہوگئی ؎ جلگیا عاشق تو کیا غم ہی کہ اسکی چشم تر ✦ دیکھتی ہی یار کو گلشن مین مانند خلیل ✦ اسکے بعد پانی پر کچھ منتر پڑھکر اُسپر چھڑکا فی الفور جی اُٹھی اور ہیئت اصلی پر آکر مجلس مین ناچنے لگی ٹھوکرسے اہل مجلس کے دلون کو پائمال کیا اور ایک ہی آمد ورفت مین تماشائیون کو بیحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا سو ادا کیا ساری مجلس کو محو کردیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے منھ سے نکلنے لگی اور آفرین اور تحسین کی ہر طرف سے آواز بلند ہوئی آداب بجالاکر راجہ سے رخصت ہوئی تخت پر بیٹھکر اپنے باغ مین آئی گلاب کے حوض مین نہاکر شاہزادے کی بغل مین سو رہی صبحکو اپنے معمول پر اُٹھی سنگار کیا لوگ بھی اندر باہر کے اپنے اپنے کام مین مشغول ہوے القصہ ہر شب وہ غیرت ماہ اندر نگر جاتی پہلے تو اُسے آگ مین جلاتے پھر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب تھوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہوکر اپنے گھر آتی اور گلاب کے حوض مین نہاکر اُس دریاے خوبی سے ہم آغوش ہوتی اور اپنے جی کو ٹھنڈا کرتی اشعار قبول اسنے کیا جلنا سدا کا ✦ نہ چھوڑا وصل لیکن دلربا کا ✦ جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب ✦ نہ کھلاتے تھے شکایت سے کبھی لب ✦ وہ عاشق سے نہ کرتی تھی کنارا ✦ فراق اُسکا نہ تھا ہرگز گوارا ✦ جو جل مرنے کو اپنے دل مین ٹھانی ✦ وہ ہر آتشکدے کو آب جانے ✦ گوارا ہوتی ہی سب نار سوزان ✦ سہا جاتا نہین پر سوز ہجران ✦ جیسے ہو شمع دیون کی محبت ✦ اُسی سے پوچھیے جلنے کی لذت ✦ شاہزادہ کو ہرگز اس بات کی خبر نہ تھی ایک رات کا ذکر ہی کہ بکاولی تو اپنے معمول پر وہان گئی تھی یہان شاہزادے کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اُسے نہ دیکھا ہر طرف قصر اور باغمین جاکر ڈھونڈھا کہین اُسکا سراغ نہ ملا نہایت تنگ ہوکر اپنے خلوت کدہ مین یہانتک اُس رشک چمن کی راہ دیکھی کہ آنکھین پتھرا گئین آخرش اُسی حالت مین سو گیا بکاولی بھی اپنے وقت پر آکر اُسکے پاس سو رہی تاج الملوک نے بدستور جو اُسکے ساتھ سوتے دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اس راز کو مطلق نہ کھولا مگر اسکی تحقیقات کے

کے واسطے دوسری رات کو اپنی ایک انگلی چیر کر نمک چھڑک دیا کہ مبادا آنکھ لگ جاوے اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدھی رات گئے تخت آکر موجود ہوا بکاولی اٹھکر بناؤ کرنے لگی اور شہزادہ بھی چھپے چھپے جاکر اُس تخت کا پایہ پکڑ کر بیٹھ رہا اتنے مین وہ بھی آکر سوار ہوئی اور پریان اُسکو لیکر اڑین تاج الملوک اُسی پایہ مین لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اُسے نظر آنے سے رہ گئی جھٹ پٹ راجہ اندر کے دروازہ پر اُتار دیا بکاولی اُترکر ایکطرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہوکر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے لگا غرض جسطرف آنکھ پڑتی تھی اُدھر پریون کا جھرمٹ نظر آتا تھا اور ہرطرف آواز قسم قسم کے سازون کی اور راگون کی جو تمام عمر نہ سنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہ ہی کہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا اور وہ سُنا جو کہین نہ سنا تھا دنگ ہوکر رہ گیا اتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاولی کو آتشکدہ مین ڈالدیا وہ جلکر راکھ ہوگئی وہ اس حادثہ کو دیکھکر سب بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھون سے سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہی اسوقت طاقت نہین رکھتا کہ مین پروانہ کے مانند اس شمع رو کے ساتھ جلتا اور اپنے بدن کو راکھ کرکے اُس سے ملتا کیا کرون کچھ بس نہین نہ قدرت فریاد کی نہ جگہ داد کی یہ تو اسی اُدھیڑبن مین رہا کہ اُنھین مین سے ایک پری نے پانی مین کچھ پڑھکر اُسکی راکھ پر چھڑکا فی الفور زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس مین آئی شاہزادہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا آیا اژدحام تھا کوئی کسی کو پہچانتا نہ تھا کسی نے نہ جانا کہ یہ کون ہی اور کیون پھرا ہی اتفاقاً بکاولی کا پکھاوجی بڈھا ضعیف تھا ناتوانی کے سبب سے اچھی طرح نہ بجا سکتا تھا وہ رُک رُک کر ناچتی تھی اور بار بار تیوری چڑھاتی تھی شہزادہ یہ حال دیکھکر بے چین ہوا آخر رہ نسکا سازندے کے کان مین جھک کر کہا کہ اگر تیری مرضی ہو تو ایک دو تین گت مین بجاؤن کہ اس کام مین چالاک دست ہون اُسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج کو حوالے کیا یہ تو اس کام کا بانی کار اور اُسکے دام محبت مین گرفتار اُسکی خواہش کے موافق بجانے لگا پھر تو کیفیت ناچ کی ایسی بڑھی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہانتک محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا نولکھا ہار اُتار کر بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتے ناچتے پیچھے ہٹی بجنس پکھاوجی کے حوالے کیا اسکے بعد مجلس راگ و رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جس طرح گیا تھا اُسی طرح اپنے باغ مین آیا بکاولی گلاب کے حوض کی طرف گئی

یہ خواب گاہ مین جاکر سو رہا صبح کے وقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ غیر عادت مسکرانے کا کیا سبب ہی کہا رات کو عجیب خواب دیکھا ہی اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی آتی ہی وہ کہنے لگی خدا خوب کرے مگر مین بھی سنون کیا دیکھا ہی تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہی کہ آدھی رات کو تو کہین جاتی ہی اور مجھے خبر نہین کرتی بکاولی یہ سنکر ڈری کہ مبادا یہ بھید اسپر کھلا ہو اور اسیا نہ یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو بجد ہوئی پھر شہزادہ سے کہنے لگی اور بھی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ بولا گویا آج مین بھی تیرے ساتھ گیا ہون اس طرح کہ پریان ایک تخت لائین تو اسپر سوار ہوئی اور مین پایہ سے لٹکا ہوا چلا گیا بس آگے نہین کہتا کہ خواب کی باتین بے سروپا ہوتی ہین اعتبار نہین رکھتی ہین خواب وخیال ہی بے فائدہ کون بکے بکاولی بولی کہ تجھے میرے سر کی قسم جو دیکھا ہی سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا کہتا پھر خاموش ہو رہتا وہ قسمین دے دے کر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اُسنے آخر تک ہو بہو کہکر سنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا تکیہ کے نیچے سے نکالکر دکھایا تب پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور سن ہوگئی ایکدم کے بعد بولی اے شہزادے یہ تونے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکھ مین نے تیری خاطر مان باپ کے ہاتھ سے کیا کیا رنج اُٹھائے اور ہر کس وناکس کے طعنے کھائے یہان تک کہ ہر رات آگ مین جلنا قبول کیا مگر تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے منھ نہ موڑا چنانچہ تونے اپنی آنکھون سے بھی دیکھا کچھ کہنے کی حاجت نہین کاش کہ تو اُس مجلس مین نہ جاتا اور اپنے گھر مین میری جدائی کا صدمہ اُٹھاتا تو بہت بہتر تھا کیونکہ انجام اسکا اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے نہ لیجاؤن تو کہانتک چھپائے رکھون خیر جو کچھ تقدیر مین ہی سوا مٹ ہی مگر آج اپنا طالع آزماتی ہون تجھے لیے جاتی ہون اپنی کر گذرتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے فرمایا بہت اچھا ہماری عین خوشی ہی الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ ساری محفل غش کر گئی راجہ بھی مست ہو کر جھومنے لگا اور اُسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگا چاہتی ہی محروم نہ جائیگی یہ سنکر بکاولی نے آداب بجالا کر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو

کسی چیز کی کمی نہین اور کچھ ہوس دل مین باقی نہین مگر اس پھا وجی کو بخشئے کہ یہی آرزو ہی سنتے ہی
اس سخن کے راجہ برہم ہوا اور شاہزادے کی طرف دیکھکر غضب سے بولا کہ آدمزاد تو ہی اسکو چاہتا
ہی اور یہ تجھے چاہتی ہی بہت اچھا اسکا مزہ چکھا اور لذت اُٹھا تو چاہتا ہی کہ بکاولی سی پری کو بے محنت
و مشقت یہان سے لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہوگا پھر بکاولی کی طرف منھ پھیر کر کہا ای شتا
کیا کرون سخن تجھ سے ہار چکا ہون جا اسے تجھے بخشا لیکن بارہ برس تک تیرا نیچے کا دھڑ پتھر کا رہیگا
یہ حرف جو اُس سنگدل کے منھ سے نکلا وہ سیمتن اُسی ہیئت کی ہو کر غائب ہو گئی **اشعار**

ہیہات ازل سے ہی یہ عالم + شادی و غمی ہوئی ہی توام + یہ دم کی ہوا میہمان ہی + آخر وہی
باغ مین خزان ہی + گہ سر پہ ہو تیرے تاج شاہی + گہ خاک پہ بستر تباہی + گل سا کبھی دل فراغ
دیکھے + گہ دل پہ ہزار داغ دیکھے + دم بھر جو نشاط عیش ہووے + خمیازہ پھر اسکا طیش ہووے

بائیسوین داستان تاج الملوک کے سنگلدیپ مین پہونچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چتراوت راجہ کی بیٹی کا اُسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بددعا سے پتھر کی ہو کر وہان سے غائب ہو گئی اور شہزادہ سیماب کے
مانند بیتاب ہو کر تڑپنے لگا تب اُسکو پریون نے اُٹھا کر نیچے ڈالدیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا دین رونہ
تک بیہوش رہا چوتھے روز جو آنکھ کھلی تو بجاے دلدار پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جا کر شور و فریاد
کرنے لگا بکاولی کی خبر ہر ایک سے پوچھتا ایکدن اسی طرح ایک سنگ مرمر کے تالاب پر جا پہونچا
چارون طرف سیڑھیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی بہت سے
اُسکے گرد لگے تھے شہزادے نے ایک ساعت وہان دم لیا پھر نہا کر ایک سایہ دار درخت کے
نیچے پڑا رہا اور اپنی محبوبہ کے تصور مین سوگیا ناگاہ کئی پریان اُسکے حال سے واقف تھین وہ بھی
وہان پہونچین اور اُسی تالاب مین نہا کر بال سکھانے لگین اسمین سے ایک کی نظر جو شاہزادہ پر
جا پڑی ساتھیون سے کہنے لگی بکاولی کا پھا وجی بھی یہین ہی تاج الملوک کے کان مین جو یہ آواز
پڑی آنکھین کھولدین اور پریون سے با چشم خونبار پوچھا تمھین کچھ معلوم ہی کہ بکاولی کہان ہی
اُنکا دل اسکے حال زار پر بھر آیا بولین کہ آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سنا ہی کہ سنگلدیپ مین

ایک بتخانہ مین ہی مگر نیچے کا دھڑ ناف تک پتھر کا ہو گیا ہی تمام دن اُس مندر کا دروازہ بند رہتا ہی اور پہر رات کے بعد صبح تک کھلا رہتا ہی شاہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف اور کتنی دور ہی اُنھون نے جواب دیا کہ راہ کی مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بھی وہان پہونچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس ہوا اور اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھا کر ٹکرین مارنے لگا اور پتھرون سے سر پھوڑنے لگا پریون نے اُسکے حال پر رحم کھا کر آپس مین مصلحت کی کہ اس آفت رسیدہ کو وہانتک پہونچانا چاہیے آگے اسکی قسمت مین جو ہونا ہی سو ہوگا فوراً اسے لیکر اُڑین اور بات کی بات مین وہان پہونچا دیا ایک لمحے کے بعد اُسے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک شہر رشک بہشت بریں زمین پر آباد ہی اور عجائبات اُسکا سواد ہی رنڈی مرد وہان کے کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بھی وہان ایسے قدموزون رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا بازار کی طرف جا نکلا راہ مین ایک برہمن پجاری سے ملا اُس سے پوچھا کہ دیوتا تم کون سے ٹھاکر دوارے کے پجاری ہو برہمن نے کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہی اُسکے ٹھاکر دوارے کا پجاری ہون پھر تاج الملوک نے پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکر دوارون کے مندر معروف و مشہور ہین برہمن نے بتا دیے پھر یہ کہا کہ تھوڑے دنون سے دکھن کی طرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی دن بھر اُسکا دروازہ نہین کھلتا کوئی نہین جانتا کہ اُسمین کیا ہی شہزادہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور اُسی طرف جا کر دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر بیٹھ رہا پہر رات جب گذری اُس استھان کے دروازے کا پٹ کھل گیا تاج الملوک اندر گیا دیکھا کہ بکاولی آدھی بصورت اصلی اور آدھی پتھر کی دیوار کا تکیہ لگائے پانون پھیلائے بیٹھی ہی اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا کہ تو یہان کیونکر آیا اُسنے ماجراے گذشتہ کہہ سنایا پھر ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پھر صبح ہونے لگی بکاولی نے شاہزادے سے کہا اب تو یہان سے جا اگر آفتاب نکل آئیگا تو مجھسا تو بھی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اسے دیا کہ بالفعل اسے بیچ کر اسباب درست کر اور چندے اوقات کاٹ تاج الملوک لیکر اُسے شہر مین آیا اسے کئی ہزار روپے کو بیچکر ایک حویلی پختہ مع لوازم اسباب ضروری بھی بنایا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے جب رات ہوئی بکاولی کے پاس چلا جاتا اور صبح اپنے مکان مین آتا اسی طرح ایک مدت گذر گئی سبب بعضے بعضے اشخاص ہمسائے کے

شہزادے کے آشنا ہو گئے تھے اُسکو شہر کی سیر دکھانے لگے ایک روز تاج الملوک اُنکے ساتھ سیر کو نکلا تھا ایک گروہ سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے پوچھا کہ یہ شخص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا کیا سبب ہی انمین سے ایک بولا کہ انمین بعضے شہزادے ہین اور کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور اشتیاق کے اور نشانہ ناوک فراق کے ہین انکا ذکر یون ہی کہ چتر سین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہی اُسکے مانند کوئی عورت حسین اس سرزمین مین نہین ہی

اشعار

نا ظاہر ہی قد موزون سے
لاکھون سے ہین تار گیسو کے
امرت اور زہر آنکھین ہین اُسکی
اُسکے کوچے کی سمت راہ تو لے

مے ٹپکتی ہی چشم میگون سے
زلف اُسکی ہی جسقدر شبگون
دم مین مارے ہین اور جلائین بھی

سیکڑون کشتے اُسکے ابرو کے
ہی سیہ بخت اسقدر مفتون
ننگ و ناموس چھوڑ کے ہاتھ سے

قصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پری پیکر قائل گبر و مسلمان ہی دوسرے اُسکے ساتھ اور بھی دو کافرین غارتگر ایمان ہین تنبولی کی لڑکی نرملا نام اور دوسری مالی کی چپلا اسم بامسمیٰ ہی غرض تینون آپس مین اخلاص دلی رکھتی ہین اور اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا سونا کھانا پینا دن رات ایک جگہ ہی اور اپنے بیاہ کی بھی ہر ایک مختار ہی جسے پسند کرے اُسی سے بیاہ کرے سو کسی کو اس بات مین دخل نہین لیکن اب تک کوئی اُسکا منظور نظر نہین ہوا اور آنکھون دیکھنا نہین شہر شہر اُنکا چرچا ہو رہا اتفاقاً ایک روز آوارۂ بیابان عشق اس حور سرشت کے نیچے مکان کے جا نکلا تماشائی اُسکے گل رخسار کے بلبل وار تکتی تھی اور دیوانون کی طرح آپس مین کچھ کچھ بکتی تھی اور وہ پری زاد بیٹھی جھروکے سے دیکھ رہی تھی کہ شاہزادہ اُس سے دوچار ہوا عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چھٹ گئے متاع ہوش و حواس لٹ گئے بیخود ہو کر گر پڑی نرملا اور چپلا نے دوڑ کر اُٹھایا منہ پہ گلاب چھڑکا عطر سونگھایا پھر ہوش مین آئی لیکن سکتے کی سی حالت ہر چند اُنھون نے یہ حال پوچھا اسنے کچھ نہ بتایا حسرت کو اسی طرح منھ پہ رہنے دیا تب نرملا نے کھڑکی سے نیچے جھانک کر شہزادے کو دیکھا اور چترادت سے بیتابی کا سبب دریافت کیا پھر تسلی دیکے کہنے لگی کہ اے رانی تیری بیقراری نے تو ہمکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے دامن صبر چھڑایا کیون اتنی گھبراتی ہی کسواسطے آپ کو دیوانہ بناتی ہی

تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہی جسکو پسند کریگی اُس سے تیری شادی کریگا خاطر جمع رکھ اس جوان ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت متغیر ہوئی ہی اگر فرشتہ ہی تو بھی تیرے دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین پھنساتی ہون کہ ہل نہ سکے اور ایک قدم آگے نہ چل سکے یہ کہکر ایک کٹنی اُسکے حال کی تحقیقات کو بھیجی وہ عجب ایک شوخی اور طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکاربند پکڑکر کہنے لگی تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل غربا ہی اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہی یہان کے پریرو مرغ زیرک تارِ زلف ادا سے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین تو کس جرأت اور دلیری سے اِدھر اُدھر پھرتا ہی اور بادشاہون کے محلون کیطرف دیدہ بازی کرتا ہی مگر آتش کا پرکالہ ہی جو شمع رخون کے دل کو پگھلاتا ہی اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہی کدھر سے آیا ہی اور کہان کا رہنے والا ہی حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج الملوک اُسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی کی بھیجی ہوئی ہی بولا اے چنگو بہت باتین نہ بنا میرے داغ دل سے رعنائی نہ اُٹھا جا اپنے کسی مجروح کے زخم پر مرہم لگا مِن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر ہی اور نام افسر سلاطین سے دریافت کر کہ جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہی اُس سے جا کر کہدے کہ مجھ مسافر مصیبت زدہ کی طرف خیال نہ کرے اور مجھ سودائی پر دھیان نہ رکھے **بیت**
خوش جوانی سے ہو اسکے پاس جا بہ ناز ۔ اُسپر کہ جو خواہان ہو ترا ۔ مشاطہ جان گئی کہ وطن اُسکا خرقتان ہی اور نام تاج الملوک عالی نسب والاحسب ہی غرض تمام حال دریافت کر کے چتراوت سے آکر بیان کیا شاہزادہ روز پوشاک بدلتا اور اُسکے جھروکے کے نیچے ہوکر نکلتا چتراوت اُسکے فراق سے چودھوین رات کے چاند کی طرح گھٹنے لگی چند روز تو یہ راز چھپا رہا آخر کھل گیا یہانتک کہ مان باپ نے بھی سنا تب راجہ نے ایک دلالہ بڑی ہوشیار پختہ کار بلائی اور شہزادے کے پاس بھیجی کہ لڑکی کی نسبت کا پیغام اُسکو دے اور اُسکے دل کو ہر طرح سے لبھائے القصہ اُسنے چترسین کا پیغام شہزادہ کو دیا اور اُس گل اندام کا حسن بیان کیا شہزادہ نے تمام و کمال سنکر جواب دیا کہ تو میری طرف سے بعد سلام و نیاز کے راجہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ جو کوئی قبائے شاہی اور تاج شاہنشاہی چھوڑ کر رنج سفر اور خرقۂ فقر

اختیار کرے اور اپنے بیگانے سے کنارہ پکڑے اُسکی پابندی کا خیال کرنا فی الحقیقت آب پر نقش بنانا ہی اور ہوا کو گرہ مین باندھنا ہی یہ کہا اور اُسکو رخصت کیا دلالہ نے تاج الملوک کے انکار کرنے کی کیفیت عرض کی چتر سین اُسکے اغماض کرنے سے متفکر ہوا اور وزیر سے مشورت کی اُسنے عرض کی کہ ایک غریب بے خانمان کو اگر بادشاہ اپنا مطیع کرنا چاہے تو کیا بڑی بات ہی آپ دیکھیے مین اُسکو کس گھاٹ اُتارتا ہون الغرض اس بات کے درپے ہوا کہ شاہزادیکو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹھہرائے اور اپنا کام اُسکے ہاتھ سے یون نکالے سچ ہی کہ جو کوئی حکمت حکیم مطلق کی گونا گون تامل کی نظر سے دیکھے تو کسی چیز کو خالی شر سے نہ پاوے اور ہر ایک شر کے بعد خیر ملاحظہ کرے ای عزیز حق تعالی نے عالم ارواح کو بدن سے خفت دی ہی پس جو حرکت کہ بظاہر بدن سے ہو حقیقت مین روح سے ہی غرض کہ جو فساد اس عالم کون و فساد مین ہو تو اُسکی طرف سے جان لیکن شر نہ سمجھ کہ در پردہ وہ خیر ہی کیونکہ وہان شر کی گنجایش نہین القصہ تاج الملوک کو خرچ کی احتیاج ہوئی کہ بکاولی سے مانگے اس مین وہ سانپ کا من اپنی ران کا رکھا ہوا یاد آیا جراح کو بلوا کر ران چروائی اور وہ مہرہ نکالکر زخم پر مرہم رکھا جبکہ اچھا ہوا بازار مین لے گیا جوہری دیکھکر حیران ہوے وزیر کو جا کر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہی کہ ہمنے ساری عمر نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اُسکی قیمت نہین دے سکتا یہ سنتے ہی وزیر نے کئی جوان اُسکے ساتھ کر دیے اور اُس غریب الوطن کو ناحق پکڑ بلوایا دیکھا تو وہی شخص ہی فی الفور اُسے چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا کہ پرندہ دام توڑ کر اُڑ گیا تھا آج فریب سے مین نے اُسے پکڑا اب یقین ہی کہ جو آپ کہینگے وہی قبول کریگا

تیئسوین داستان بیاہ ہونے مین تاج الملوک کی چترا وت سے اور کھودنے مین دیوہری کے جس مین بکاولی تھی

جب شہزادے کو راجہ چترسین نے بندیخانہ مین نہایت تنگ کیا کہ چترا وت سے شادی قبول کرے لیکن وہ قبول نہ کرتا تھا ہرگز خاطر مین نہ لاتا بکاولی کے فراق مین رات دن جلتا تھا

تھا اور دیوار سے سر ٹکراتا تھا ایک دن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ نوگرفتار جو مانند مرغ نیم بسمل بیقرار ہے رات ودن خاک پر لوٹتا ہی اگر اُسے جلد آزاد نہ کیجیگا تو خون ناحق سر پر لیجیے گا چند روز مین تڑپ تڑپ کر مرجاویگا مہاراجہ نے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن بیٹی کو کہلا بھیجا کہ تو جا کر اپنے شمع جمال کا پرتو اُسپر ڈال شاید تجھپر پروانہ وار پگھل جائے اور اسپر متاع غرور جل جائے چتراوت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی جلد آپ کو آراستہ کیا حسن مادر زاد کو زیب و زینت سے دونا کردیا پھر زملہ و چیلا بھی بن ٹھن کر زہرہ و مشتری کے مانند اُس ماہرو کے ساتھ ہولین غرض تینون شہزادے کے پاس پہونچین شعار

لگی زندان مین وہ رشک زلیخا
رکھا فی الفور اُسکے آگے سب کو
پھر ایسے ساعد سیمین دکھائے
چمک نے اُسکی سورج کو جلایا
پھر آنکھون کے اُسے دکھلائے بادام
کہ اُسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے

وہان اس یوسف ثانی کو دیکھا
وہ گیا تھے یعنی دندان مثل گوہر
کہ چاندنی چاندکی اُسمین لجائے
سونگھا کر عطر کی بو لپٹے تن کی
عوض عنبر کے زلف عنبرین فام
مگر رکھے انار سینہ مخفی

برائے نذر وہ لائی تھی جو جو
عقیق لب بھی برگ گل سے خوشتر
رُخ گلرنگ کا وہ زر دکھایا
مہک شرمندہ کی مشک ختن کی
رکھا سیب ذقن پھر اُسکے آگے
اطاعت اُسنے کی شرم و حیا کی

لیکن شاہزادے کی نظر قبول اُنمین سے کسی پر نہ پڑی اور کوئی چیز اُسکی نگاہ پر نہ چڑھی فی الواقع اگر چتراوت کی آتش باطن کی تاثیر نہوئی تو پھر اسکا تحفہ ظاہری خراب جاتا ساری محنت رائگان ہوتی سن ای عزیز رسولؐ مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کے نذر کے لائق دیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری جیسی مین نے چاہی نہین کی پھر کسکا مُنھ ہی کہ اپنی عبادت پر نازان ہو بہتر یہی ہی کہ آپکو اُسکی محبت کی گھریا مین یہانتک پگھلائے کہ اکسیر کے مانند خاک ہو جائے تا شان اکسیر پسند کی آنکھون مین سونے سے زیادہ نظر آئے القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہو سکے گا ناطاقت ہوکر شاہزادے کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہانتک کہ شاہزادے کے دلکو صدمہ پہونچا بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکو آغوش مین کھینچ لیا شادی قبول کی کیونکہ بے اُسکی خاطرداری اور رضامندی کے کسی طرح اپنی رہائی نہ دیکھی زملا نے فی الفور خوشخبری رانی کو پہونچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئی چترسین نے

فی الفور شہزادے کو بندی خانہ سے نکال حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک مکان دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھکر اپنے خاندان کی رسم کے موافق اُس دُو ناسفتہ کو اُس لعل گران بہا کے ساتھ بیاہ دیا تاج الملوک حجرا وت کے خلوت کدہ مین آیا بکاولی اور چیلا اپنے اپنے عہدہ پر آکر کھڑی ہوئین اور اُنھون نے بھی گرمیان بہت دکھائین لیکن شاہزادے نے کسی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا سر نیچے کیے بیٹھا رہا جب پہر رات گذری اُٹھ کھڑا ہوا اور بکاولی کے مندر کی طرف چلا کئی روز سے جو اُس گرفتار دام بلا کو نہ دیکھا تھا تڑپ رہی تھی اور سر پرے دے مارتی تھی اتنے مین شہزادہ بھی جا پہونچا دیکھتے ہی شاد ہو گئی اور سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھ پانون کی مہندی دیکھکر اُس رشک چمن کا مُنھ غصہ سے لال ہوا دل کو صدمہ کمال ہوا طاقت خاموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے دنون کے بعد آئے مگر رنگ لائے عاشقون کا نام تو نے ڈبو دیا وفا کو داغ لگایا عاشقی کا دم اب کبھی نہ بھرنا اور اپنا عشق کسی سے ظاہر نہ کرنا

مثنوی

مرا جسم گلرنگ ہو جائے سنگ
کرے عیش تو غیر سے ہر گھڑی
غضب ہی کہ معشوق غم سے جلے
وہ ماتم نشین ہو یہ شادی رچائے
اُٹھے درد و غم کی مرے دلمین ہوک
لگا بید سا کلپنے سر دُھنا
اگرچہ ہون شہزادہ نامدار
مین تیرا ہون مملوک اے رشک ماہ
یہ جلوہ نے دیوانہ مجکو کیا
ان آنکھون مین جب سے سمائی ہے تو
ترے پاؤ سا منھ نہین چاند کا
یہ عاشق ترا ہووے گا مبتلا

ارے سنگدل تو نے یہ کیا کیا
حنا کا ہو کلپر تیرے ہاتھون پہ رنگ
مرا غنچۂ دل یہان داغ کھائے
شب و روز دست تاسف ملے
نہ لے نام چاہت کا اے بدگہر
ارے حیف تو جین تاج الملوک
کہا ہے ترا کسطرف آج دھیان
مگر ہون ترا بندہ جان نثار
مرا گوشت اور پوست ہی سب ترا
کہ اپنون سے بیگانہ مجکو کیا
جبھی سے کوئی چیز بھاتی نہین
تصدق ہے تجھ پہ یہ دل مرا
نہین اور تجھسی کوئی دوسری

کر انصاف اپنے ہی دلمین ذرا
مین پتھر کی ہو کر رہون یون پڑی
وہان اور گل کو گلے تو لگائے
یہ عاشق ہو خوش ہو کے دعوے مچائے
پٹے مینا پتھر ایسی تری چاہ پر
جو رنجش کی باتون کو اُسنے سنا
خیال ایسے دل مین نہ لا میری جان
بلا شبہہ ہون مالک تخت و جاہ
ترے ہاتھ بے دام ہون بک چکا
مرے دل کا چین تجھ سے کھائی ہے تو
نظر مین کوئی شے سماتی نہین
سوا تیرے بچہ کس سے اے دلربا
پڑے آنکھ کس پر بھلا اب مری

نہ مجھسے کبھی ہوجیو بدگمان
جو فرمائے فورًا وہی مین کرون
مگر کیا کرون سخت ناچار تھا
مگر بے کیے بھی رہائی نہ تھی
مین اُس قیدخانہ مین مرتا اُدھر
نہ حالت ترے درد کی مجھ تلک
مجھے آپ جی ایسا پیارا نہ تھا
جیے گی نہ تو بھی جو مین مرگیا
پری نے یہ سنکر غضب سے کہا
حذر چاہیئے ہی مرے صبر سے
تجھے عیش و عشرت مبارک رہے
بُرے وقت کا کون ہی جز خدا
دم سرد بھر بھر کے رونے لگا
لگی آپ بھی رونے بے اختیار
پھر آخر کو وہ عاشق بیقرار
اُٹھا کر سر اُسکا گلے لگ گئی
ہی منظور بس مجکو تیری خوشی
مین عورت ہون آخر مری عقل کیا
ہزارون ہین گلہ وا گر تیرے پاس
مین عاشق ہون تیرا بدل سے بجان
تعلق نہین اور کے ساتھ ہی
بڑی قید مین مین گرفتار تھا
نہ کرتا جو اس کام کو مبتلا
تو اس بتکدہ مین تڑپتی ادھر
فقط اپنا ہی دیکھتا جو ضرر
مگر تیرا نقصان گوارا نہ تھا
اسی ڈر سے یہ امر مین نے کیا
بھلا جھوٹھ اتنا ہی کیون بولتا
وفا اور محبت تری دیکھ لی
مجھے رنج و زحمت مبارک رہے
سُنا اسطرح سے جو اُسنے کلام
دل و جان کو ہاتھون سے کھونے لگا
یہ حالت بڑی دیر طاری رہی
گرا اُسکے قدمون پہ بے اختیار
کہ مین تجھسے جی مین نہین کچھ خفا
خفا ہونیوالی بھی صدقے گئی
ہوا تجھسے جو مجکو وہ سب قبول
تو ہی جان و دل سے مگر میرے پاس
یہ کیا دخل ہی حکم سے گر پھرون
مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہی
مجھے خواہش کتخدائی نہ تھی
تو آ کر تجھے کس طرح دیکھتا
پہونچتی نہ میری خبر تجھ تلک
تو کرتا نہ یہ بات اے سیمبر
یقین تھا مرے دل کو اس بات کا
مجھے ورنہ شادی سے کیا کام تھا
کوئی بیاہ کرتا نہین جبر سے
یہ دو دن کی چاہت تری دیکھ لی
تجھے مجھسے اس حال مین کام کیا
لیا اپنا دل دونون ہاتھون سے تھام
پری نے جو دیکھا اسے اشکبار
کہ دونون طرف آہ و زاری رہی
پری بھی تحمل نہ کچھ کرسکی
یہ شکوہ زبانی فقط تھا مرا
وہی مصلحت تھی جو تو نے کیا
نہو تو ذرا اپنے دل مین ملول
القصہ اسی طرح کے کلام

آپس مین رہے ہر گھڑی ادھر سے ناز تھا اُس طرف سے نیاز تھا القصہ تاج الملوک نے اپنے قید ہونے کا اور چتراوت سے شادی کرنے کا ماجرا مفصل بیان کیا اور اُس آئینہ رو کے دل سے غبار کدورت بالکل دھو دیا اتنے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گھر گیا اور چتراوت کے پلنگ پہ سو رہا اسی طرح بلاناغہ ہر شب بکاولی کے پاس جاتا تھا اور

دن بھر چتراوت کے ساتھ نقل وحکایات مین کاٹتا تھا وہ شہزادے کی ایسی حکایت سے
نہایت حیران تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ یا الٰہی طرفہ ماجرا ہی کہ باوجود اس قربت کے
میرے دل کی آگ شہزادے کے پنبۂ راز کو سلگاتی نہین اور اُسکے خرمن تحمل کو جلاتی نہین
تعجب ہی کہ بیدل دل آرام ایک گھر مین ہین اور تفاوت پورب پچھم کا سا ہی اے عزیز
جب تک تیرے دل کی آنکھین اغیار کے حسن کو دیکھنے والی ہین تجھے یار کی صورت
نظر نہین آتی ہر چند بے پردہ ہو جو پہلے یار رغبت اغیار کو دل کی سرزمین سے اُکھاڑ کے
پھینک دے پھر گل رخسار یار کو آئینۂ دل مین دیکھ لے اگر تو اپنے گلشن وجود کو بنظر تامل
دیکھے تو اُن مین رنگ وبو کے سوا کچھ نہ پاوے القصہ ایکدن چتراوت نے شہزادہ کا
گلہ اپنے باپ سے کیا اور اُسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس
شاہزادے کے پیچھے لگائے تاکہ اس بات کو جلد تحقیق کرین کہ یہ تمام رات کہان رہتا
ہی وہ اسی تلاش مین تھے کہ اُسیوقت شاہزادہ گھر سے نکلا اور اُسی مندر مین گیا رات بھر
رہا صبح ہوتے ہی پھر محل مین داخل ہوا فوراً اُنھون نے جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ
فلانے مندر مین صبح تک رہتا ہی اُس سیہ دل نے کئی سنگ تراش چالاک دست اُسیوقت
بھیجے کہ اسکو کھود کر پھینک دین اُنھون نے بموجب حکم کے اُس مندر کو بیخ وبنیاد
سے اُکھاڑ کر دریا مین ڈالدیا تاج الملوک جو اپنی عادت سے وہان گیا تو اُسکا نشان بھی
نہ پایا دیوانون کے مانند وہان خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا

رباعی

اے جان اگر کھوج ترا پاؤن مین — مر مر کے وہان آپ کو پہونچاؤن مین
کچھ ہو نہین سکتا ہی کرون کیا اے کاش — پھٹ جائے زمین اور سما جاؤن مین

آخر ناامید ہو کر ڈاڑھین مار مار کر رویا اور پھر آیا چند روز تو اسکو بیقراری کی لذت
اور آہ وزاری کی کثرت رہی جب اُس صنم کے وصل سے مایوس ہوا رونے کا بھی حاصل
نہ دیکھا چتراوت کی جادو بھری باتون پہ دھیان کیا غرض نسیم اُسکے غنچۂ امید کو شگفتگی بخشی

اور نیسان وصال سے اُسکی آرزو کو پُر کر دیا

چھبیسوین داستان بکاؤلی کے پیدا ہونے کی ایک کسان کے گھر مین اور تاج الملوک اور چترا وت کے ملنے مین اور پہونچنے مین ملک نگارین کے

کہتے ہین کہ اُس بتخانہ کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبھی کبھی اُس کے سبزے کو دیکھنے جاتا تھا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تھا جب وہ پھولی اور اُس نے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت جانے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا **رباعی** کیا رنگ تمھارا ہی کہو اے پھولو * آتی ہے مجھے عشق کی اُس رنگ سے بو * نکلے ہو زمین سے اسلیے پوچھتا ہون * اُس گل سے مرے کچھ بھی خبر رکھتے ہو * القصہ وہ کھیت پکا اور کسان نے کاٹ کر اُسکا تیل نکالا از بسکہ کسانون کا چلن ہی کہ جو چیز کھیت مین اُگتی ہی اُسکو پہلے آپ کھاتے ہین اس لیے وہ اُسکی جورو کے کھانے مین آیا باوجودکہ وہ بانجھ تھی خدا کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گھر بے چراغ اندھیرا تھا اُس شمع کے پرتو سے روشن ہوگیا ہر طرف دھوم پڑی کہ ایک بانجھ کے گھر سرسون کے تیل کی تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اُسکے حُسن کی تحریر و تقریر کسی سے نہین ہوسکتی مُنھ کی چمک نے چودھوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برس کی ہوگی تو سورج کو بھی داغ دے گی رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پہونچی جانا کہ یہ تاثیر اُسی سرسون کی ہی کسان کو اُسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جو ہین نظر اُس لڑکی پر پڑی اُسکی شکل اپنی معشوقہ کے مطابق پائی نہایت شاد ہوا سمجھا کہ یہان اُسنے جنم لیا ہی بہت سے روپے اُس کسان کو دیکر رخصت کیا کہ اُس لڑکی کو بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف سے اُسکی شادی کے پیغام آنے لگے لیکن وہ اُس اندیشے سے کہ شاہزادے نے پرورش کے واسطے تاکید شدید کی تھی خدا جانے آگے لے

کیا منظور ہی کہ میری جان پر آبنے سب کو صاف جواب دیتا تھا اور بہانہ کرتا تھا کہ جسوقت
وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اُسکے ساتھ بیاہ دونگا قصہ مختصر اُسنے دسوین برس مین بادشاہ
تھا تاج الملوک نے اُس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اپنی لڑکی
کی شادی مجھ سے کردے یہ سنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا کہ مجھ غریب عاجز کا یہ مُنھ کہان کہ بادشاہ
کے داماد کو اپنا داماد کرون اُسکا آخر یہی پھل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہے گی ہزار افسوس
ایسی مہاسندر کو راجہ کی بیٹی کی چیری بناؤن اور اُسکو آگے سے گنواؤن یہ سنکر لڑکی نے کہا
سنو بابا میرا نام بکاؤلی ہی مین پری ہون تم ایسے اندیشے نکرو سب طرح خاطر جمع رکھو کچھ وسواس
نہین کہ گل رنگین کی جگہ سر پر ہی اور دُر بے بہا کا مکان شاہون کا افسر ہی تم شاہزادے
سے کہا بھیجو کہ جلد دے اور توقف کرے کسان بیچارہ چپ ہو رہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور
مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی مارے خوشی کے پھول گیا سارا غم والم بھول گیا اور اسکو
بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب بکاؤلی کی نحوست کے دن آخر ہوے سیکڑون پریان
چارون طرف سے وہان آئین اور سمن دیو پری بھی پوشاک پر تکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر
معہ تخت زرین آکر حاضر ہوئی بکاؤلی نے کپڑے بدلے گہنا پہنا جب بن ٹھن چکی مان باپ سے
کہا کہ مین اتنے دنون تمھارے گھر مہمان تھی رخصت ہوتی ہون باپ کا ہاتھ پکڑ کے اُسکے مکان
کے پچھواڑے لیگئی اور اشرفیون کا دیگچہ کسی زمانہ کا گڑا ہوا تھا بتا دیا کہ اسکو نکال کر خرچ
مین لاؤ پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹھی پریان فی الفور اُسکو اُٹھا کر اُڑین اور
جس جگہ کہ تاج الملوک چترا وت نرملا اور چپلا کو لیے بیٹھا تھا آکر اُترین بکاؤلی نے سب کو
وہین چھوڑا آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر بہنون کی طرح ناز سے گلے لگ گئی وہ اسکی
سج دھج دیکھکر یہ بدحواس ہوئی کہ مسند سے دبکر بیٹھی پھر پری نے اپنی سرگذشت شہزادے سے
کہی اور اُسکی سنی پھر چتراوت سے کہا کہ اگر شہزادے کی رفاقت منظور رہو تو بسم اللہ اُٹھ کھڑی ہو
وہ تمھارا گھر ہی کچھ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شاہزادے کے ساتھ ہی پھر اس
جسم خاکی کو کیونکر رکھ سکون گی بدل حاضر ہون اُسی وقت بکاؤلی نے پریون کو اشارے سے
کہا کہ تم ظاہر ہو نقل کرتے ہین کہ جتنا بھر زمین سنگلدیپ کی پریون سے خالی نہ رہی شہر مین

دھوم پڑ گئی لوگ گھبرا گئے یہانتک کہ راجہ مضطرب ہوکر بیٹی کے محل مین دوڑ آیا دیکھتے ہی اسکو
شاہزادہ استقبال کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا چند قدم بڑھا پھر اپنی مسند پر بٹھایا پھر اپنا اور
بکاولی کا احوال مفصل کہکر سنایا پہلے تو بہت ساکڑھا پھر نہایت خوش ہوا اور چترا وت کا
ہاتھ پکڑ کر بکاولی کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ یہ میری اکلوتی بیٹی ہی تیری پرستاری کیواسطے
دیتا ہون توقع کہ اسپر نظر مہربانی کی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک
تخت پر سوار ہوا بکاولی اور چترا وت داہنے اور بائین بیٹھین اور نرملہ اور چپلا ادب سے
سامنے کھڑی ہوئین پھر پریان تخت کو لیکر اُڑین بات کی بات مین تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر
جا کر رکھدیا بکاولی اور چترا وت جو اندر گئین زین الملوک کے وزیر کا بیٹا بہرام نام کہ ملک نگارین
اور باغ اور قصر کا علاقہ اُسی کو ندر تھا ندر لیکر دوڑا آیا آداب بجا لا کر اپنا نام ونشان بتایا
تاج الملوک نے اُسپر بہت سی نوازش فرمائی نذر لیکر خلعت دیا پھر دولتخانہ مین داخل ہوا دلبر
اور محمودہ شہزادے کو دیکھتے ہی نہایت شاد ہوئین پھر بکاولی اور چترا وت سے خوشی خوشی ملین

پچیسوین داستان تاج الملوک کے نامہ لکھنے مین فیروزشاہ اور مظفر شاہ اور اپنے باپ کو اور آنے مین اُنکے تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحہ کاغذ پر یون کھینچتا ہی کہ تاج الملوک نے
فیروزشاہ اور مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہونچنے کا لکھ بھیجا اُسکو پڑھکر ہر ایک کا
دل ترو تازہ ہوا چنانچہ فیروزشاہ نے مع جمیلہ خاتون کے بڑی جاہ وحشمت سے شرقستان
کیطرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا اور روح افزا کو ساتھ لیکر اُسی تجمل سے روانہ ہوا
اور زین الملوک بھی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑے کروفر فوج ولشکر سے چلا تھوڑے دنون مین
ملک نگارین مین آ پہونچے اور اُسکے گرد ونواح مین انسان اور پریزادکی ایسی کثرت ہوئی
کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے سب مسرور ہوئے

اور ہر ایک کے دل سے رنج والم دور ہوئے تین روز تک جشن رہا ناچ و رنگ دن رات
ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاد و خرم رخصت ہو کر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا بکاولی نے
روح افزا کو نہ چھوڑا کہ چند سے اور بھی اسکی صحبت سے حظ زندگانی اُٹھائے اور ایام جدائی کی
سختیان سب دل سے بھلائے عقیق کا دالان اسکے خواب کے واسطے مقرر کیا دو پری پیکر
اُس حور سرشت کے ساتھ بہر رات گئے تک سرگرم گفتگو رہتین پھر خوابگاہ مین جا کر
سو رہتی تھی ایک رات کی نقل ہے کہ روح افزا کی چوٹی سوتے مین کھڑکی کے باہر جا پڑی
تھی اسکے موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تھا بہرام بھی اُسی وقت چاندنی کی
سیر کرتا ہوا اُدھر جا نکلا جب نگاہ اُسپر جا پڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا اپنا من منھ مین لیے چڑھا
جاتا ہے پھر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہے سوچا کہ شاید بکاولی
یہان سوتی ہو اور اُسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اُسکا تمام رات پیچ و تاب کھاتا رہا آخر رہ نہ سکا
صبح کو سمن پری سے پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہے اُسنے کہا روح افزا کی خوابگاہ
ہے سنتے ہی اُسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اُسکی زنجیر زلف ڈھونڈھنے لگا
چنانچہ دوسرے دن آدھی رات کے وقت کمند مار کر اُس مکان مین جا اُترا اور دالان کے اندر
بیتابانہ چلا گیا دیکھتا کیا ہے کہ وہ رشک زہرا ایک سونے کے پلنگ پر ناز سے سوتی ہے کیفیت
اُسکی دیکھکر کیفون کے مانند ہوگیا اُسنے تو کبھی اس شراب کو چکھا نہ تھا اسکا نشہ سنبھال نہ سکا
بے ستون کی طرح اُس پری پیکر سے ہم آغوش ہو کر بوسے لینے لگا فوراً اُسکی آنکھ کھل گئی
دیکھا کہ بہرام ہے اگرچہ اُسکا حسن اُسکے شیشۂ دل کو چور کر چکا تھا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی
اُسکی طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت جھنجھلائی اور ایک طمانچہ مار کر ایسا دھکا دیا کہ کھڑکی سے
نیچے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گھر کو چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے بکاولی سے رخصت
مانگی اُسنے ہرچند منت اور سماجت کی کہ چند روز اور بھی رہو روح افزا نے نہ مانا اسواسطے
کہ اگر رات کی بات ظاہر ہو گی تو بکاولی مجھے ہنسی مین لیگی اور چھیڑے گی آخرش نہ ٹھہری
اور جزیرۂ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دن کو چین سے نہ بیٹھتی تھی اور
رات کو ایک دم آرام سے نہ سوتی تھی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تھی اور

ساعت بساعت سموم غم سے مرجھاتی تھی اور اپنی نرگس مخمور مین گھڑی گھڑی آنسو بھرلاتی تھی سچ ہی کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوق مین زیادہ دیکھے یہ وہ گرد ہی کہ کسی کے گلے مین کمند ڈالکر دور سے اپنے حضور مین کھینچ لے اور کسی کو فلاخن شجر سے دور پھینکدے

چھبیسوین داستان بہرام کے جزیرۂ فردوس مین پہونچنے کی سمن روپری کی مدد سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہانتک کثیف ہوگیا کہ ڈیلاپے سے آنکھو نمین حلقے پڑگئے اس بات کی سمن رو کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ مدام اس کو نصیحت کرتی کہ اے بہرام اس خیال سے درگذر اور دل سے یہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا خنجر محبت سوا فراق کے کچھ مزہ نہین دیتا خاک مین ملے ایسی دوستی جس سے ہمیشہ خرابی اور اضطرابی جی کو رہے اور ناحق ایک بے پروا کے پیچھے دُکھ اور درد سے تو تاج الملوک کی بات پر نہ جا کہ نادر ہی یہ اتفاق ہوگیا کہ بکاولی کی طبیعت اُسپر آگئی والا پری اور آدمی مین کیا مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چپکا سنا کرتا تھا کچھ جواب نہ دیتا تھا مگر یہ بیت پڑھتا تھا بیت نصیحت کرتے ہو تاحق تم اتنی + نہین جانے کی زنگی سے سیاہی + جب سمن روپری نے دیکھا کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہی کہ اُسکا نکلنا بہت دشوار ہی کہا اے خود فراموش اس مہم مین مجھسے تیری امداد تو کچھ نہین ہوسکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردس مین تجھے پہونچا دون پھر آگے تیری قسمت ہی وہ اس بات پر بخوشی راضی ہوا تب سمن رونے اسکو زنانے کپڑے اور گہنا جسقدر مناسب تھا پہنایا مردھا ہو بہو ایک رنڈی پری پیکر بنکر اُڑچلا پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لے اُڑی اور اپنی منھ بولی بہن کے گھر مین کہ اُسکا نام بنفشہ تھا

اور وہی مشاطہ روح افزا کی تھی جا کر اُتری وہ سمن رو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ نوجوان لڑکی تمھارے ساتھ کون ہی اُسنے کہا کہ میری دینی بہن ہی اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا تھا سو واسطے مین تمھارے پاس لائی ہون اسے اچھی طرح سیر کراؤ تماشے دکھاؤ اُسنے کہا بہت اچھا آنکھون سے پھر سمن رو رخصت ہوکر بکاولی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر مین رہا وہ اُسے دنیا کی نعمتین کھلاتی تھی شفقت اور مہربانی سے دن کو ہر ایک باغ مین لیجاتی تھی اور سیر دکھلاتی تھی شام کے وقت گھر آتی تھی پھر مشاطگی کا اسباب لیکر۔ روح افزا کی خدمت مین جا کر حاضر ہوتی تھی اسی طرح چند روز گذرے ایک روز بنفشہ کہین گئی بہرام نے جو گھر خالی پایا اُسکی مشاطگی کے اسباب مین سے آئینہ نکالکر اُسکی پشت پر یہ شعر لکھے اور اُسی جگہ رکھدیا۔ **اشعار**

روشن نہ تھا یہ کچھ رُخ نیکو سے آئینہ ۔ چمکا ہی تیرے عکس سے کیا روے آئینہ
مشاطہ آئینہ کو ترے آگے باادب ۔ جھلاتی تھی جو کھینچ کے زانو سے آئینہ
غیرت یہ کہتی ہی کہ اسے چور کیجیے ۔ کیون دیکھتا تو نے جان جہان روے آئینہ
سر کھو جو تجھ سے ہوئے کسی اور طور سے ۔ نظرون سے گر پڑی رُخ دلجوے آئینہ
آئینہ ایکدم نہ ٹھہرتا ترے حضور ۔ باندھا ہی عکس زلف نے بازوے آئینہ

الغرض بنفشہ اپنے وقت پر مقاوہ اور سنگاردانی لیکر روح افزا کے پاس جا کر حاضر ہوئی پھر کنگھی اور چوٹی کرکے آئینہ جو اُسکے ہاتھ مین دیا شہزادی کی نظر جو اُسکی پشت پر جا پڑی دیکھا اور اُسکو پڑھکر معلوم کیا ہر چند راقم اسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اس بات کو اسطرح پر دریافت کیجیے تا کہ اُسکے آنے کا یقین ہو جاوے اور وغدغہ دل مین نہ رہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی ای بنفشہ جو چیز ہمیشہ ہی وہ کیا ہی اور وہ شے جو مدام غم کے ساتھ ہی کون شے ہی اُسنے ہر چند غور کیا لیکن معقول جواب نہ سوجھا عرض کی کہ اسکا جواب لونڈی کل دیگی اسوقت معاف کیجیے یہ کہکر گھر آئی مگر اس پہیلی کے بوجھنے مین نہایت متفکر تھی اُسکی گھبرائی ہوئی صورت بہرام نے دیکھکر پوچھا ہوا آج اتنی بے حواس کیون ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اُسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجکو اسکے جواب مین کچھ سوجھتا نہین یعنی اُس حکیم مطلق کا نیرنگ دوام ہی

اور شادی و غم سے وابستہ مدام ہی بہرام نے یہ سنکر کہا اس سوال کا یہ جواب ہرگز نہین
بلکہ یہ ہی جس عاشق کے منہ پر معشوق کے ہاتھ کے طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ سرخرو ہی ناخوشی
سے تلخکام وہ ہی کہ جسکا محبوب محجوب ہی اور وہ ہر ایک کو اپنا محبوب سمجھتا ہی اور نقل
مشہور ہی کہ مجنون سے پوچھا کہ خلافت پیغمبر کے بعد خلفاے راشدین مین حق کسکا تھا
اُسنے جواب دیا کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اُسکا جواب دیا ہوا صبح کو روح افزا کے حضور مین
جا کر عرض کیا سنتے ہی اُسکو بہرام کے آنے کا یقین ہوا اور بنفشہ سے پوچھنے لگی سچ بتا کہ
یہ جواب کس نے دیا اُسنے ہر چند کہا رات کو میرے خیال مین گذرا تھا لیکن پری نے ہر گز نہ مانا
بنفشہ نے مجبور ہو کر کہا کہ سمن رو پری اپنی منہ بولی بہن کو اس سرزمین کی سیر کے واسطے میرے
گھر مین چھوڑ گئی ہی اُسنے یہ جواب مجکو سکھایا ہی روح افزا نے کہا اُسکو ہمارے پاس کبھی
نہ لائی بھلا آج تو اپنے ہمراہ لے آئیو ایک ذرا مین بھی دیکھون اُسنے کہا بہت اچھا اُسکی
اور میری دونون کی سعادت ہی چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اُڑھا کر اپنے ہمراہ
لیگئی روح افزا نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہی لیکن اغماض کیا اور کچھ متوجہ نہوئی وہ سمجھا
کہ اسنے ابتک مجھے نہین پہچانا شاید آئینہ کی پشت نہین دیکھی اور میرا خط ملاحظہ نہین کیا
قصہ کوتاہ جب بنفشہ چوٹی گوندھ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سے اُٹھا کر
پشت کی طرف سے اُسے دکھایا وہ غنچہ دہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سے
کہنے لگی کہ اے بنفشہ تمھاری بہن نہایت پھوہڑ ہی کہ ابتک آرسی کی پشت و رو نہین جانتی
آج کی رات یہان چھوڑ جاؤ ہم اسکے ساتھ ہمنشین ہو لین چہلین کرین گے اُسنے عرض کی کہ میری
عین خوشی ہی اور اسکی سراسر سرفرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گھر آئی اور یہ دلآرام کے خلوت خانہ
مین رہا اے عزیز اگر بہرام زنانہ لباس نہ پہنتا تو ہرگز وہ اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور
اپنے مطلب کو نہ پہونچتا فی الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ پکڑتا ہی معشوق خود اُسکا
عاشق ہوتا ہی چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس وضع کا کلام فرمایا ہی
حاصل اُسکا یہ ہی کہ خصائل مین خدا کی پیروی کرو تا کہ قربت اُس سے حاصل ہو اور جب امور
عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلماتی سے چہرۂ روز کو چھپایا اور چادر مہتاب کا

فرش نورانی بچھایا روح افزا پریون کی مجلس سے اٹھکر خلوت سرا مین آئی بہرام کو اکیلا لیکر
بیٹھی اُس آشنا صورت نے اجنبیون کی طرح سررشتۂ سخن نکالا کہو بی بی تمھارا نام کیا ہی
اُسنے کہا کو چۂ ننگ و نام تو مجھ سے کب کا چھوٹ چکا ہی تیرے نام کے سوا کچھ یاد نہین پری نے
پوچھا یہان کس واسطے آئی ہو جواب دیا کہ پروانہ کے آنے کا سبب شمع پر بخوبی روشن ہی
اُس سے پوچھا چاہیے بہرام کی میٹھی میٹھی باتون سے تو محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترشرو ہوکر
بولی ای مکر باز عیارانی باتون سے مین نے پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مردوا ہی یہ چھل نکالکر
تو یہان در آمد ہوا میرے ناموس کو برباد کیا دیکھ تو ایسی دلیری کی سزا دیتی ہون اور ڈھٹائی
کا بدلہ کیسا لیتی ہون وہ ناکردہ کار رنجش اور نوش ریخ و حلاوت سے واقف نہ تھا ناز و نیاز
کے بھید اُسپر نہ کھلے تھے اُسکے علاوہ طمانچون کا صدمہ آگے اُٹھا چکا تھا وہ ناز کی باتون کو سچ
سمجھا یقین ہوا کہ اب پھر مار کھاؤن اور نکالا جاؤن گا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور اِس
شعر کو پڑھکر بیہوش ہونے لگا **شعر** کہ قتل کہ تیرے آگے مرنا * بہتر کہ نہ دور زندگانی کرنا *
پھر تو پری زاد سہم گئی کہ مبادا ڈر سے اُسکی جان پہ آ بنے اور جفا کارون مین میرا نام لکھا جاے
بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اُسکا اپنے زانو پر رکھا رُخِ گلفام کی بو یہان تک سونگھائی کہ
اُسکو پھر ہوش مین لائی ای عزیز اگر اپنی ذرا عقل کو حکمتون سے زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یار
سے فائدہ نہ پائیگا اگر یہ تو ہستی موہوم نہ چھوڑے تو حیات ابدی کب ترے پاس
آئے جو راہ عشق مین آپ سے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب تک پہونچا القصہ بہرام نے
جو آنکھ کھولی اپنا مرتبہ برنگ گل دیکھا اور محبوبہ کا دل مثل بلبل مارے خوشی کے پھول گیا
اور اگلی پچھلی باتین بھول گیا پھر تو بے کھٹکے ہونٹھ کہ رشک برگ گل تھے اُسکے دہن سے
کہ غیرت غنچۂ یاسمن تھا ملائے اور خوب ہی مزے اُڑائے ازبسکہ وہ گل پیرہن بھی اشتیاق
مین بھری تھی آپ کو روک نہ سکی گتھ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو پھول بنایا اور کہا مین نے
نئی نئی طرح سے لطف اُٹھایا روح افزا کا یہ جی لگا کہ ایک ساعت اُس سے جدا رہنا دشوار
ہوا پھر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کی طرح گلے سے لگائے رکھیے مگر دشمنون کی نظر سے چھپائے
رکھیے آخر ایک طلسم اُسکے گلے مین باندھا اور قمری بنا کر ایک سونے کے پنجرے مین رکھا

پھر تو وہ گل اندام روبرو لٹکائے رکھتی رات کو پنجرے سے نکالکر پھر آدمی بناتی تھی صبح تک اسکی
صحبت سے انواع اقسام کی کیفیتین اُٹھاتی تھی چند مدت اسی طرح گذر گئی اور یہ بات چھپی
رہی آخر عشق اور مشک بے ظاہر ہوے نہین رہتا بو باس یہان کی حسن آرا تک پہونچگئی
ایک دن نور کے تڑکے اُسکی سن گن لینے آئی جب روح افزا کے پاس آنکلی دیکھا کہ اُس کی
زلف شکین کا طور بیطور ہے اور سیب زنخدان کا رنگ اور ہے نسترن رخسار کی رنگت گل سی
اور نرگس بیخواب کی کیفیت جام سی دیکھی پیشواز کی چولی کی حالت اور طرح کی پائی اور انگیا
کی صورت کچھ اور ہی نظر آئی سمجھی کہ اسکا یاقوت کسی کے الماس سے سفر کندہ ہوا ہے اور جھوکا
نسیم کا بلا شبہہ اُسکے کو لگا ہے دوڑ کر غصہ سے ایک دوہتڑ پیٹھ پر مارا اور کہنے لگی ای علامہ گل کا
ناس ڈوبا کیا غضب کیا تو نے کنوارپنے مین کس سے آنکھ لگائی تجھے غیر مرد سے حیا نہ آئی حیف
تیری زیست پر چلبھی بھر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بجگیا تو نے باپ کا نام خراب کیا
سچ بتا کہ یہ کیا ماجرا ہے نہین تو تیرا گلا گھونٹ ڈالونگی اور جیتا نہ رکھونگی روح افزا ڈر سے
تھرتھراتی تھی اور کہتی تھی امان مجھے تمھارے سر کی قسم جو مین نے کسی مردوے کو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین
یہ فقط تہمت ہے اور صاف بندش ہے تم کیسی مان ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہنے
سننے پر جاتی ہو غرض اُسنے ہرچند قسمین کھائین اور بہتیری باتین بنائین مگر اُسنے باور نہ کیا
بلکہ درپے ہوئی کہ جس چور نے اس گھر مین نقب دی ہے اُسے پکڑنا چاہیے اور اچھی طرح سزا کو پہونچانا
ہزارون جاسوسون اور عیارون نے زمین و آسمان ڈھونڈھ مارا لیکن گھر کے پنجرے کا بھید
کسی پر نہ کھلا ای عزیز تو عرش پر کس کے ڈھونڈنے کا ارادہ رکھتا ہے جو تیرے خانۂ دل مین
ہے اُسکی تو تجھے خبر نہین واہ واہ دور کا دھیان اور نزدیک آپ سے انجان **شعر**
کون ہے گھر مین جب اتنی بھی نہین تجکو خبر ٭ پھر تو کیا جانے کہ کیا ہے اوج بام چرخ پر ٭ القصہ
حسن آرا نے جستجو کر کے روح افزا کی خواصون کو دھمکایا اور مظفر شاہ کے غضب سے ڈرایا
جب ایک خواص کہ نام اُسکا گلرخ تھا اُسکے نزدیک آکر یون کہنے لگی کہ اس خانہ سرا
کا بھید ہم پر کیونکر کھلے نہ وہانتک گذارا نہ دیدہ بان بنیا **شعر** اُسکے منہ کے دیکھنے کو دیدہ و دل
چاہیے ٭ چشم ظاہر مین ہماری دید کر سکتی ہے کب ٭ لیکن ان دنون ہماری صاحبزادی

صبح و شام اس قمری سے مشغول رہتی ہی اور اُسکے پنجرے کو ایکدم آنکھ سے اوجھل نہین کرتی
ہین ظاہر مین تو پرندہ ہی باطن کی ہمکو خبر نہین پس اپنا طائر قیاس آگے نہین اڑ سکتا مگر
ملکہ اُڑتی چڑیا پہچانتی تھی اسکی کنہ سمجھی ای نادان بسبب علاقہ روح سبزہ زار دنیا کی سیر کو آتا ہی
جب تک یہ مربع طلسم عناصر اُسکے گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود مین طوق بندگی اُسکا گلو گیر ہی
چشم ظاہر بین مشت خاک کے سوا کچھ نہین دیکھتے جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا کیفیت اُسکی
کُھل جاویگی کہ وہ کون ہی اور یہ نیرنگ کیا ہی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
فرمایا ہی جب لوگ آئین گے اس حال سے آگاہ ہونگے کہ وجود مطلق ایک دریا ہی اور ہر وجود
حباب ہی جب حباب کی ہوا نکل گئی دریا کے سوا کچھ نہین پس تامل سے دیکھو کہ اصل ہستی
دریا کی ہی لیکن فرق مرتبہ کا البتہ ہی حباب کو کوئی دریا نہ کہے گا اور دریا کو حباب اور کعبہ کو
قبلہ کہتے ہین اور بت خانہ کو کنشت اور جہنم کو دوزخ اور جنت کو بہشت غرض ہر مرتبے مین
اور ہی حکم وجود ہی پس زندیق ہی جو حفظ مراتب نکرے نہ تو یہ واقعی مسئلہ وحدت وجود کا مشکل ترین
مسائل ہی اور بہتیرے اس بحر عمیق مین گر کے مذہب جبیری کے بھنور مین جا پڑے اور اکثر
مسالک دہری کے گرداب مین ڈوبے مارے یہان فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہ کے سوا کوئی
نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی نشست گاہ مین جا کر پنجرے کو اتار لیا اور ارادہ
لیجانے کا کیا روح افزا اسکو شاہین کے چنگل مین دیکھکر کلیجہ پکڑ کر رہگئی منہ سے تو مارے
لحاظ کے بول نہ سکی پر طائر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن قضا و قدر کے
ہاتھ سے نہ چھوٹا غرض اس بے پر کو وہ پری اُڑا لیگئی اور مظفر شاہ کے روبرو اُسکا پنجرہ
رکھدیا بادشاہ نے نکال کر اُسکے بال و پر تمام کھولے آخر گلے پر جو ہاتھ پڑا تو ایک تعویذ نظر آیا
اُسکو کھولا تو بہرام آدمی ہو گیا حاضرین مجلس سخت متعجب ہوے شاہ آتش غضب سے
جلکر کباب ہو گیا اور کہنے لگا اے بدذات نابکار تو غضب سلطانی سے نہ ڈرا اور اپنے جی مین
کچھ نہ سوچا سچ کہہ اس دربار مین تجھے کون لایا اور بادشاہون کے محل مین کس نے پہنچایا
اس ڈھٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کے سوا کچھ نہ پاوے گا اور اُسکی سزا مین جان سے
مارا جاوے گا بہرام بولا عاشقون کا رہنا خانۂ اشتیاق ہی اور اُنھین کی سزا مالایطاق ہی

عشق کی وہ زنجیر نہین کہ کوئی آپ سے پانون ڈالے اور اختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ اختیار سے توڑا ہی اور بے اختیاری جوڑا ہی جسنے زندگی سے ہاتھ دھوے لے اُسے موت سے کیا خطرہ ہی اور جان کی کیا پرواہ ہی مگر حسرت دیدار جی مین رہیگی اور گور مین جوے خون آنکھون سے بہے گی شعر موت سے ہرگز نہین ڈرتا کچھ غم ہی مگر۔ گلرخ تکی دید سے محروم مین رہجاؤن گا۔ آخر مظفر شاہ کا شعلۂ غضب ایسا بھڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے پرکالے کو جلد شہر سے دور لیجاکر آگ مین ڈالدو اور جلاکے خاک سیاہ کردو اتفاقاً تاج الملوک ور بکاولی گلستان ارم کی سیر کو آتے تھے جس مقام سے جزیرۂ فردوس نزدیک ہجاتا تھا وہان پہنچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بھی دیکھین اور دو دن وہان کی بھی سیر کرین القصہ جزیرۂ فردوس کی طرف پھرے اور وہان آنکلے جہان لکڑیون کا انبار لگا تھا اور بہرام اُسپر بیٹھا تھا بلکہ چارون طرف سے آگ دے چکے تھے جونہین بکاولی نے لوگون کی بھیڑ دیکھی اور آگ بھڑکی ہوئی اُسے نظر پڑی تخت اپنا قریب لیجاکر پوچھنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کوئی بول اُٹھا کہ روح افزا کے عاشق کو جلاتے ہین سنتے ہی اس بات کے بکاولی تخت سے اُترکر آگے بڑھی کیا دیکھتی ہی کہ بہرام ہی فی الفور بکاولی نے کہا کہ جلد اس آگ کو بجھاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک رویان جلا تو سیکڑون سر جلا دنگی بلکہ اسکا گھر کا گھر خاک مین ملاؤن گی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجھادیا اور بہرام کو نکالکر شہزادی کے حوالہ کیا اُسکو ہمراہ لیکر ایک باغ مین جا اُتری اور پھر تاج الملوک کو ادرا سے وہان چھوڑ آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی جھک کر سلام کیا اُنھون نے اُسکا سر چھاتی سے لگایا خیریت پوچھی اور آنے کی حقیقت دریافت کی بکاولی نے کہا میرا بے اختیار آپکے اور چچی جان کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا اسکے سوا خیریت ہی لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکھا ہی کہ میرے سسرے کے وزیر زادے کو لوگ جلایا چاہتے تھے اگر میرے آنے مین اور ایکدم کا وقفہ ہوتا تو وہ جلکر راکھ ہوجاتا اور ماں باپ کو دنیا سے کھو جاتا اگرچہ مرنا سب کا بُرا ہی خصوصاً ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر بھی ایسی نہ تھی لیکن اس طرح کی سزا فائدہ نہین رکھتی جو کچھ ہونا تھا سو ہوچکا مین نے فرض کیا کہ آپ نے اُسے مارڈالا لیکن کلنگ کا ٹیکا تو نہ مٹے گا اب تو سو جاتے ہین پھر ہزار جائین گے اس سے بہتر یہ کہ اسکی تقصیر معاف کیجیے اور روح افزا کو اُسکے ساتھ بیاہ دیجیے

کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور قابل ہی کچھ اسمین مضائقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا آیا ہی اور جو انسان کو آپ حقیر جانتے ہین تو پھر مجکو تاج الملوک کے ساتھ کیون بیاہا بیٹی اور بھتیجی مین کیا فرق ہے مظفر شاہ نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پھر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکھا کہ وہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سر جھکائے منھ بنائے بیٹھی ہی ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری گھُسکی کہان جاکر سرنگ لگائی پناہ مانگیے اور ڈریے تجھ سے اور تیرے دیدے سے بس اُٹھ کھڑی ہو ہنس بول کپڑے بدل جھر بسیے باہر نکل مین تیرے چاہنے والے کو سلامت لے آئی ہون اب کوئی دن مین دل کھول کر ملیو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا بہن کی باتون سے مسکرا کر اُٹھ بیٹھی اور بلائین لیکر گلے سے لپٹ گئی رات تو بکاؤلی وہان رہی صبح کے وقت مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لے گئی تقصیر معاف کروائی پھر اُسکو مایون بٹھا کر تاج الملوک اور بہرام کو لیکر جزیرۂ ارم مین جاکر پہونچی اور یہ ماجرا من وعن اپنے باپ کے گوش گذار کیا پھر اُنسے درخواست کی کہ وہ جس دھوم سے تاج الملوک کو لیکر بیاہنے آئے تھے اُسی طرح تم بھی بہرام کو بیاہنے لیچلو اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو چنانچہ اُنھون نے ویسا ہی مہیا کیا اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کر پھولون کا سہرا باندھکر بڑے کروفر سے جزیرۂ فردوس کو روانہ ہوا وہان کی تیاری کا کیا کہنا پری کے بیاہ کا تجمل زبان سے کیا بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کی طرف لوگون نے براتیون کو اور دولھا کو لیجاکر نہایت عظیم الشان مجلس نشاط مین بٹھایا اور زنانی سواریون کو اُسی تواضع سے حسن آرا کے علاقہ دار مجلس انبساط مین لے آئے پہر رات تک اندر باہر ناچ رنگ کی صحبت رہی آتشبازی انواع اقسام کی چھوٹا کی پھر اپنے خاندان کے چلن کے موافق اُس پری پیکر کا نکاح اُس رشک قمر کے ساتھ بندھوایا ہار اور پان دینے کے بعد نوشہ کو ریت ورسم کے واسطے محل مین بھجوا دیا بکاؤلی بھی بہنون کی طرح بہرام کے ساتھ گئی اور ٹونے کرتی ہوئی اُسکی طرف سے خوب جھگڑی پھر آرسی مصحف دکھایا اور دولھا کو دُلہن کا جھوٹا شربت پلایا اسکے بعد مظفر شاہ اور حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز نقد وجنس لونڈی غلام دیکر بہ تجمل تمام رخصت کیا برات کو اُسی رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک

لیے ہوے شاد و خرم جزیرۂ ارم مین داخل ہوے کئی دن وہان چہل پہل رہی پھر بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اُسی طمطراق سے لیکر ملک نگارین کو روانہ ہوے تھوڑے عرصہ مین جا پہونچے پھر بہرام کے ماں باپ کو بُلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونون کا دیدار دکھایا وہ بہو بیٹے کو دیکھکر بہت شاد ہوے اور بکاولی کے جان و دل سے ممنون احسان ہوے من بعد وزیر نے مجلس نشاط کی وہان تیاری کی بادشاہ کو جا کر لے آیا اور جتنے چھوٹے بڑے امیر تھے اُنکو بلوایا جسقدر اہل طرب شہر مین تھے اُنکو طلب کیا غرض کئی دن تک ناچ رنگ کی صحبت رہی مہمانداری بخوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کے حضور مین سیکڑون کشتیان جواہر اور پوشاک کی رکھین اور محل مین بھی اُسی قبیل سے بھجوائین انعام و اکرام لوگون کو بہت سا دیا نقد و جنس بے شمار بانٹا بعد اُسکے حضرت اعلیٰ قلعۂ مبارک مین تشریف لیگئے سب مہمان بھی رخصت ہوے پھر بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلد میرے باغ اور محل کو اُکھڑوا کر یہان لے آؤ دو چار ہی دن کے عرصہ مین لیکر پہونچی فی الفور متصل اپنی دولتسرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قائم کر کے روح افزا اور بہرام کے حوالہ کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوے اور بخوبی آباد ہوے

اشعار

غرض جسطرح سے کیا اُنکو شاد
تو پھر فکر تاریخ تھی صبح و شام

ہماری بھی دے یا الٰہی مراد
یکایک سنی مین نے آواز غیب

یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام
کہ ہے مذہب عشق تاریخ و نام

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ درین ایام میمنت توامان فسانۂ خوش اسلوب داستان ہر دل مرغوب مسمی بہ مذہب عشق معروف بہ گل بکاولی در مطبع اعجاز محمدی لکھنؤ محلہ نواب گنج باہتمام علی حسین خان مالک مطبع بماہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ع بہزار خوبی و زیبایش مطبوع جہان شد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حق السماع	١ر	تذکرة المسلمین	١٢ر	دیوان مراد	١٠ر	سراجی	٦ر
ہدایة الادب	٥ر	ترکیب الصلوٰة	[illegible]	دیوان غوث اعظم	١٠	سکندر نامہ [illegible]	١٣
حدیث الاربعین	١ر	جاربردی شرح شافیہ	١٢ر	دیوان فخر الدین [illegible]	٢ر	سراج الرقیم	١٠ر
حکمت افلاطون	٣ر	جامع الخطب حافظ ابن		درود اکبر	[illegible]	سلم العلوم	١٢ر
حکایات الصالحین	٣ر	حجر عسقلانی	٨ر	دیوان متنبی مع شرح	[illegible]	سکندر نامہ مترجم اردو	[illegible]
[illegible]	٠ر	جنتری علمی جدید	٢ر	دستور المبتدی	٢ر	سراج مبین تفسیر	
[illegible]	[illegible]	جنتری فلان نامی جدید	٢ر	درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو	١٠	سورۂ یٰس شریف	٥ر
[illegible]	١٢ر	جامع الصغیر	[illegible]	ذخیرۂ عمری	٢ر	شرح میزان	٢ر
[illegible]	٢ر	جواہر القرآن مترجم	[illegible]	ذکر الشہادتین	٤ر	شرح سلم ملا مبین عربی	١٠ر
فاتحہ [illegible]	٨ر	جوہر [illegible]	١٠	ذخیرۂ کرامت حصہ اول	٨ر	شرح جامی عربی	[illegible]
خطبات [illegible]	٩ر	حلیۂ [illegible] حصہ اول	٢ر	ذخیرۂ کرامت حصہ دوم	١٢	شرح تہذیب خورد	٦ر
[illegible]	[illegible]	خیر المجالس ترجمہ		رد ناسخ مثنوی	[illegible]	شرح تہذیب مع	
تاریخ فرشتہ [illegible]	٥ر	نزہۃ المجالس دو جلد اردو	[illegible]	رسائل الارکان	[illegible]	تحفۂ شاہجہانی	١٢ر
تحفۃ [illegible]	٣ر	خزائن الملوک	[illegible]	رشیدیہ	٦ر	شمس بازغہ	[illegible]
تفسیر [illegible] القرآن	[illegible]	خلاصۃ التفاسیر کامل	[illegible]	راہ المسلمین	٣ر	شرح اسباب کامل	[illegible]
تفسیر تبارک الذی [illegible]		دیوان حافظ [illegible]	١٢	رحلت رسول	٢ر	شرح نفیسی	١٢
[illegible] مولانا عبد العزیز [illegible]	[illegible]	ایضاً مترجم	[illegible]	رد ہندو	٣ر	شرح چغمنی	١٢
تعریب [illegible]	٢ر	دقائق الحقائق	٦ر	زنجانی	٢ر	شمس العارفین	٦ر
تسہیل [illegible] اردو	٥ر	دلائل الخیرات بدو ترجمہ	[illegible]	زاد التقوی	١٠	شرح مائۃ عامل کلاں	٨ر
ایضاً عربی	٥ر	ایضاً خیا شدہ	[illegible]	زاد السعید	١٠	شرح فقہ اکبر	١٢ر
تقویۃ الایمان [illegible]	٩ر	دیوان مخفی	٤ر	زواجر ہندی	٤ر	شرح ہدایۃ النحو فارسی	١٠
ترتیب الصلوٰة	٤ر	دلائل الخیرات مترجم		زلیخا نظامی فارسی	٦	شرح جزری	٣ر
تذکرة الشعرا	٥ر	برحاشیہ	٦ر	زاد الآخرة فارسی	١٠	شرح عقائد نسفی	١٢ر
تاریخ ابلیس	٣ر	دلائل الخیرات مصری	٢ر	زلیخا مترجم	١٢	[illegible] القراۃ	١٠
تاریخ حبیب [illegible]	٥ر	دقائق الاخبار مترجم	٦ر	زہر الشبان	٦	شرح [illegible]	١٠
تذکرة الموت	٠ر	دیوان نسیم	١٢ر	نورانی	٢ر	شرح مائۃ عامل مترجم اردو	٦
تحریر [illegible] شرح کافیہ	١٢ر	دیوان عاشق	٢٢ر	سچا شہادت نامہ	٣ر	شرح وقایہ مع [illegible]	
تفسیر حسینی فارسی	[illegible]	درة الناصحین اردو	[illegible]	سراج المنیر	٨	عربی جلد اول	[illegible]
تعلیم الدین	٦ر	دیوان حضرت علی عربی	٧ر	سلطان الاذکار	١٠	؍؍ جلد ثانی	[illegible]
تکمیل الایمان	٢ر	دستور الشعرا	٨ر	[illegible]	١٠ر	؍؍ جلد ثالث	[illegible]
تاج سلیمانی	١ر	[illegible]	٢ر	سیپارہ ضمیمہ مثنوی [illegible]	١٢	؍؍ جلد رابع	[illegible]

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
شافیه	۸ر	غیاث اللغات مع		قصه زنگبار	۴ر	مفتاح التهجی	۱ر
شان قدرت	—	منتخب اللغات د		قصص الانبیا کلان	[illegible]	مطول لقدر [illegible]	۱۲ر
شرح پنج گنج	۱۲ر	چراغ ہدایت	۶ر	قول البدیع	۴ر	مفتاح الصلوٰة	۵ر
شرح دیوان علی اول	۵ر	تحفة الطالبین مترجم اردو	۲ر	کشف المبهم	۴ر	میر قطبی	۶
شرح دیوان علی دوم	۱۲ر	فتوح الشام عربی		کلیات امدادیه	۸ر	مشارق الانوار	[illegible]
شرح سبعه معلقه		لهجه نصاب	۷ر	کرامات امدادیه	۳ر	منتخب النفائس	۴
لهجه نصاب	۱۰ر	فضیلة الذکر	۳ر	کلام المبین	۵ر	مختصر معانی	[illegible]
شرح شذور اردو چہار		فتاوی دائم الدین	۳ر	گلستان نظامی	۷ر	مصباح الصلوٰة	۵
[illegible]	[illegible]	فردوس بریں اول	۱۰ر	گنج العرش	[illegible]	مفتاح [illegible] کامل	[illegible]
شان رحمت	—	مختصر محمدی اول	۵ر	گلزار داغ	[illegible]	مجموعه منطق	۲
شرح مسلم حمد الله	۶ر	ایضاً دوم	۴ر	گلزار خلیل	۸ر	میراث المسلمین	۴
مجمع عرب	۴ر	ایضاً سوم	۵ر	گلشن جانفزا	۵ر	مواعظ [illegible]	[illegible]
شرح میزان منطق	۴ر	ایضاً چہارم	۶ر	گلدسته نور	۱ر	مجموعه [illegible]	[illegible]
صدرا	[illegible]	ایضاً پنجم	۲ر	نواب الاخبار	۴ر	منهاج [illegible] مترجم	۴ر
صلوٰة الرحمن	۶ر	ایضاً ششم	۶ر	لغات القرآن	۶ر	مشکوٰة شریف [illegible]	[illegible]
صفائی معاملات	۱ر	ایضاً ہفتم	۶ر	مختصر مسائل	۴ر	منتخب اللغات	[illegible]
صراط المستقیم	۵ر	فرائد عربی [illegible]	[illegible]	مولود دلپذیر کلان	۱۰ر	محیط اعظم کامل	۵
صراح مع قراح	۶ر	فروع الایمان	۲ر	مہندی محشی	۱۲ر	مسلم الثبوت [illegible]	۹
صبر المسلمین	۱ر	فیوض رحمانی	۵ر	مراة النسا	۶ر	مجموعه وظائف مع	
ضروریات اسلام	۴ر	فتاوی اشرفیه اول	۳ر	مسدس معرکه کربلا	۴ر	ہفت سوره	۴
طبری	۱۰ر	ایضاً دوم	۲ر	مذہب منصور	۸ر	مجموعه خطب [illegible]	
طلسم بنگاله اول	۲ر	فرہنگ قصائد قاآنی	۶ر	مجموعه ملاحسن	۶ر	دوازده ماہی عربی	۱۲
ایضاً دوم	۴ر	فوائد القرآن	۳ر	مولود [illegible]	۲ر	مجموعه خطب دوازده	
طب اکبر اردو	۶ر	قدوری کلان محشیه		مجموعه فتاوی مولانا		ماہی عربی	۴ر
ظرافت کی روح	[illegible]	جدید یوسفی	[illegible]	عبد الحی صاحب کامل		مجموعه خطب دوازده	
عمدة المصانع	۳ر	قاضی مبارک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ماہی مترجم مولوی	[illegible]
علم الفرائض	۱۲ر	قطبی کلان یوسفی	[illegible]	مجموعه [illegible]	[illegible]	محمد اسمٰعیل [illegible]	۱۴
علم الصیغه	۴ر	قصد السبیل	۱ر	مہندی کلان یوسفی	[illegible]	مناجات مقبول	۵
علاج الاعظم	[illegible]	قصائد قاآنی	۱۲ر	منتخب الحکایات	۴ر	مفید [illegible]	[illegible]
علاج [illegible]	[illegible]	قدوری محشے	[illegible]	مخزن المسلمین	۴ر	مراة [illegible]	[illegible]
عملیات نادره	۲ر	قصه عبد الرحیم	[illegible]	مخزن المفردات	۱۰ر	مفصل [illegible]	[illegible]
[illegible] مترجم	[illegible]	قطبی محشی	۲ر	مجموعه زاد العقبیٰ	۵ر	[illegible] مترجم	[illegible]
[illegible]	۱۰ر	قطبی مع سعدیه	[illegible]	مولود سعیدی	۱۰ر	[illegible]	[illegible]